یا اللہ مدد




# باگڑ سرگانہ

مُناظرِ اعظم حضرت علامہ مولانا مُحمد عبدُالستّار تونسوی دامت برکاتہم

وعدہ الٰہی

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ

حق کے مقابلے میں باطل کی جماعت شکست خوردہ ہوگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی!

باگڑ سرگانہ ضلع ملتان کا قابلِ دید و لائقِ شنید

# بے نظیر و لاجواب مناظرہ

مناظرِ اعظم علّامہ تونسوی زندہ باد

یہ وہ مناظرہ ہے جو متواتر تین دن تک اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان ضلع ملتان میں بمقام باگڑ سرگانہ ہوتا رہا۔ جس میں حضرت علامہ مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی مناظر اعظم تنظیم اہل سنت پاکستان نے پاکستان کے تبرائی شیعہ مناظر محمد اسمٰعیل گوجرہ کو نہایت لاجواب مبہوت کر دیا۔ والفضل ما شهدت به الاعداء علاقہ باگڑ سرگانہ کے خود شیعہ حضرات سے حلفیہ انصاف پوچھیے۔ اس کے مطالعہ سے علماء تو علماء عوام مسلمان بھی شیعوں کے مجتہدوں کو لاجواب کر سکتے ہیں وما توفیقی الا باللہ



مرتبہ

تلمیذ حضرت علامہ تونسوی حافظ احمد مظفر گڑھی

40 چالیسویں اشاعت قیمت 50 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

# فائدہ جلیلہ

شیعہ مذہب میں عقیدۂ تحریفِ قرآن یعنی موجودہ قرآن ناقص و زائد اور اصلی قرآن کے خلاف ہے عقیدۂ امامت کی طرح بلکہ اس سے کچھ زائد روایاتِ متواترہ سے ثابت ہے۔

(۱) کتبِ معتبرۂ شیعہ میں تحریفِ قرآن کی روایتیں زائد از دو ہزار ہیں اور روایاتِ امامت سے بھی زیادہ ہیں۔

(۲) شیعہ محدثین نے روایاتِ تحریف کو ائمہ معصومین سے روایت کیا ہے۔

(۳) یہ زائد از دو ہزار روایتیں بقول محدثین شیعہ متواتر اور مستفیض ہیں جیسا کہ اہلِ سنت کے نزدیک قرآن مجید کا صحیح اور کامل و مکمل غیر محرف ہونا متواتر ہے۔

(۴) یہ زائد از دو ہزار روایتیں علماء شیعہ کی تصریح کے مطابق تحریفِ قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں

(۵) موجودہ قرآن کے کامل و مکمل اور غیر محرف ہونے کی کوئی ایک روایت بھی کتبِ شیعہ میں کسی ایک امامِ معصوم سے بھی نہیں ملتی۔ گویا کہ موجودہ قرآنِ مجید شیعوں کے نزدیک خبرِ واحد صحیح معتبر کے برابر بھی نہیں۔

(۶) شیعہ مشائخ و مجتہدین کا ان روایات زائد از دو ہزار کے مطابق قرآن مجید کے محرف اور ناقص ہونے کا بڑے شد و مد سے اعتقاد ہے۔

(۷) روایاتِ تحریفِ قرآن شیعہ کی بڑی بڑی معتبر کتابوں میں ہیں جن کتابوں پر شیعہ مذہب کا دار و مدار ہے۔

(۸) شریف مرتضیٰ، شیخ صدوق، ابو جعفر طوسی، ابو علی طبرسی۔ اِن گنتی کے چار اشخاص کے سوا تمام شیعہ تحریفِ قرآن کے عقیدہ میں متفق اور متحد ہیں۔

(۹) (ا:۔ مگر ان چار اشخاص کا قول حضرات ائمہ معصومین کے بے شمار اقوالِ تحریف کے مقابلے میں کیسے قابلِ اعتبار ہو سکتا ہے؟

ب :۔ ان چاروں کا انکارِ تحریف بھی از راہِ تقیہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تائید میں کوئی روایت ائمہ معصومین کی پیش نہیں کی۔

ج :۔ زائد از دو ہزار روایاتِ تحریف کا کوئی جواب نہیں دیا۔

د :۔ روایاتِ تحریف کو اگرچہ ضعیف تو کہہ دیا مگر وجہ ضعف کی کچھ بھی بیان نہیں کی۔

ﮦ :۔ موجودہ قرآن مجید کے کامل و مکمل ہونے کی دلیل ان چاروں نے صحابہ کرام کی [illegible] اور ان کی مساعی جمیلہ کو بنایا ہے۔ مگر سوچیئے،

بات ہے کہ جب شیعہ مذہب میں صحابہ کرام رضی نعوذ باللہ فاسق و فاجر اور مرتد و منافق اور دشمنانِ دین اور دشمنانِ اہلِ بیت تھے تو اُن کی دین داری اور حفظِ قرآن کی مساعیِ جمیلہ پر کیسے اعتبار ہو سکتا ہے ؟

(۱۰) شیعہ علماء میں سے جو لوگ اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم موجودہ قرآن کو غیر محرف اور کامل و مکمل مانتے ہیں تو ان کا اہلِ سنت کی طرح یہ فرض تھا کہ قائلینِ تحریف کو کافر کہتے اور سمجھتے، مگر شیعہ علماء میں سے کوئی بھی قائلینِ تحریف کو کافر نہیں کہتا۔

جب شیعہ علماء اپنا ایمان موجودہ قرآن کے کامل و مکمل اور غیر محرف ہونے پر ثابت نہیں کر سکتے تو اہلِ سنت کو کہتے ہیں کہ اگر ہماری کتابوں میں روایاتِ تحریف ہیں تو تمہاری کتابوں میں بھی روایاتِ تحریف موجود ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں کتبِ اہلِ سنت سے نسخِ تلاوت یا اختلافِ قرأت کی روایات کو خواہ مخواہ تحریف کی روایات قرار دے کر پیش کرتے ہیں۔ مگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح ہم نے تمہاری روایاتِ تحریف ان اقراروں کے ساتھ پیش کی ہیں کہ یہ روایاتِ تحریف متواتر ہیں اور تحریف پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں اور ائمہ معصومین کی روایات ہیں اور تمہارے مشائخ و علماء کا ان روایات کے مطابق تحریفِ قرآن کا اعتقاد ہے اسی طرح تم بھی کوئی روایت ہمارے علماء و مشائخ کی ان اقراروں کے ساتھ پیش کرو یا ہمارے مشائخ میں سے کسی ایک متنفس کا عقیدہ پیش کرو کہ وہ تحریفِ قرآن کا معتقد ہو تو مبہوت ہو جاتے ہیں

اور زبان و قلم پر مُہر لگ جاتی ہے۔ اہل سنت میں سے آج تک کوئی ایک متنفس بھی تحریف قرآن کا قائل و معتقد نہیں ہوا۔ تمام اہلِ سنت بالاتفاق معتقدِ تحریف کو کافر کہتے ہیں۔

**فائدہ دوم** مسئلہ خلافت میں چونکہ شیعہ عقیدہ میں جناب علی المرتضیٰؓ کی خلافتِ بلافصل توحید و رسالت و قیامت کی طرح اصولِ دین میں سے ہے جس کا منکر کافر و مرتد ہے۔ لہٰذا ایسے اصولِ دین کے لیے صریح نصِ قرآن کا ہونا ضروری ہے۔ بنا بریں شیعہ علماء سے ہمیشہ یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ خلافت بلافصل حضرت علیؓ بلکہ تمام بارہ ائمہ کی امامت کو توحید و رسالت و قیامت کی طرح قرآن مجید کی نصِ صریح سے واضح اور صاف الفاظ سے ثابت کرو جیسا کہ توحید و رسالت اور قیامت کے متعلق متعدد صریح اور واضح نصوص موجود ہیں۔ مثلاً پ۲ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ پ۳ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ پ۲۳ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پ۴ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ پ۲۲ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پ۲۶ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پ۱۷ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا پ۲۹ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وغیرہ وغیرہ۔ مگر قیامت تک شیعہ اس قسم کی کوئی نص پیش نہیں کر سکتے۔ جب وہ خلافت بلافصل حضرت علیؓ اور باقی ائمہ کی امامت کو نصِ صریح سے ثابت کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اہل السنۃ والجماعۃ کو کہتے ہیں کہ تم اصحابِ ثلاثہؓ کی خلافت منصوص من اللہ ثابت کرو حالانکہ اہلِ سنت کے نزدیک خلافت اصولِ دین سے نہیں بلکہ دینی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کہاں اصولِ دین توحید و رسالت

قیامت اور کہاں دینی مسائل اور فروعات دین۔ ان دونوں چیزوں کو برابر سمجھنا انتہائی جہالت و حماقت ہے کیونکہ شیعہ خلافت اور امامت کے منصوص من اللہ اور اصول دین میں سے ہونے کے مدعی ہیں اور بارہ اماموں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر مانتے ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔ تو جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قرآن میں واضح اور منصوص بالاسم ہے اسی طرح اماموں کی امامت بھی منصوص بالاسم قرآن مجید سے ثابت کریں کیونکہ ائمہ شیعوں کے نزدیک حضور کے مثل ہیں اور خلفاء کی خلافت کا اہل سنت کے نزدیک منصوص بالاسم ہونا ضروری نہیں کیونکہ تمام خلفاء غلامان محمدؐ ہیں نہ کہ مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن اب شیعوں کا بارہ ائمہ کی خلافت و امامت کا منصوص بالاسم قرآن مجید میں ہونا تو بجائے خود صرف ایک حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل بھی قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے تو کہتے ہیں کہ حضورؐ نے غدیر خم (جنگل کے تالاب) پر من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کا اعلان فرمایا تھا۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل اصول دین میں سے ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ اس کا اعلان نہ قرآن میں نہ حدیث متواتر میں، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات و منیٰ میں جہاں ہزاروں کا مجمع تھا بلکہ ایسا ضروری اعلان ایک جنگل کے تالاب پر اور وہ بھی گول مول الفاظ میں جن کے معنی خلافت بلافصل قطعاً نہیں ہو سکتے تو اس کے جواب میں سراسیمہ ہو کر رقص بسمل کرنے لگتے ہیں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

# رُوئیدادِ مُناظرہ

# باگڑ سرگانہ ضلع ملتان

**سببِ مناظرہ :** باگڑ سرگانہ ضلع ملتان میں ایک معروف مقام ہے جہاں ایک شریف اور معزز قوم سرگانہ آباد ہے جو اہلِ سنت ہے۔ اس مقام کے ارد گرد کچھ زمیندار جو سرگانہ برادری کے ہیں وہ اہلِ تشیع سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپس کے برادرانہ تعلقات اور میل جول کے باعث دونوں پارٹیوں میں شیعہ سنی مذاکرات ہو جایا کرتے تھے۔ چونکہ شیعہ حضرات کو عموماً مذہبی تعصب زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے پیہم اصرار پر دونوں فریق کے درمیان طے پایا کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے باگڑ سرگانہ میں برادرانہ محبت سے ایک مجلسِ مناظرہ قائم کی جائے۔ چنانچہ ہر دو پارٹیوں کے نمایندے سید گلاب شاہ صاحب عالم شیعہ ساکن شہر ملتان کے ساتھ مل کر حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظمِ اعلیٰ مجلس تحفظ ختمِ نبوت پاکستان کے پاس آئے اور شرائطِ مناظرہ تقریباً دو ماہ پہلے طے کیں۔ پھر ۱۳ اکتوبر ۵۶ء کو ہر فریق اپنے اپنے علماء و مناظرین کو باگڑ سرگانہ لے آیا اور تین دن تک نہایت امن و امان سے مناظرہ ہوتا رہا۔

# شرائطِ مناظرہ

جن پر دونوں فریق نے دو ماہ پہلے دستخط کر دیے تھے

موضوع مقررہ من جانب اہل السنۃ والجماعۃ۔

(۱) تحریفِ قرآن از روئے کتبِ شیعہ (۲) حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل بنص قرآن وحدیث متواتر صحیح از کتب اہل السنۃ والجماعۃ۔

موضوع مقررہ از جانب اہلِ تشیع۔ (۱) حقانیت خلافتِ اصحابِ ثلاثہ بقرآن کریم وحدیثِ رسول اللہ ؐ وکتبِ شیعہ (۲) مسئلہ فدک۔

یہ لطیفہ بھی ذکر کر دینا خالی از لطف نہیں کہ دو ماہ پہلے شرائط طے کرنے وقت نہایت سوچ بچار کے بعد دوسرا موضوع شیعہ حضرات نے مسئلہ فدک مقرر کیا تھا۔ مگر جب عین مناظرہ کی حالت میں شیعہ مناظر مولوی محمد اسمٰعیل تحریفِ قرآن کے دلائل میں لاجواب اور مبہوت ہوا تو اس نے مسئلہ فدک کے موضوع کو چھوڑ کر اس قسم کا دعوائے باطل کر دیا کہ اہل سنت کے نزدیک بھی قرآن اہلِ تشیع کی طرح محرف ہے۔ اس لیے میں مسئلہ فدک کی بجائے اہلِ تشیع کی طرف سے دوسرا موضوع اہل سنت کے نزدیک قرآن کا محرف ومغیّر ہونا مقرر کرتا ہوں۔ چنانچہ مناظرِ اہلِ سنت نے نہایت فراخ دلی سے اس کو اجازت دے دی کہ تم اپنا دوسرا موضوع جو نسا رکھ لو مجھے منظور ہے۔ اس لیے دوسرا موضوع مسئلہ فدک کی بجائے مسئلہ تحریفِ قرآن اہل سنت کے نزدیک عین مناظرہ میں مقرر ہوا جس سے عام پبلک کے علاوہ خود شیعہ حضرات پر یہ حقیقت بالکل عیاں ہو گئی کہ شیعہ مناظر اہلِ سنت کے مناظر کے مقابلے میں

لاجواب ہوکر اب اس قسم کے فرار کی راہیں اختیار کر رہا ہے۔

شرائطِ مناظرہ میں یہ ایک اصولی شرط لکھی گئی کہ کسی فریق کے مناظر کو ایک موضوع بحث کے درمیان دوسرا کوئی موضوع چھیڑنے کی اجازت نہ ہوگی اور کوئی مناظر خلطِ مبحث نہ کرے گا، ورنہ اس کی شکست تصور ہوگی۔ نیز یہ ضروری ہوگا کہ ایک موضوع ختم ہونے کے بعد دوسرا موضوع شروع کیا جائے۔ کیونکہ خلط ملط کرنے سے حق پوری طرح عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

# اسمائے گرامی علماء و مناظرین و سرپرستانِ مناظرہ ہر دو فریق

## اسماء اہل السنۃ والجماعۃ!

**مُناظِر**: مناظرِ اعظم حضرت علامہ مولانا محمد عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ۔

**صدر**: فاتحِ اعظم حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحب آف چکڑالہ۔

**معین**: امامِ پاکستان علامہ سید احمد شاہ صاحب بخاریؒ چوکیروی۔

ان حضرات کے علاوہ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ ناظمِ اعلیٰ مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان اور حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمہم اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔

**سرپرست**: محترم حاجی مہر شوق محمد صاحب سرگانہ۔

# اسماء اہل تشیع

مناظر :- مولوی محمد اسمٰعیل صاحب صدر دار التبلیغ، گوجرہ۔

صدر :- مولوی امیر محمد صاحب قریشی۔

معین :- ہر دو تلمیذ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید ضمیر الحسن و سید گلاب شاہ صاحب ملتانی و مولوی مشتاق احمد صاحب ڈیروی مولوی سیف اللہ صاحب جعفری اور مولوی غلام محمد صاحب محمودی بھی تھے۔

سرپرست :- محترم مہر حق نواز صاحب سرگانہ۔

نیز یہ طے پایا کہ دونوں مناظرین کی پہلی تقریریں پندرہ پندرہ منٹ ہوں گی اور بعد میں دس دس منٹ ہوں گی۔

## تفصیلِ مناظرہ

مناظرہ نمبر ۱ مدعی اہل السنۃ والجماعت کہ اہلِ تشیع کے نزدیک ائمہ معصومین کی روایات سے موجودہ قرآن کریم محرف و مبدل ہے۔

---

## مناظر اہلِ سنت حضرت علامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ حضرات! جس مبارک

کتاب کی محافظت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ داری اٹھائی ہے اور جس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہلِ بیتِ کرام اور صحابۂ عظام نے بڑی جاں فشانی و قربانی سے ہم تک پہنچایا ہے اس کے متعلق شیعہ مذہب یہ کہتا ہے کہ اس میں کفر کے ستون قائم کیے گئے ہیں۔ کمی بیشی، تحریف و تبدیل اور جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں احتجاج طبرسی شیعہ کا ص۱۳۷ ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے زندیق کو فرمایا:۔

ثُمَّ دَفَعَهُمُ الْاِضْطِرَارُ بِوُرُوْدِ الْمَسَائِلِ عَلَيْهِمْ عَمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ تَاْوِيْلَهٗ اِلٰى جَمْعِهٖ وَتَاْلِيْفِهٖ وَتَضْمِيْنِهٖ مِنْ تِلْقَائِهِمْ مَا يُقِيْمُوْنَ بِهٖ دَعَائِمَ كُفْرِهِمْ۔

(ترجمہ) پھر جب ان منافقوں سے وہ مسائل پوچھے جانے لگے جن کو وہ نہ جانتے تھے تو مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کریں اور اس کی تاویل کریں اور قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم کریں۔

غور کیجیے حضرت علی المرتضیٰؓ (امام معصوم) کے قول سے ثابت ہو رہا ہے کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون قائم کر دیے گئے۔

(تفسیر صافی ص۱۱) عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ لَا اَنَّهٗ زِيْدَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَنُقِصَ مَا خَفِیَ حَقُّنَا عَلٰى ذِیْ حِجًى۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اگر قرآن میں بڑھایا

نہ گیا ہوتا اور گھٹایا نہ گیا ہوتا تو ہمارا حق کسی عقل مند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔

خیال فرمائیے امام معصوم محمد باقر علیہ السلام کے اس قول سے معلوم ہوا کہ قرآن میں کمی بیشی کر دی گئی ہے

(اصول کافی ص۲۶۲) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما ھکذا انزلت۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی من یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما۔

موجودہ قرآن میں فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن ناقص ہے۔

احتجاج طبرسی ص۱۳۱، حضرت علیؓ نے زندیق کو فرمایا:-

انھم اثبتوا فی الکتاب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ۔

(ترجمہ) ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں بڑھا دیں جو اللہ تعالٰی نے نہیں فرمائی تھیں، تاکہ مخلوقِ خدا کو فریب دیں۔

دوستو! حضرت علیؓ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جامعینِ قرآن نے ایسی چیزیں درج کر دی ہیں جو اللہ تعالٰی نے نہیں فرمائیں۔

تفسیر صافی ص۱۱ وَعَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْقُرْاٰنَ قَدْ طُرِحَ مِنْہُ اٰیٌ کَثِیْرَۃٌ وَلَمْ یُزَدْ فِیْہِ اِلَّا حُرُوْفٌ۔

ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے :- بہ تحقیق قرآن سے بہت سی آیتیں گرا دی گئیں۔ مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں حرف بڑھا دیا گیا ہے۔

دیکھیے امام معصوم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی بہت سی بے شمار کثیر آیات گرا دی گئیں۔

(فصل الخطاب شیعہ ص۷) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ اَنَّہٗ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جمع علیؑ علیہ السلام القراٰن وَجَاءَ بِہٖ اِلَی الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَعَرَضَہٗ عَلَیْھِمْ لِمَا قَدْ اَوْصَاہُ بِذٰلِکَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا فَتَحَہٗ اَبُوْ بَکْرٍ خَرَجَ فِیْ اَوَّلِ صَفْحَۃٍ فَتَحَھَا فَضَائِحُ الْقَوْمِ فَوَثَبَ عُمَرُ۔ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اُرْدُدْہُ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا فِیْہِ فَاَخَذَہٗ عَلِیٌّ علیہ السلام وَانْصَرَفَ ثُمَّ اُحْضِرَ زَیْدُ ابْنُ ثَابِتٍ وَکَانَ قَارِیًا لِلْقُرْاٰنِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ اِنَّ عَلِیًّا جَاءَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَفِیْہِ فَضَائِحُ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَقَدْ رَاَیْنَا اَنْ نُؤَلِّفَ الْقُرْاٰنَ وَنُسْقِطَ مِنْہُ مَا کَانَ فَضِیْحَۃً وَھَتْکًا لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاَجَابَہٗ زَیْدٌ اِلٰی ذٰلِکَ۔

ترجمہ :- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو حضرت علیؓ نے قرآن کو جمع کیا اور اس کو مہاجرین و انصار کے پاس لائے اور ان پر پیش کیا۔ کیونکہ جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے متعلق وصیت تھی۔ جب ابوبکرؓ نے قرآن کا پہلا صفحہ کھولا تو اس پر قوم کی برائیاں تھیں۔ پس عمرؓ کود پڑے اور کہنے لگے اے علی اس کو لے جا۔ ہم کو اس کی حاجت نہیں۔ پس حضرت علیؓ اس قرآن کو لے کر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد زید بن ثابت کو بلایا گیا۔ وہ قرآن کے قاری تھے۔ تو عمرؓ نے اس کو کہا کہ علی ہمارے پاس قرآن لائے تھے اس کے اندر مہاجرین و انصار کی ہتک اور معائب تھے اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن جمع کریں اور اس میں سے مہاجرین و انصار کی ہتک کی آیتیں گرا دی جائیں تو زید بن ثابت نے کہا میں ایسا کر دیتا ہوں۔

حضرات غور کیجیے یہ روایت کھلم کھلا ثابت کرتی ہے کہ حضرت علیؓ کا قرآن اور تھا جس میں مہاجرین و انصار کی ہتک اور معائب تھے، اب موجودہ قرآن میں تو مہاجرین و انصار کی تعریف ہے۔ تو ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن شیعہ کے نزدیک محرف و مبدل ہے جو کہ حضرت علیؓ والا نہیں ہے۔

(مرآۃ العقول ص۱۷۱ جلد اول) قال جعفر بن محمد الصادق اما واللہ لو قُرِئَ القرآن کما انزل لالفیتمو نا فیہ مُسَمّیِیْن۔

ترجمہ :- حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم، اگر

قرآن اُسی طرح پڑھا جائے جس طرح کہ نازل کیا گیا تو یقیناً تم ہمارا نام پاؤ گے قرآن میں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ اصلی اور صحیح قرآن میں اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے مگر اس موجودہ قرآن میں ائمہ کے نام نہیں تو موجودہ قرآن محرف ہوا۔

ترجمہ مقبول ص۴۰۲ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ یوں نہیں ہے بلکہ اَلتَّائِبِیْنَ الْعَابِدِیْنَ ہے۔ غور کیجیے اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن میں التائبون العابدون غلط ہے۔

تفسیر قمی ص۱۲۹ پر امام جعفر صادق نے فرمایا:۔

نزلت فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَاِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔

مگر موجودہ قرآن میں وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ موجود نہیں ہے، تو شیعہ کے نزدیک امام معصوم کے قول سے ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن میں یہ آیت غلط و محرف ہے۔

اصول کافی ص۶۷۱ پر مرقوم ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنا قرآن جمع کر کے مہاجرین انصار کے پاس لائے تھے مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، تو حضرت علی نے فرمایا وَاللّٰهِ مَا تَرَوْنَهٗ بَعْدَ یَوْمِکُمْ هٰذَا اَبَدًا۔

خدا کی قسم آج کے بعد اس قرآن کو کبھی نہیں دیکھو گے۔ تو غور کیجیے میں نے ائمہ معصومین کے یہ دس اقوال شیعہ کی معتبر کتابوں سے پیش کیے ہیں۔ اگر شیعی مناظر کو ہمت ہے تو میری ہر ایک دلیل کا جواب دے اور اپنی کسی معتبر کتاب سے بارہ اماموں میں سے کسی ایک امام معصوم کا کوئی ایک معتبر تفصیلی قول پیش کرے جس میں موجود ہو کہ موجودہ قرآن مجید بغیر کسی تحریف و تبدیل اور کمی بیشی کے کامل مکمل ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ شیعی مناظر دنیا بھر کی اپنی معتبر کتب سے کسی ایک امام معصوم کا قیامت تک معتبر قول اس قسم کا پیش نہیں کر سکتا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

## تقریر مناظر اہل تشیع مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گوجروی

بعد از خطبہ۔ مومنو! قرآن مجید میں ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہم نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے کون اس کو محرف و مبدل کر سکتا ہے اور اس نص قرآنی کے مقابلے میں کوئی روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی اور نہ ہم تحریف و تبدیل کے قائل ہیں۔ مولوی عبدالستار بار بار تفسیر صافی کے حوالے پیش کرتا ہے۔ دیکھیے میرے ہاتھ میں یہ تفسیر صافی ہے اسی آیت مذکورہ بالا کے نیچے لکھا ہوا ہے مِنَ التَّحْرِيْفِ وَالتَّغْيِيْرِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ یعنی ہم خود قرآن کو تحریف و تغیير اور زیادتی اور کمی سے محفوظ رکھیں گے۔

تو دیکھیے ہمارے نزدیک قرآن مجید ہر قسم کی تحریف و تغییر کمی اور بیشی سے محفوظ ہے۔ ہمارا اسی پر عمل ہے۔ ہم اسی قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ ہمارا اور کوئی قرآن نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارا اس پر ایمان ہے۔

(۲) دیکھیے ہمارے پیرِ مرشد حضرت مولیٰ علی علیہ السلام فرماتے ہیں
إِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ وَإِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْآنَ وَهٰذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَسْطُورٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۷)

ہم نے لوگوں کو فیصل نہیں بنایا بلکہ ہم نے قرآن کو فیصل مانا، اور وہ قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔

دیکھیے ہمارے مولیٰ علی علیہ السلام اسی قرآن کو مانتے ہیں جو دو گتوں کے درمیان ہے اور اسی پر ہم اہل تشیع کا ایمان ہے۔

(۳) اصول کافی ص ۳۹ پر مرقوم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوْهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَدَعُوْهُ۔

ترجمہ :- جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو مان لو۔ اور جو حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو۔

غور کیجیے ہمارے نزدیک قرآن مجید کا یہ مرتبہ ہے کہ اس کے مقابلے میں ہم کوئی حدیث اور روایت نہیں مانتے۔ تو ہم اہلِ تشیع کا اس قرآن پر ایمان ہے۔

(۴) قرآن مجید متواتر طبقاتی ہے۔ اخبار آحاد اس کو محرف ثابت نہیں کر سکتیں، اور جو روایات مولوی عبدالستار صاحب نے احتجاج طبرسی وغیرہ کتب شیعہ سے پیش کی ہیں یہ تمام روایات موضوع ہیں، یہ غلط ہیں۔ چوں کہ قرآن متواتر طبقاتی ہیں اس لیے مولوی عبدالستار صاحب بھی تحریف کے ثبوت کے لیے متواتر طبقاتی روایات پیش کرے۔ باقی کسی قسم کی کوئی روایت ہمارے نزدیک تحریف ثابت نہیں کر سکتی۔ تو مولوی عبدالستار صاحب ایسی ضعیف روایات سے شیعہ مذہب کے متعلق کیسے ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے نزدیک موجودہ قرآن کامل و مکمل نہیں یا اس میں تحریف و تبدیل کی گئی ہے یا اس قرآن کے ذریعے کفر کے ستون کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے نزدیک یہ قرآن کفر کے ستون کھڑے کرتا تو پھر ہم اس کو کیوں پڑھتے، اور بچوں کو کیوں پڑھاتے۔ دنیا کے سامنے اسٹیجوں پر وعظ کیوں کرتے۔

## مناظر اہل سنت علّامہ تونسوی

بعد از خطبہ فرمایا کہ مناظر شیعہ کوئی ایک روایت بھی اس قسم کی پیش نہیں کر سکتا کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ موجودہ قرآن مجید محرف و مبدل نہیں۔ باقی اس نے جو آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ پڑھی ہے اس کے پڑھنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے کیوں کہ

ان کے نزدیک تو تمام قرآن مجید کی تمام آیات مشکوک ہیں پہلے اپنا قرآن پر ایمان ثابت کریں، پھر قرآن سے استدلال کریں یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہے جو کہ باطل ہے۔

(۲) علاوہ ازیں قابل غور یہ امر ہے کہ فی الواقع یہ بات بالکل حق اور ٹھیک ہے کہ قرآن مجید کی محافظت کا وعدہ اللہ نے پورا فرمایا ہے کہ قرآن مجید کے زیر زبر تک بھی کوئی نہیں بدل سکا۔ مگر اس جگہ سوال اور بحث یہ ہو رہی ہے کہ آیا شیعہ مذہب نے خداوند تعالیٰ کے اس وعدہ کو سچا سمجھا ہے اور قرآن کو محفوظ سمجھا ہے یا محرف و مبدل اور ناقص و زائد سمجھا ہے۔ لہذا یہ اپنے نظریہ اور اعتقاد کا ثبوت پیش کریں کہ جس قرآن کا خداوند تعالیٰ خود محافظ ہے شیعہ حضرات اس کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۳) مولوی اسمٰعیل صاحب بے چارہ تو اپنی کتابوں سے بھی واقف نہیں۔ ان کی معتبر کتاب صافی شرح کافی، کتاب فضل القرآن جزو ششم باب النوادر ص۷۶ پر آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ الآیۃ کے متعلق لکھا ہوا ہے: ”پس دلالت نمے کند بر محفوظ بودن جمیع قرآن“۔ پس یہ آیت پورے قرآن مجید کے محفوظ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اور اس عبارت کے بعد یہ لکھا ہوا ہے کہ ”حفظِ قرآن دلالت بریں نمے کند کہ نزد ہمہ کس محفوظ باشد چہ مے تواند کہ نزد امام زماں و جمعے کہ صاحبِ سرِ او یند محفوظ باشد۔“

ترجمہ :- حفظِ قرآن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سب لوگوں کے پاس محفوظ [illegible] مولوی اسمٰعیل صاحب ان عبارتوں کی موجودگی میں کس منہ [illegible] یت پڑھتے ہیں۔

(۴) تفسیر صافی کا جو حوالہ شیعی مناظر نے پیش کیا ہے اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ مِنَ التَّحْرِيفِ وَالتَّغْيِيرِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ یہ تو صاحبِ تفسیر صافی نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مقصد بیان کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تحریف و تغیر اور زیادتی و نقصان سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر سوال شیعہ عقیدہ اور نظریہ کا ہے کہ ایک طرف تو یہی شیعہ مفسر قرآن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ کرنے کا وعدہ بیان کرتا ہے اور دوسری طرف یہ کہتا ہے کہ ائمہ اہل بیت کی روایات سے ثابت ہے کہ قرآن مجید محرف ہے اور ہمارے مشائخِ شیعہ کا اعتقاد بھی یہی ہے کہ موجودہ قرآن محرف و مبدل ہے۔ پھر اس اختلاف کو یوں رفع کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت اور مشائخ شیعہ کا اعتقاد اس موجودہ قرآن کے محرف اور کم و بیش ہونے کے متعلق بالکل صحیح ہے اور اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ کے مخالف نہیں کیونکہ اصل قرآن امام مہدی اور ان کے رازداروں کے پاس محفوظ ہے تو اس لحاظ سے قرآن محفوظ بھی رہا اور موجودہ قرآن جو کہ شرقاً غرباً لوگوں کے پاس ہے یہ محرف ہے۔ اور اس کے محرف ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

علاوہ ازیں ہیں نے تحریف کی روایات امامِ معصوم کے قول۔ پیش کی تھیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کو اگر ہمت ہے تو امامِ معصوم کا قول پیش کریں کہ قرآن محرف نہیں۔

(۵) نہج البلاغۃ جلد دوم ص۷ کی جو روایت شیعی مناظر نے پیش کی تھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن کریم غیر محرف ہے۔

اس میں تو صرف قرآن کو فیصل بنانے کا ذکر کیا گیا ہے بسا اوقات آدمی دوسروں کی کتاب اور غیروں کو اپنا فیصل بنا لیتا ہے۔ جیسے ایک مناظر دوسرے مناظر کو کہتا ہے کہ چلو ہم تمہارے مذہب کی فلاں کتاب کو فیصل بناتے ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ اس مناظر کے نزدیک دوسرے مذہب والی کتاب بتمامہ صحیح اور درست ہے۔ علاوہ ازیں حضرت علیؓ نے الزامی طور پر ان کو فرمایا کہ تم کیوں اعتراض کرتے ہو جب کہ ہم نے کسی انسان کو نہیں بلکہ قرآن کو جو تمہارے نزدیک اعتراض کے قابل نہیں حکم بنا دیا — تو اعتراض کی کوئی وجہ نہیں۔

(۶) ممکن ہے کہ حضرت علیؓ کے یہ الفاظ تقیہ کے طور پر ہوں۔

(۷) شیعی مناظر کا یہ جواب کہ اصول کافی ص۳۹ پر ہے کہ جو روایت کتاب اللہ کے موافق ہو لے لو اور جو مخالف ہو چھوڑ دو تو اس روایت سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ موجودہ قرآن کے متعلق ہیں بلکہ آپؐ کے الفاظ تو اصلی

قرآن کے متعلق ہیں جو کہ شیعہ اعتقاد کے مطابق امام مہدی اور ان کے رازداروں کے پاس ہے۔ بحث تو اسی امر میں ہے کہ آیا موجودہ قرآن مجید شیعہ کے نزدیک صحیح اور غیر محرف کتاب اللہ ہے یا نہیں اس کو تو ثابت نہیں کر سکے۔ اس کے ثبوت کے بغیر احادیث کی جانچ پڑتال کی طرف کیسے کود پڑے۔ نیز یہ بات بھی ممکن ہے کہ تقیہ کے طور پر ہو۔ احتمالِ تقیہ کو رفع کیجیے۔

(۸) روایاتِ تحریف شیعہ کتابوں میں متواتر ہیں۔ تو یہ خبرِ واحد متواتر احادیث کے مقابلے میں قابلِ اعتبار نہیں۔

(۹) مرآۃ العقول ص۵۳۴، ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں:۔

وَعِنْدِیْ اَنَّ الْاَخْبَارَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ مُتَوَاتِرَةٌ مَعْنًی وَطَرْحُ جَمِیْعِهَا یُوْجِبُ رَفْعَ الْاِعْتِمَادِ عَنِ الْاَخْبَارِ رَأْسًا بَلْ ظَنِّیْ اَنَّ الْاَخْبَارَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ لَا یَقْصُرُ عَنْ اَخْبَارِ الْاِمَامَةِ فَکَیْفَ یُثْبِتُوْنَهَا بِالْخَبَرِ۔

ترجمہ:۔ میرے نزدیک تحریفِ قرآن کی روایتیں اپنے معنی میں متواتر ہیں اور ان تمام روایتوں کو ترک کرنے اور بے اعتبار سمجھنے سے پورا فنِ حدیث بے اعتبار ہو جائے گا۔ بلکہ جہاں تک مجھے علم ہے تحریفِ قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں۔ اگر روایاتِ تحریف کا اعتبار نہ کیا جائے تو پھر مسئلہ امامت جو کہ روایات ہی سے ثابت ہے کیسے ثابت ہو گا۔

لیجیے حضرات! مولوی اسمٰعیل صاحب جو یہ کہتے تھے کہ تحریف کی روایات متواتر نہیں، ان کا یہ قول بھی غلط ہوگیا۔ خود ان کی اپنی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ مسئلہ امامت کی طرح تحریف کی روایات متواتر ہیں۔ اب مولوی اسمٰعیل صاحب کو لازم ہے کہ قرآن کے محرف نہ ہونے کی متواتر روایات پیش کریں۔ حالانکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کے نزدیک موجودہ قرآن مجید کی پوزیشن ایک صحیح خبرِ واحد کے برابر بھی نہیں۔ البتہ ان کے نزدیک اس قرآن کے محرف ہونے کی روایات معنیً متواتر ہیں کہ جن سے موجودہ قرآن ان کے نزدیک محرف اور غلط ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر ان کے پاس متواتر روایات تو بجائے خود، کوئی ایک صحیح اور واضح روایت کسی ایک امام معصوم کی ثابت نہیں ہے کہ موجودہ قرآن کامل و مکمل ہے۔ اور جب کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے موجودہ قرآن نقل کرنے والوں کی ساری کی ساری جماعت کافر و مرتد، غاصب و ظالم ہے۔ پھر قرآن ان کے نزدیک کیسے قابلِ اعتبار اور متواتر ہے؟

(۱۰) باقی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم اس قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ہیں، تو اس کی وجہ خود ان کی کتابوں میں جو مذکور ہے وہ یہ ہے:۔

ترجمہ مقبول ص۱۰۶ پر حضرت علیؓ کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا (اصل عبارت) "ائمہ علیہم السلام میں یہ حقِ مخصوص

جناب صاحب العصر علیہ السلام کا ہے کہ قرآن مجید کو اُسی حد پر پڑھوائیں گے جس حد پر وہ زمانہ رسولِ خدا میں پڑھا جاتا تھا"۔

نیز ترجمہ مقبول ص۴۷۹ پر یوں مرقوم ہے۔ اصل عبارت:۔

"ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والوں کا عذاب کم نہ کرو۔ ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو۔ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر (امام مہدی) علیہ السلام کا حق ہے اور انہی کے وقت میں وہ حسب تنزیلِ خدا تعالیٰ پڑھا جائے گا"۔

## مُناظر شیعہ مولوی اسمٰعیل صاحب

یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں اہل السنة والجماعة کی کتاب نور الانوار ہے اس کے ص۷ پر لکھا ہے:۔

اما الکتاب فھو القرآن المنزّل علی الرّسول علیہ السلام المکتوب فی المصاحف المنقول عنہ نقلاً متواتراً بلا شُبھۃٍ۔

ترجمہ:۔ بہر حال کتاب اللہ وہ قرآن ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ بغیر کسی شک و شبہ کے نقل کیا گیا ہے۔

قرآن کے متواتر ہونے کے ثبوت میں جب شیعی مناظر نے یہ مذکورہ بالا عبارت اہل السنۃ کی کتاب سے پیش کی تو اہل السنۃ والجماعۃ کے صدر جناب فاتح اعظم مولانا اللہ یار خاں صاحب آف چکڑالہ اور مناظر اہل السنۃ حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کچھ حواس باختہ ہو رہے ہیں۔ ان کو اپنا مسلک اپنی کتابوں سے ثابت کرنا چاہیے۔ لہذا اپنے مذہب کی کتاب سے اپنے اصول کے مطابق ایسی عبارت پیش کریں جس سے قرآن مجید کا متواتر ہونا ثابت ہو۔ مگر یہ اپنے اصول اور کتابوں سے قیامت تک موجودہ قرآن کا تواتر قطعاً ثابت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ان کے نزدیک تو قرآن کا محرف ہونا متواتر ہے۔ بے چارہ شیعی مناظر سخت پریشان اور بدحواس ہو گیا اور بہت کچھ وقت اس عالم بدحواسی میں ضائع کرنے کے بعد یہ تقریر شروع کی:۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اللہ تعالیٰ نے تو کھلے الفاظ میں فرمایا کہ قرآن مجید میں کوئی شک نہیں۔ حضرات! قرآن متواتر ہے۔ متواتر میں راویوں سے بحث نہیں کی جاتی کافر یہودی اور مسلمانوں کی جب ایک بڑی جماعت کسی چیز کے متعلق کہہ دے تو اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہوتی جیسے وجود مکہ مدینہ۔ بغداد۔ کوفہ وغیرہ۔ کہاں ان کے مخبرین کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ قرآن کا تو تواتر طبقاتی ہے۔ لہذا اس میں بھی راویوں کی جانچ

پڑتال کی ضرورت نہیں۔ باقی مولوی عبدالستار صاحب نے جو فصل الخطاب کی روایت پیش کی ہے اس کے متعلق ہمارے علامہ نقی تفسیر آلاء الرحمٰن کے مقدمہ کے صفحہ ۲۵ پر رقم طراز ہیں کہ فصل الخطاب کی یہ روایتیں مرسل اور مقطوع ہیں۔ ان کے راویوں کا علم نہیں ہے۔

## مناظر اہل السنۃ والجماعۃ علامہ تونسوی مدظلہٗ

کتنی تعجب کی بات ہے کہ جس قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ لَارَیْبَ فِیْہِ فرماتا ہے اور شیعی مناظر اسی کو پڑھتا بھی ہے پھر ظلم یہ ہے کہ شیعہ مذہب اسی قرآن کو محرف اور غلط کہتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے اندر کفر کے ستون ہیں اور اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔

اور مولوی صاحب کی یہ بات کتنی لغو اور غلط ہے کہ متواتر میں راویوں سے بحث نہیں کی جاتی۔ کافر یہودیوں وغیرہ کی جب ایک بڑی جماعت کہدے تو اس میں شک نہیں ہوتا۔ تو مولوی صاحب کے اس اصول سے مولوی اسمٰعیل صاحب کا اعتقاد ہوگا کہ مکہ اور عرب اور دنیا کے کافروں کے بے شمار لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو جھوٹا کہا ہے۔ کیا یہ تواتر اُنکے نزدیک معتبر ہے؟ اسی طرح عیسائیوں کی بے شمار تعداد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

خدا اور خدا کا بیٹا کہا اور مانا ہے۔ کیا ان کا یہ تواتر مولوی اسمٰعیل کے نزدیک معتبر ہے ؟ اور اسی طرح تمام یہودیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی والدہ طاہرہ مریم کے متعلق طوفان باندھا۔ کیا ان یہودیوں کا یہ تواتر ان کے نزدیک معتبر ہے ؟ اور کیا شیعہ عقائد کے مطابق صحابہ کرام رض کی جماعت سے لے کر آج تک اہل السنۃ والجماعۃ کے کروڑوں افراد کے نزدیک خلیفۃ الرسول جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے برحق ہونے کا اعتقاد جو کہ تواتر سے چلا آرہا ہے معتبر اور صحیح ہے ؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح موجودہ قرآن کو صحابہ کرام رض نے نقل کیا اور اس قرآن پر تمام صحابہ رض کا تواتر واجماع ہے اسی طرح خلافتِ صدیق رض پر بھی اجماع ہے۔ اگر صحابہ کرام رض کا اجماع اور تواتر قرآن کے متعلق صحیح و معتبر ہے تو خلافتِ صدیق رض کے متعلق بھی صحیح اور معتبر ہے۔ تو اب اگر قرآن کو تواتر و اجماعِ صحابہ رض کی وجہ سے صحیح مانتے ہو تو خلافتِ صدیق رض کو بھی صحیح مان کر اختلاف اور جھگڑا ختم کر لو۔

باقی رہی یہ بات کہ مکہ اور مدینہ اور بغداد و کوفہ وغیرہ کی خبر عام لوگوں سے سن کر یقین کر لیا جاتا ہے اور راویوں سے بحث نہیں کی جاتی کیونکہ تواتر ہے :-

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اس کے بے شمار راویوں کو جھوٹا اور

غلط بیانی کرنے والا خیال نہیں کیا جاتا۔ آج بھی اگر کسی شہر کے متعلق بہت سے لوگوں کی بے شمار جماعت خبر دے، مگر ان سب کو سننے والے جھوٹا تصور کریں تو ایسے لوگوں کا تواتر ان کے نزدیک اس شہر کا وجود ثابت نہ کر سکے گا۔ اس طرح شیعہ کے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موجودہ قرآن کو لینے والی تمام کی تمام جماعت جھوٹی تھی، تو ان کی یہ نقل شیعہ کے نزدیک قطعاً قابلِ اعتبار نہ ہوگی۔

## مناظرِ شیعہ

ہماری مرآۃ العقول میں تواترِ معنوی تو لکھا ہے مگر قرآن کی کمی بیشی کے متعلق مولوی عبد الستار نے اپنی طرف سے بناوٹ کر کے کہدیا ہے وہاں کمی بیشی کا ثبوت نہیں ہے۔ ہمارے مولیٰ علیؓ نے تو فرمایا ہے :-

(۱) فَالْقُرْاٰنُ خَطٌ مَسْطُوْرٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ یعنی قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ باقی مولوی عبد الستار صاحب بار بار احتجاج طبرسی کی زندیق والی روایت کو پڑھ رہا ہے۔

(۲) مومنین کرام! زندیق کی روایت بھی کبھی قابلِ اعتبار ہوتی ہے؟

(۳) باقی حضرت علیؓ کے قرآن میں جو زیادتی تھی وہ ناسخ و منسوخ اور تفسیری نوٹوں کی تھی جن کو صحابہ کرام نے نکال ڈالا۔

## مناظرِ اہل سنت علّامہ تونسوی مدظلہ

الحمدللہ کہ اب مولوی اسمٰعیل نے تسلیم کرلیا کہ تحریفِ قرآن کی روایتیں متواترہ بالمعنیٰ ہیں۔ مگر اس بات کا کوئی معنیٰ سمجھ میں نہیں آتا کہ "مولوی عبدالستار صاحب کمی بیشی کے متعلق بناوٹ کر رہا ہے"۔ تحریف کس چیز کا نام ہے؟ لیجیے یہ آپ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی ص۱۳۰ پر مرقوم ہے حضرت علیؓ نے فرمایا :۔

زَادُوْا فِیْہِ مَاظَھَرَ تَنَاکُرُہٗ وَتَنَافُرُہٗ ۔ ترجمہ :۔ انہوں نے زیادہ کر دیا قرآن مجید میں وہ کچھ جس کا منکر اور ناقابلِ قبول ہونا واضح ہے۔ اور آپ کی کتاب تفسیر صافی ص۱۱ پر ہے :۔

لَوْ لَا اَنَّہٗ زِیْدَ وَنُقِصَ فِی الْقُرْاٰنِ مَا خَفِیَ حَقُّنَا عَلٰی ذِیْ حِجًی ترجمہ : اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قرآن کے اندر زیادتی اور کمی کی گئی تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ رہتا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب ذرا گوشِ ہوش سے سنیں اور سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ یہ امام معصوم کمی بیشیِ قرآن کے متعلق فرما رہے ہیں یا عبدالستار اپنی طرف سے بناوٹ کر رہا ہے۔

(۲) آپ نے نہج البلاغہ کی یہ روایت جو حضرت علیؓ سے پیش کی ہے کہ قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے اس میں یہ کہاں ہے کہ وہ دو گتوں کے درمیان والا قرآن غیر محرف اور کامل و مکمل ہے۔ بلکہ اسی دو گتوں والے

قرآن کے متعلق تو دوسری روایات میں حضرت علیؓ سے صاف الفاظ میں منقول ہے کہ اس میں کفر کے ستون ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور منافقوں نے اس میں سے بہت سی آیتیں گرا دی ہیں۔

(۳) حضرات! اسی مولوی اسمٰعیل کو آپ میرے مناظرہ کے لیے لائے ہیں جو اتنی جاہلانہ بات کرتا ہے کہ یہ زندیق کی روایت ہے جو قابلِ اعتبار نہیں۔ اس بے چارے اسمٰعیل کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہاں سائل زندیق ہے قائل اور راوی زندیق نہیں۔ روایت تب ناقابلِ قبول ہوتی جب قائل یا راوی زندیق ہوتا۔ یہاں تو قائل حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں جو زندیق کو اس کے سوالوں کا جواب دے رہے ہیں اور اس کی تسلی کرا رہے ہیں۔

اور اس روایت کے آخر میں ثابت ہے کہ حضرت علیؓ کے سمجھانے سے اس زندیق کی تسلی ہوگئی اور اس نے حضرت علیؓ کی امامت اور بزرگی کو مان لیا یعنی مومن کامل ہوگیا۔ اسمٰعیل صاحب! ہوش سے بات کرو، یہ تم علامہ لکھنوی کے فیض یافتہ شاگرد تونسوی سے بات کر رہے ہو کسی جنگل میں ماتم اور نوحہ خوانی نہیں کر رہے۔

علاوہ ازیں اسی احتجاج طبرسی کے صد ۲ پر ہے کہ ہم نے روایات کی سندیں اس لیے بیان نہیں کیں لِوُجُودِ الْاِجْمَاعِ اَوْ مُوَافَقَتِہَا لِمَا دَلَّتِ الْعُقُوْلُ عَلَیْہِ اَوْ لِاِشْتِہَارِہَا

ترجمہ: کیونکہ ان روایات احتجاج طبرسی پر یا تو اجماع ہے یا یہ روایتیں عقل کے موافق ہیں یا مشہور ہیں۔ مولوی صاحب! اب فرمائیے اگر یہ روایت زندیق کی

ہوتی تو صاحب احتجاج کیوں درج کرتے یا ایسی بر دست توثیق کیوں کرتے ؟

(۴) مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ کا یہ قول کتنا لغو ہے کہ حضرت علیؓ کے قرآن سے ناسخ و منسوخ اور تفسیری نوٹ نکالے گئے۔ یاد رکھیے ناسخ و منسوخ اور تفسیری نوٹوں کو نکالنے کا نام تحریف نہیں رکھا جاتا کیونکہ تحریف اصل قرآن کے الفاظ میں کمی بیشی جو انسانوں کی طرف سے کی جاوے اس کا نام ہے اور ناسخ و منسوخ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور تفسیری نوٹ اصل کتاب اللہ میں شامل اور داخل نہیں ہوتے کہ ان کو تحریف کہا جائے۔

ذرا غور تو کیجیے امام معصوم فرماتے ہیں کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ کیا ناسخ و منسوخ اور تفسیری نوٹوں کو گرانے سے کفر کے ستون قائم ہو جاتے ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو جاتی ہے؟ مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر ہمت ہے تو کسی امام معصوم کی ایک معتبر روایت ایسی پیش کیجیے جس میں عدم تحریف کی تصریح کی گئی ہو۔

(۵) یہ دیکھیے دیباچہ مقبول ترجمہ کے صفحہ ۳۳ پر مرقوم ہے:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں تو بہت سی گرا دی گئی ہیں مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی حرف بڑھا دیا گیا ہے۔

(۶) مقبول ترجمہ کے صفحہ ۴۴ پر اصول کافی کے حوالہ سے مرقوم ہے:۔
فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ امام جعفر صادق کے سامنے

یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت امام نے فرمایا یوں نہیں ہے، در اصل یہ تھا وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ مولوی صاحب! اب بتائیے قرآن کی تحریف ہوئی یا نہیں؟

(۷) اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے متعلق مقبول ترجمہ کے صفحہ ۱۲۵ پر مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی اَنْتُمْ خَیْرُ اَئِمَّۃٍ اور خَیْرَ اُمَّۃٍ کی سخت تردید فرمائی۔ امام معصوم کا قول ہے سوچ کر جواب دیجیے۔

## مُناظِرِ شیعہ

مولوی عبد الستار صاحب بار بار مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ کوئی ایک روایت عدمِ تحریف کی پیش کیجیے۔ لو میں قرآن کے کامل و مکمل ہونے کے لیے واضح روایت پیش کرتا ہوں۔ ہمارے مولیٰ علی علیہ السلام نے فرمایا کُلُّہٗ قُرْاٰنٌ یہ پورا قرآن ہے۔ اور اس کے آگے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: اِنْ اَخَذْتُمْ بِمَا فِیْہِ نَجَوْتُمْ مِنَ النَّارِ وَدَخَلْتُمُ الْجَنَّۃَ فَاِنَّ فِیْہِ حُجَّتَنَا وَبَیَانَ حَقِّنَا وَفَرْضَ طَاعَتِنَا اگر تم نے اس قرآن کو پکڑا جہنم سے نجات پاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ اس قرآن میں ہماری حجت ہے اور ہمارے حق کا بیان ہے اور ہماری طاعت کا فرض ہونا مذکور ہے۔

دیکھیے جناب امیر علیہ السلام اس قرآن کو نجات کا موجب قرار دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ قرآن کامل و مکمل ہے ورنہ ادھورے

قرآن سے نجات کیسے حاصل ہو سکتی ہے ؟

(۲) اس روایت میں بِمَا فِیہِ نَجَوْتُم میں ما موصولہ موجود ہے جو استغراق کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کامل ہے۔ اب مولوی عبد الستار صاحب کی ساری شیخی اور مطالبہ کی حقیقت کھل گئی جو بار بار کہہ رہا تھا کہ کوئی روایت کسی امامِ معصوم کی دکھا دو جس سے قرآن کا کامل و مکمل ہونا ثابت ہو۔ یہ روایت حضرت امیر علیہ السلام کی نہایت واضح طور پر قرآن کے کامل و مکمل ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا کُلُّہٗ کا لفظ موجود ہے۔ ما موصولہ موجود ہے نَجَوْتُم مِنَ النَّارِ اور دَخَلْتُمُ الْجَنَّۃَ موجود ہے۔ اب میں دیکھوں کہ مولوی عبد الستار صاحب اس روایت کو کہاں لے جاتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب شیعہ مناظر نے اس روایت پر بہت کچھ زور دیا اور بار بار کہتا رہا اس روایت کا جواب دیجیے۔ گویا اس بے چارے کے نزدیک یہ روایت بڑی مایہ ناز اور لاجواب روایت تھی۔

## مُناظرِ اہل سنت علامہ تونسوی

سُبحان اللہ! بار بار مطالبہ اور تاکید در تاکید کے بعد مولوی اسمٰعیل بے چارے نے نہایت فخر و ناز کے ساتھ روایت پیش کی مگر افسوس ہے کہ کس قدر بد دیانتی یا جہالت کا مظاہرہ کیا۔ دیکھیے یہ میرے ہاتھ میں احتجاج

طبرسی ہے اس کے صـ۷۷ پر کُلُّہٗ قُرآنٌ (یہ پورا قرآن ہے) کے الفاظ حضرت طلحہؓ کے ہیں۔ حضرت علیؓ کے الفاظ نہیں ہیں۔ کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ ایسے سفید جھوٹ مناظرہ میں ہمارے سامنے بول رہے ہیں۔

احتجاج طبرسی کے اس صفحہ پر اصل عبارت یوں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ سے فرمایا فَاَخْبِرْنِیْ عَمَّا کَتَبَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ اَقُرْاٰنٌ کُلُّہٗ اَمْ فِیْہِ مَا لَیْسَ بِقُرْاٰنٍ پس مجھے خبر دیجیے اس سے کہ جو کچھ عمر اور عثمان نے لکھا ہے وہ سارے کا سارا قرآن ہے یا اس میں کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو غیر قرآن ہیں؟

تو حضرت طلحہؓ نے جواب دیا:۔

قُرْاٰنٌ کُلُّہٗ وہ سارا قرآن ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! کس احتجاج میں حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ یہ پورا قرآن ہے۔

(۲) اِنْ اَخَذْتُمْ بِمَا فِیْہِ نَجَوْتُمْ مِنَ النَّارِ وَدَخَلْتُمُ الْجَنَّۃَ مولوی اسمٰعیل کی مایہ ناز روایت کی قلعی خود ان کے ملا خلیل قزوینی نے کھول کر رکھ دی ہے۔ صافی شرح اصول کافی جزو ششم صـ۷۶ پر لکھتے ہیں:۔

واقعہ عجیبہ:۔ جس وقت حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے اس روایت کے جواب کے لیے ملا خلیل قزوینی کی کتاب صافی شرح اصول کافی اٹھائی اور فرمایا کہ میں اس روایت کا مطلب شیعہ کی اس کتاب سے بیان کر کے واضح کرتا ہوں کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی بیان کردہ روایت کی حقیقت کیا ہے

تو مولوی اسمٰعیل بے چارہ نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہو کر علامہ تونسوی کی تقریر کے دوران میں کود پڑا کہ یہ اس روایت کے معنی خود کرے، ہماری کتاب پیش نہ کرے۔ ہم اپنی اس کتاب کے معنی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں جس پر علامہ تونسوی مدظلہٗ نے فرمایا کہ میری بات اور میرا ترجمہ تمہارے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں۔ روایت بھی تمہاری ہے ترجمہ اور معنی بھی تمہارے مشائخ اور کتابوں سے بیان کرتا ہوں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے مذہب شیعہ کی کتابوں سے کیوں ڈرتے ہیں؟ بعدہٗ کتابِ مذکور سے روایت کا معنی اور مفہوم پیش کیا گیا۔ شیعہ ملا خلیل قزوینی اپنی کتاب صافی شرح اصولِ کافی ص۲۶ پر مولوی اسمٰعیل کی اس مایۂ ناز روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ :۔

"مراد این است کہ باوجود اسقاط و اختلاف در قرأت آں قدر باقی ماندہ کہ صریح باشد در امامت اہل بیت معصومین"۔

ترجمہ :۔ (حضرت علیؓ کی مذکورہ روایت میں فرمانِ نجات سے مراد یہ نہیں کہ قرآن کامل و مکمل ہے۔ بلکہ اس روایت سے) مراد یہ ہے کہ باوجودیکہ قرآن سے بہت کچھ گرا دیا گیا اور قرأت کو مختلف کیا گیا لیکن اتنا قدر باقی ہے جو اہل بیت معصومین کی امامت پر صراحۃً دلالت کرتا ہے۔

ملا خلیل اس روایت کا مطلب یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن مجید

کامل و مکمل ہے بلکہ وہ تو اس روایت کے مقصد میں بھی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ قرآن ناقص و محرف ہے" باوجود اسقاط" کے لفظ پر غور فرمائیے۔

(۳) مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ جاہلانہ استدلال بھی قابلِ تعجب ہے کہ ما موصولہ استغراقیہ ہوتا ہے۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک قرآن مجید میں جو فرمایا گیا ہے وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ کیا اس ما موصولہ میں استغراق کے معنی ہو سکتے ہیں؟ اس قسم کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض اس روایت میں ما موصولہ استغراق کے لیے فرض کر لیا جائے تب بھی اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو کچھ اس قرآن میں ہے اس پر عمل کرو گے تو نجات پاؤ گے۔ گو فی نفسہ قرآن خود کامل و مکمل نہیں تاہم اس ادھورے اور ناقص کے سارے احکام پر عمل کر لو نجات پا جاؤ گے۔ جس طرح خود شیعہ ملا خلیل نے معنے کیے ہیں۔ پھر اس ما کے موصولہ استغراقیہ ماننے سے قرآن کے کامل و مکمل ہونے کا کیسے ثبوت ہو گیا؟

(۴) اصول کافی صـ۲۶۳ پر مرقوم ہے:۔

نَزَلَ جِبْرِیْلُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰکَذَا اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فِیْ عَلِیٍّ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ۔

دیکھیے موجودہ قرآن میں فِی عَلِیٍّ کا لفظ نہیں ہے۔ قرآن ناقص ہوا یا نہ ہوا؟

(۵) ترجمہ مقبول صـ۴۱۲ امام جعفر صادقؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا لَقَدْ جَآءَنَا رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِنَا عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتْنَا حَرِیْصٌ عَلَیْنَا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ حالانکہ موجودہ قرآن میں یوں ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ دیکھیے آپ کے امامِ معصوم کے نزدیک قرآن کو کتنا بگاڑا اور بدلا گیا ہے۔

## مُناظر شیعہ

مولوی عبدالستار صاحب جس قدر روایتیں پیش کر رہا ہے یہ ہمارے نزدیک ضعیف اور مجروح ہیں۔ مقبول ترجمہ کی روایتیں پیش کرتا ہے۔ حالانکہ مقبول کل کا آدمی ہے جس کو ہم سے بھی کم علم تھا ایسے شخص کی بات ہم پر کیسے حجت ہو سکتی ہے؟ اصولِ کافی کی روایتیں ضعیف ہیں۔ ایسی ضعیف روایتیں پیش کر کے ہمارا عقیدہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

چونکہ اب مولوی اسمٰعیل شیعہ مناظر کے پاس نہ تو عدم تحریف کی کوئی روایت تھی جو پیش کرتا اور نہ تحریف ثابت کرنے والی علامہ عبدالستار صاحب کی پیش کردہ بے شمار روایتوں کا کوئی جواب تھا،

بے چارہ اِدھر اُدھر کی دوچار باتیں کر کے بصد مشکل ٹائم پورا کرتا رہا۔

## مُناظر اہل سُنّت

اگر تحریف کی روایات ضعیف ہیں تو عدمِ تحریف کی صحیح اور واضح روایات کہاں ہیں؟

(۲) اگر مولوی مقبول کا ترجمہ ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہوتا تو شیعہ علماء و مجتہدین کے یہ کلمات اور تعریفیں بطور تقریظات کیوں لکھے ہوئے ہیں کہ کتابِ الٰہی کو اگر زبانِ اردو میں دیکھنا ہو تو مقبول ترجمہ دیکھیے اور سمجھیے۔ اور یہ تفسیر اہل بیت ہے۔ کیا ان شیعہ مجتہدین سید کلب حسین مجتہد۔ سید محمد دہلوی۔ احمد علی لکھنوی کا علم آپ سے کم تھا؟

(۳) جو چیز میں نے مقبول ترجمہ سے پیش کی ہے وہ مولوی مقبول کی اپنی بات نہیں ہے بلکہ ائمہ معصومین کے ایسے اقوال ہیں جو شیعہ کی معتبر ترین کتابوں سے منقول ہیں۔

(۴) اصول کافی کی روایتیں اگر ضعیف اور مجروح ہیں تو آپ کے امامِ غائب امام مہدی نے کس لیے فرمایا ھذا کافٍ لشیعتنا ہمارے شیعوں کے لیے یہی کتاب کافی ہے۔ جس طرح کہ اصول کافی کے سرِ ورق پہ ابتدا ئً مرقوم ہے۔

(۵) اگر یہ روایاتِ تحریف ضعیف ہوتیں تو آپ کے مشائخ

شیعہ کا اعتقادِ تحریف نہ ہونا۔ دیکھیے تفسیر صافی کے صـ۱۴ پر موجود ہے:۔

وَ اَمَّا اِعْتِقَادُ مَشَائِخِنَا فِی ذٰلِکَ فَالظَّاهِرُ مِنْ ثِقَةِ الْاِسْلَامِ محمد بن یعقوب الکلینی اِنَّهٗ کَانَ یَعْتَقِدُ التَّحْرِیْفَ وَ النُّقْصَانَ فِی الْقُرْاٰنِ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وَکَذٰلِکَ اُسْتَاذُہٗ عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْقُمِّیّ فَاِنَّ تَفْسِیْرَہٗ مَمْلُوٌّ مِنْهُ وَ لَهٗ غُلُوٌّ فِیْهِ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وَکَذٰلِکَ شیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی فانه ایضا نسج علیٰ مِنْوَالِہِمَا فِی الاحتجاج۔

ترجمہ :۔ ہمارے بزرگوں کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف ونقصان کے معتقد تھے ۔ اور اسی طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کہ ان کی تفسیر بھی روایاتِ تحریف سے پُر ہے اور ان کو اس عقیدے میں غلو ہے ۔ اور اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کہ وہ بھی کتاب احتجاج میں انہی دونوں بزرگوں کے طرز پر چلے ہیں ۔

غور کیجیے کہ اگر روایات تحریف ضعیف ہوتیں تو آپ کے اتنے بڑے بڑے مشائخ ان روایات کو دیکھ کر تحریف کا عقیدہ کیوں رکھتے ؟

عن ابی جعفر قال نزل جبریل بھذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ؀

دیکھیے موجودہ قرآن میں دونوں جگہ پر آل محمد حقھم کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ امام محمد باقر کے نزدیک شیعہ مذہب کے مطابق تحریف ہو گئی یا نہیں؟

(۷) ترجمہ مقبول ص ۶۳۷ وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ کَلِمَاتٍ فِیْ مُحَمَّدٍ وَ عَلِیٍّ وَ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّیَّتِهِمْ فَنَسِیَ۔ امام جعفر صادق نے فرمایا واللہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

غور کیجیے موجودہ قرآن میں "کلماتٍ فی محمد وعلی وفاطمۃ" وغیرہ الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ موجودہ قرآن میں آیت یوں ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ . . .

فرمایئے تحریف ہوئی یا نہیں۔

## مناظر شیعہ

فَالظَّاهِرُ مِنْ ثِقَةِ الْاِسْلَامِ ۔ اس عبارت کا مطلب ہے کہ

ظاہربین علماء کا بھی خیال ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی وغیرہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ ورنہ ہمارے محققین علماء تحریف کے قائل نہیں۔ ظاہربین اور ہوتے ہیں اور محققین اور ہوتے ہیں۔ ہمارے محققین علماء شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ، ابوجعفر طوسی، ابوعلی طبرسی۔ ان چاروں نے تصریح کی ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہمارے نزدیک ان محققین کا قول معتبر ہے اور یہی شیعہ کے نزدیک صحیح ہے اور باقی غلط ہے۔

بے چارہ شیعہ مناظر انہی مذکورہ بالا اپنے چار مولویوں کے اقوال دہراتا رہا، مگر کسی امام معصوم کا کوئی واضح قول عدم تحریف کے متعلق پیش نہ کر سکا۔ جب کہ دوسری طرف سے مناظر اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہ نے شیعہ کی معتبر کتابوں سے ائمہ معصوم کے تحریف ثابت کرنے والے اقوال کا انبار لگا دیا۔ اور شیعہ مناظر سے بار بار مطالبہ کیا کہ جس طرح ہم نے آپ کی کتابوں سے ائمہ معصومین کے اقوال و احادیث سے تحریف کو ثابت کیا ہے تم اس قسم کا کوئی ایک معتبر صحیح اور واضح قول عدم تحریف کا بیان کرو۔ مگر بے چارہ شیعہ مناظر نہایت لاجواب اور عاجز ہو کر رہ گیا۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! میں تو سمجھتا تھا کہ یہاں میرے مناظرہ کے لیے شیعہ

حضرات لکھنؤ وغیرہ سے کسی اہلِ علم اور اپنے مذہب کو سمجھنے سوچنے کی لیاقت و قابلیت رکھنے والے آدمی کو لائیں گے۔ اب دیکھیے کہ آپ کا مولوی اسمٰعیل اَمَّا اِعْتِقَادُ مَشَائِخِنَا فِیْ ذٰلِكَ فَالظَّاهِرُ الخ کا ترجمہ ظاہر بین علماء کر رہا ہے۔ اس بے چارے کو تو اپنے مذہب کی کتابوں کی خبر تک بھی نہیں۔ یہ تو صرف اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء و صحابۂ رسولِ پاکؐ پر تبرّے کر سکتا ہے۔ دیکھیے میں ان کی اسی عبارت کا ترجمہ ان کے مذہب کے علماء سے نقل کرتا ہوں:۔

دیباچہ مقبول ترجمہ (شیعہ) صٓ۴۷ پر مرقوم ہے:۔

"اب رہا ہمارے بزرگ علماء کا اس بارے میں اعتقاد، تو یہ کھلی بات ہے کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ قرآن مجید میں تحریف اور کمی کے قائل ہیں۔" چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:۔

"یہی حالت ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمۃ کی ہے ان کی تفسیر ان باتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور ان کا یہ اعتقاد بڑے شدّ و مد سے ہے جیسا کہ ہم نے تھوڑا سا اوپر دکھلایا ہے۔ یہی حالت شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب احتجاج میں انہی دونوں بزرگوں کے انداز پر لکھا ہے۔" دیکھیے حضرات! خود علماء شیعہ فالظاھر کے وہی معنی کر رہے ہیں جو ہم نے کیے ہیں کہ فالظاھر کے معنی "یہ تو کھلی بات ہے" سے کیا ہے۔ مولوی اسمٰعیل

کی طرح ظاہر بین اس کے معنی کسی نے نہیں کیے۔ یہ خود اس کی شکست اور لاجوابی کا اقرار ہے کہ اب ترجمے بھی غلط کر رہا ہے۔

(۲) شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ، ابو جعفر طوسی، ابو علی طبرسی تمام شیعہ مذہب والوں میں ان چار مولویوں کے سوا کوئی ایک متنفس بھی ایسا نہیں جو تحریفِ قرآن کا قائل نہ ہو۔ صرف ان چار شخصوں کے اقوال بھی بطور تقیہ کے ہیں۔

(۳) ائمہ معصومین کے اقوال اور متواتر روایاتِ تحریف کے مقابلے میں ان چار مولویوں کے قول کی کیا وقعت ہے؟ مولوی اسمٰعیل صاحب آج ائمہ معصومین کو چھوڑ کر غیر معصومین مولویوں کے پیچھے کیوں دوڑے جا رہے ہیں؟ لوگوں کو تو کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ائمہ معصومین والا ہے آج ائمہ معصومین کا مذہب منظور نہیں ہے؟ دیکھیے امام معصوم کا قول احتجاج طبرسی ص ۱۳۷ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ بَدَا فِی الْکِتَابِ مِنَ الْاِزْرَاءِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ فِرْقَۃِ الْمُلْحِدِیْنَ۔

ترجمہ:۔ کتاب (قرآن مجید) میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ ملحدوں کی طرف سے ہے (یعنی جامعینِ قرآن کی بڑھائی ہوئی ہے)

دیکھیے امام معصوم کے قول سے ثابت ہو رہا ہے کہ ملحدوں نے اس قرآن میں نبی علیہ السلام کی برائی کو داخل کر دیا تو آپ کے شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ وغیرہ نے اس برائی کو قرآن سے نکال دیا ہے۔

نیز تفسیر صافی صـ۱۳ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو آیات کے ربط کے متعلق جواب دیا:۔

فَهُوَ بِمَا قَدَّمْتُ ذِكْرَهُ مِنْ إِسْقَاطِ الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْقُرْآنِ بَيْنَ الْقَوْلِ فِي الْيَتَامٰى وَبَيْنَ نِكَاحِ النِّسَاءِ مِنَ الْخِطَابِ وَالْقِصَصِ أَكْثَرُ مِنْ ثُلُثِ الْقُرْآنِ۔

ترجمہ:۔ پس اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے بیان کر چکا ہوں کہ منافقوں نے قرآن میں سے بہت کچھ نکال ڈالا فِي الْيَتَامٰى اور فَانْكِحُوا کے درمیان میں بہت سے احکام اور قصے تھے جو تہائی قرآن (دس پاروں) سے زیادہ تھے (وہ نکال ڈالے گئے۔ اسی وجہ سے بے ربطی ہو گئی)

البتہ شیخ صدوق اور شریف مرتضٰی وغیرہ کا قول تب معتبر ہوتا جب کہ وہ اس کی تائید میں کسی امام معصوم کا قول پیش کرتے۔ اب تو ان مولویوں کا یہ قول یقیناً بطور تقیہ ہے۔

## مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبدالستار بار بار کہتا ہے کہ امام معصوم کا قول پیش کرو۔ دیکھیے میں امام معصوم کا قول پیش کرتا ہوں۔ فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ صـ۲۶ پر ہے:۔

اَقَامُوْا حُرُوْفَهٗ وَحَرَّفُوْا حُدُوْدَهٗ ۔ جامعینِ قرآن نے

حروف کو قائم رکھا اور اس کے حدود کو محرف کر دیا۔

یہ ہمارے امام محمد باقر علیہ السلام کا قول ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے حروف میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی صرف احکام و معانی میں تحریف کی گئی۔ اور امام کے اس قول کے ہوتے ہوئے باقی روایات ضعیف ہیں۔ اور ہماری تفسیر صافی کے صفحہ ۱۴ پر مرقوم ہے:۔

الصحیح من مذھب اصحابنا خلافہ

ترجمہ:۔ صحیح مذہب ہمارے اصحاب کا اس کے خلاف یعنی تحریف کے خلاف ہے۔

دیکھیے صاحبِ تفسیرِ صافی لکھ رہے ہیں کہ ہمارے اصحاب و بزرگوں کا صحیح مذہب یہی ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔ اور آگے اس کی دلیل بھی صاحبِ تفسیرِ صافی نے پیش کی ہے کہ صحابہ کرام نے قرآن کی حفاظت اور قرات اور جمع کرنے کا کتنا زبردست اہتمام کیا جس چیز کا اتنا زبردست اہتمام کیا جائے کیا وہ چیز بھی محرف اور غلط ہو سکتی ہے؟ دیکھیے مولوی عبد الستار صاحب! اگر ہمارا قرآن پر ایمان نہ ہوتا تو ہمارے یہ بزرگ اس طرح کیوں لکھتے؟

## مناظرِ اہلِ سنت

مولوی اسماعیل صاحب نے فروع کافی سے جو روایت امام

محمد باقر کی پیش کی ہے اَقَامُوا حُرُوفَہٗ وَحَرَّفُوا حُدُوْدَہٗ ۔

اس روایت میں تمام قرآن مجید کے حروف اور الفاظ کا قائم رکھنا کہاں لکھا ہے۔ اس میں تو مطلق حروف کو قائم رکھنے کا ذکر ہے نہ تمام کا۔

علاوہ ازیں امام محمد باقر کی اسی روایت میں باقی امتوں کے متعلق بھی بعینہ یہی الفاظ امام محمد باقر نے فرمائے ہیں:۔

اَنْ اَقَامُوا حُرُوفَہٗ وَحَرَّفُوا حُدُوْدَہٗ ۔

یعنی یہود و نصاریٰ امم سابقہ نے تورات و انجیل وغیرہ کے حروف قائم رکھے اور حدود کو محرف کیا۔ اب مولوی اسمٰعیل صاحب بتائیں کیا امم سابقہ نے تورات و انجیل کے پورے الفاظ و حروف قائم رکھے اور وہ بھی قرآن کی طرح محفوظ ہیں؟ باقی صاحب تفسیر صافی کا الصحیح من مذہبنا کہنا تقیہ پر محمول ہے۔ دوسرے ائمہ معصومین کے اقوال اس کے خلاف ہیں۔ تیسرے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو دلیل صاحب تفسیر صافی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اہتمام کے متعلق لکھی ہے کیا وہ آپ کے نزدیک معتبر ہو سکتی ہے؟ جب کہ آپ کے مذہب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خائن اور غاصب و ظالم بلکہ کافر و ... ہیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! تونسوی سے مناظرہ کر رہے ہو کسی جنگل میں ماتم و نوحہ خوانی نہیں کر رہے۔ کچھ سوچ سمجھ کر بولیے۔ دیکھیے امام معصوم کا قول اصول کافی ... یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ

الَّذِی جَآءَ بِہٖ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ اٰیَۃٍ۔

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق نے فرمایا بہ تحقیق جو قرآن جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے وہ سترہ ہزار آیات تھیں۔

دیکھیے آپ کا امام معصوم فرما رہا ہے جو قرآن جبریل علیہ السلام جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے تھے وہ سترہ ہزار آیات تھیں مگر موجودہ قرآن کی سات ہزار سے بھی کم آیات ہیں۔ اب فرمایئے کہ قرآن مکمل رہا؟ نیز احتجاج طبرسی صفحہ ۱۳۵ پر ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:۔

لَوْ شَرَحْتُ لَکَ کُلَّ مَا اُسْقِطَ وَحُرِّفَ وَبُدِّلَ مِمَّا یَجْرِیْ هٰذَا الْمَجْرٰی لَطَالَ وَظَهَرَ مَا تَحْظُرُ التَّقِیَّۃُ اِظْهَارَہٗ۔

ترجمہ:۔ اگر میں تجھ سے وہ تمام آیتیں بیان کر دوں جو قرآن میں سے نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور بدل دی گئیں اور جو اسی قسم کی کارروائیاں ہوئیں تو بہت طول ہو جائے اور تقیہ جس چیز سے روکتا ہے وہ ظاہر ہو جائے۔

غور کیجیے کہ آپ کی معتبر کتاب میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا صحیح مذہب یہی ہے کہ تحریف نہیں ہوئی۔

**مناظر شیعہ** حضرات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِی الخ یعنی میں تم میں کتاب اللہ اور اپنے اہلِ بیت کو پیچھے چھوڑ رہا ہوں۔ یہ دونوں حوضِ کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ تو ہمارے نزدیک اہل بیت کے ائمہ معصومین مسلمانوں کی امامت و ہدایت کے لیے ہر زمانہ اور ہر وقت موجود ہیں۔ خدا کی زمین امام زمان حجۃ اللہ سے قیامت تک خالی نہیں ہو سکتی۔ تو جب تک اہلِ بیت علیہم السلام موجود ہیں قرآن (کتاب اللہ) بھی ان کے ساتھ ضرور موجود ہونی ہے۔ لہذا جب ہمارے نزدیک ائمہ اہل بیت موجود ہیں وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن کامل و مکمل اہل بیت کی طرح موجود ہے۔

(۲) شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ کے صفحہ پر فرمایا ہے ان روایاتِ تحریف کا اگر اعتبار کریں تو قرآن سے اعتبار اٹھ جاتا ہے لہذا یہ روایاتِ تحریف مردود ہیں۔ تو ہمارا اعتقاد یہی ہے کہ تحریف کی روایات ضعیف ہیں اور ہم قرآن کو اہلِ بیت کی طرح اس زمین پر موجود اور کامل یقین کرتے ہیں۔ مولوی عبدالستار ان ضعیف روایات کو دیکھ کر مغالطہ میں مبتلا ہے اور کہتا ہے تم قرآن کو محرف مانتے ہو اور ہم سے بار بار مطالبہ کرتا ہے کہ تم اپنا ایمان قرآن پر ثابت کرو اور کوئی ایک روایت کسی امامِ معصوم کی عدمِ تحریف کے متعلق دکھاؤ۔ حالانکہ میں کئی روایات دکھا چکا ہوں۔

# مناظر اہل سنت

اہل بیت کے موجود ہونے سے موجودہ قرآن کا غیر محرف ہونا شیعہ کے نزدیک کس طرح ثابت ہو جاتا ہے؟ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب نے اہل بیت اور قرآن مجید دونوں کو یک قلم دنیا سے نیست و نابود کر دینے کا اعتقاد گھڑا ہے۔ سوائے بارہ اماموں کے تمام اہل بیت کو قابلِ امامت نہیں سمجھا۔ اور گیارہ اماموں کا زمانہ گزرنے کے بعد بارھویں امام کو غار میں غائب کر کے اصل قرآن کو بھی اس کے ساتھ غائب کر دیا۔ تو آپ کے نزدیک اس وقت روئے زمین پر نہ امام ہے نہ قرآن ہے۔ جہاں امام ہے وہاں قرآن ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیرِ صافی کے صفحہ ۱۵ پر بھی یہی مرقوم ہے۔

(۲) اگر تحریف کی روایات ضعیف ہیں تو آپ کے بزرگوں اور مشائخ کا اعتقاد تحریفِ قرآن کے متعلق کیوں ہے؟ مولوی اسمٰعیل صاحب کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ مولوی عبد الستار کو مغالطہ ہے کیا آپ کے مشائخ و بزرگوں کو بھی مغالطہ ہے؟

اب میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں اگر روایاتِ تحریف کمزور ہیں اور تحریفِ قرآن کا اعتقاد غلط ہے تو آپ کے یہ مشائخ محمد بن یعقوب کلینی اور علی بن ابراہیم قمی وغیرہ وغیرہ جو تحریفِ قرآن کا اعتقاد رکھتے تھے وہ کافر تھے یا مومن؟۔ اگر

آپ تحریفِ قرآن کا اعتقاد رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں تو آپ اپنے ان مشائخ کے متعلق کفر کا فتویٰ لکھ دیجیے ۔ آپ کا ہمارا مناظرہ اسی پر ختم ہے ۔

جب علامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے اس فتوے کا مطالبہ کیا تو شیعہ علماء جتنے موجود تھے سب کے چہرے فق ہو گئے اور مولوی امیر محمد صاحب صدر شیعہ نے اٹھ کر کہا کہ بس اب موضوع پر کافی بحث ہو چکی ہے اس موضوع کو ختم کر دینا چاہیے تو علامہ تونسوی نے کہا آپ ان مشائخ کے متعلق کفر کا فتویٰ لکھ دیجیے بس مناظرہ ختم ہے ۔ مگر علماء شیعہ نے لاجواب ہو کر انتہائی رسوائی برداشت کی اور علامہ تونسوی مدظلہ العالی کے استدلال کا کوئی جواب نہ دے سکے ، نہ روایات کا کوئی جواب تھا اور نہ اپنے علماء و مشائخ کو کافر کہنے کی جرأت تھی ، اور نہ اپنے ان مشائخ کا دامن تحریفِ قرآن کے عقیدہ سے پاک و صاف کر سکے ۔

علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا شیعہ کی معتبر کتاب فصل الخطاب صـ [illegible] پر ہے :-

أن لأمير المؤمنين عليه السلام قرأنًا مخصوصًا جمعه بنفسه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم وعرضه على القوم فأعرضوا عنه

فحجبہ عن اعینھم و کان عند ولدہ علیہ السلام یتوارثہ
امام عن امام کسائر خصائص الامامۃ وخزائن النبوۃ و
ھو عند الحجۃ عجل فرجہ یظھرہ للناس بعد ظھورہ ویامرھم بقراءتہ
وھو مخالف لھذا القرآن الموجود من حیث التالیف وترتیب
السور والآیات بل الکلمات ایضاً ومن جھۃ الزیادۃ و
النقیصۃ۔

ترجمہ ۔ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ایک مخصوص قرآن تھا۔ جس کو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خود جمع کیا تھا۔ اور وہ قرآن مخصوص لوگوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے منہ موڑلیا۔ پس انہوں نے اس قرآن کو ان کی آنکھوں سے چھپالیا۔ اور وہ آپ کی اولاد میں سے صرف اماموں کے پاس تھا، جو ایک امام کے بعد دوسرا امام اس کو لے لیتا تھا۔ جس طرح کہ وہ دوسرے خصائصِ امامت اور خزائنِ نبوت لیتا تھا۔ اور وہی مخصوص قرآن اب حجۃ اللہ (امام مہدی) کے پاس ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جلدی غار سے باہر لاوے۔ امام مہدی اُس قرآن کو لوگوں کے لیے ظاہر کریں گے، اور وہ اِس موجودہ قرآن کے مخالف ہے الفاظ کی ترتیب میں سورتوں اور آیتوں کی ترتیب میں بلکہ خود کلمات اور لفظوں میں بھی مخالف ہے۔ اور زیادتی اور کمی کے باعث بھی مخالف ہے۔

دیکھیے یہ ہے آپ کے شیعہ مذہب کا اعتقاد جو آپ کی کتابوں میں صراحتہً درج ہے۔ مجھے کیا مغالطہ ہے؟

## مناظر شیعہ

مولوی عبد الستار صاحب! آپ کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ امامیہ کی تمام روایات میں موجود ہے کہ اہل بیت اسی قرآن کو پڑھتے تھے۔ تو اگر ائمہ اہل بیت کے نزدیک یہ قرآن غلط ہوتا تو اس کو کیوں پڑھتے؟ باقی مولوی عبد الستار نے اصول کافی کی جو روایت سترہ ہزار آیات کی پیش کی اس میں ناسخ و منسوخ مراد ہیں۔ یعنی کل ناسخ و منسوخ آیات مل کر سترہ ہزار تھیں۔ مگر جب منسوخ آیات نہ رہیں تو پھر موجودہ یہی چند ہزار آیات رہ گئیں۔ تو اس روایت سے موجودہ قرآن کے غیر مکمل ہونے پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے؟

## مناظر اہل سنت

تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے امامیہ کے اس غلط عقیدہ تحریفِ قرآن کی تردید میں یہ استدلال کیا ہے۔ یہ استدلال آپ کے شیعہ مذہب کے بانیان و موجدین کی تردید میں ہے۔ جنھوں نے ائمہ اہل بیت کی طرف روایاتِ تحریف کو منسوب کر کے

تحریفِ قرآن کا عقیدہ گھڑا تھا، تو حضرت شاہ صاحب محدث دہلویؒ ان کی تردید میں فرماتے ہیں کہ اگر ائمہ کرام تحریف کے قائل ہوتے تو خود تمہاری روایات میں یہ کیوں ثابت ہے کہ وہ اسی کو پڑھتے پڑھاتے تھے۔ تو شاہ صاحبؒ کے استدلال کا مقصد یہ ہے کہ شیعہ مذہب کا جو تحریفِ قرآن کے متعلق عقیدہ ہے وہ غلط ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء کو یہ حق ہے کہ عقیدۂ تحریف کے مقابلے میں اہلِ بیت کے اس قرآن کو پڑھنے پڑھانے سے، صداقتِ قرآن پر استدلال کریں۔ مگر شیعہ مذہب کا مولوی اپنی کتابوں کی زائد از دو ہزار روایاتِ متواترہ صریحہ جو مثبتِ تحریفِ قرآن ہیں اُن کو چھوڑ کر صرف اہلِ بیت کے پڑھنے پڑھانے سے شیعہ مذہب کا عقیدہ عدمِ تحریف کے متعلق کیسے ثابت کر سکتا ہے؟ جب کہ ان کے نزدیک ائمہ اہلِ بیت کے پڑھنے پڑھانے کی تاویل خود شیعہ کتابوں میں یوں کی گئی ہے کہ امام مہدی کی آمد تک کسی کو اصلی قرآن پڑھنے پڑھانے کی اجازت نہیں جیسا کہ اصول کافی کے ص۶۷۱ پر ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے ایک شخص سے اصلی قرآن کے کچھ الفاظ سُنے تو امام نے فرمایا:-

كُفَّ عَنْ هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ اِقْرَأْ كَمَا يَقْرَأُ النَّاسُ حَتّٰى يَقُوْمَ الْقَائِمُ عليه السلام فَاِذَا قَامَ الْقَائِمُ قَرَأَ كِتَابَ اللّٰهِ عَلٰى حَدِّهٖ۔

"کہ اس قراۃ سے باز رہ اور اُسی طرح پڑھ جس طرح لوگ پڑھتے ہیں یہاں تک کہ امام مہدی آجائے جس وقت امام مہدی آئے گا تو کتاب اللہ کو اصلی طریقے پر پڑھے گا۔"

مقبول ترجمہ صفحہ ۱۰۶۷ پر ہے :۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آج اس کا موقعہ نہیں ہے کہ قرآن مجید کی اصلاح کر کے عوام کو ہیجان میں لایا جائے۔ ائمہ علیہم السلام میں یہ حق مخصوص جناب صاحب العصر علیہ السلام (امام مہدی) کا حق ہے کہ قرآن مجید کو اُسی حد پر پڑھوائیں گے جس حد پر وہ زمانہ رسولِ خداؐ میں پڑھا جاتا تھا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت اس کو کیوں پڑھتے تھے، تو دیکھیے خود آپ کے مذہب نے اس کی وجہ ظاہر کر دی کہ امام مہدی کے سوا دوسرے اماموں کو اصلی قرآن کے پڑھوانے کا حق نہیں تھا اس لیے اس قرآن کو پڑھتے تھے نہ کہ اس لیے پڑھتے تھے کہ یہ قرآن کامل و مکمل ہے۔

(۲) اصولِ کافی کی سترہ ہزار آیات والی روایت کے جواب میں آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ ناسخ و منسوخ کو ملا کر سترہ ہزار تھیں۔ اصولِ کافی کا شارح ملا خلیل قزوینی تو لکھتا ہے۔ مراد این است کہ بسیارے ازاں قرآن ساقط شدہ در مصاحف مشہورہ نیست۔ اور چند سطور کے بعد لکھتا ہے کہ دعوائے ایں کہ قرآن ہمین است کہ در مصاحفِ مشہورہ است خالی از اشکال نیست۔ اور اس

کے بعد اس قسم کے دلائل پیش کیے کہ موجودہ قرآن محفوظ اور کامل و مکمل نہیں ہے۔ اگر سترہ ہزار سے کمی کی وجہ ناسخ و منسوخ ہوتی تو وہ اس کی وجہ تحریفِ قرآن کی بجائے نسخ کو بیان کرتا۔ مگر ملا خلیل صاحب نے تحریف کو کمی قرآن کی وجہ بتایا اور نسخ کا نام بھی نہ لیا۔

تفسیر صافی شیعہ ص۱۳ پر ہے اور دیباچہ مقبول ص۴۴ پر ہے۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان تمام حدیثوں سے اور طریقہ اہلِ بیت سے جو اور روایت ہم تک پہنچی ہے ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو قرآن مجید اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ پورا پورا نہیں ہے جیسا کہ جناب رسولِ خدا پر نازل کیا گیا تھا، اس میں کوئی چیز ایسی بھی ہے جو تنزیلِ خدا کے خلاف ہے۔ اور اس میں کوئی کوئی چیز ایسی بھی ہے جس میں تحریف و تغییر کی گئی ہے۔ اور کتنی ہی چیزیں اس میں سے گرا دی گئی ہیں ازاں جملہ نامِ علیؓ تو بہت سے موقعوں سے اور لفظِ آلِ محمد چند جگہوں سے اور منافقوں کے نام خاص موقعوں سے اور اسی طرح کچھ اور چیزیں۔ اور یہ تو کھلی بات ہے کہ موجودہ ترتیب خدا اور رسول کی پسندیدہ ترتیب تو ہرگز نہیں ہے۔

نیز مقبول ترجمہ ص۱۰۱ پر ہے:۔

تفسیرِ قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسولِ خدا کو یہ آیت یوں پہنچائی تھی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ عَلِیٍّ مگر مرتدین نے نام اڑا دیا

پس اس کا نتیجہ بھگتیں گے۔

نیز مقبول ترجمہ صـ ۴۷۹ پر ہے :۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے تو شراب خوار خلفاء کی خاطر یُعْصَرُوْنَ کو یَعْصِرُوْنَ سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے۔ یائے مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لیے ان کے کرتوت کی معرفت آسان کر دی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! اپنے مذہب کی ان کتابوں کے جواب دیجیے۔ اِدھر اُدھر نہیں بھاگنے دوں گا۔ محدث دہلوی صاحبؒ بھی آپ کے مذہب کے متعلق اسی تحفہ اثنا عشریہ کے صـ ۲۱۵ پر لکھ چکے ہیں کہ امامیہ میں سے اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ یہ کلام پاک جو اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے یہ تمام منزل من اللہ نہیں بلکہ اس میں لوگوں نے کچھ الفاظ زائد کر دیے۔ آگے لکھتے ہیں اور اس کی بہت سی آیتیں اور سورتیں گرا دی گئی ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے نزدیک شیعہ کا قرآن کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔

## مناظر شیعہ

مولوی عبدالستار نے جو روایتیں بیان کی ہیں میں ان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ میں قرآن کو کامل و مکمل سمجھتا ہوں۔ ہمارے شیخ صدوق وغیرہ قرآن کو کامل و مکمل سمجھتے ہیں اور شیخ صدوق کے

رسالہ کی عبارت پڑھی۔ جس پر سرگانہ برادری کے ایک آدمی نے مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ آپ ذرا عبارت اور اس کا ترجمہ آرام اور سکون سے پڑھیں۔ ہم کو آپ کی بات بوجہ تیزی کے پورے طور پر سمجھ میں نہیں آرہی۔ تو اس پر مولوی اسمٰعیل صاحب جو بہانہ تلاش کر رہے تھے بگڑ گئے اور گالی گلوچ شروع کر دی ـــ کہ بے وقوفو! جاہلو! تم کو اس کی (مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی) بات سمجھ میں آتی ہے میری بات سمجھ میں نہیں آتی؟ پھر جب مخاطبین نے کہا کیا عالم کا خُلق یہی ہونا ہے کہ وہ گالیاں دے۔ تو شرمسار ہو کر لوگوں سے معافی مانگی اور حواس باختہ ہونے کی وجہ سے اِدھر اُدھر کی باتوں میں بصد مشکل اپنا ٹائم پورا کیا۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! میں نے شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں اصول کافی، تفسیر قمی، احتجاج طبرسی، تفسیر صافی، مقبول ترجمہ، فصل الخطاب وغیرہ سے ائمہ معصومین کے معتبر اور واضح اقوال واحادیث جو تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں بلکہ ان روایاتِ تحریف کے زائد از دو ہزار ہونے کے اقرار کو فصل الخطاب کے صـ ۲۲۷ سے پیش کیا ہے۔ جس کا جواب مولوی اسمٰعیل بے چارہ تو کیا، دنیا بھر کے شیعوں سے محال ہے۔ میں تو دعوے سے بارہا کہہ چکا ہوں کہ شیعہ کتب میں کسی امامِ معصوم سے موجودہ قرآن کے کامل و مکمل

غیر محرف ہونے کی ایک بھی معتبر اور واضح روایت نہیں مل سکتی۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب اب تک اس قسم کی کوئی روایت پیش نہیں کر سکے، اور نہ قیامت تک کوئی شیعہ عالم و مجتہد میرے سامنے پیش کر سکتا ہے۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

---

# مناظرہ بر موضوع دوم

## جس میں مُدعی شیعہ مناظر تھا اور مجیب مناظر اہل سنت تھا

### مناظر شیعہ

بعد از خطبہ۔ حضرات! مجھے اس وقت اہلِ سنت کے عدم ایمان بالقرآن کو دلائل سے ثابت کرنا ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں اہل سنت کے اصولِ فقہ کی معتبر کتاب "نور الانوار" ہے اس میں موجود ہے وَفَوْقَهُ بِلَا شُبْهَةٍ اِحْتِرَازٌ عَنِ التَّسْمِيَةِ لِاَنَّ فِيْهَا شُبْهَةً وَلِهٰذَا لَمْ يَكْفُرْ جَاحِدُهَا مطلب یہ کہ بسم اللہ کے قرآن ہونے میں شبہ ہے اس لیے اس کا منکر کافر نہیں۔

دیکھیے اہل سنت بسم اللہ کو قرآن نہیں مانتے۔

## مناظر اہل سنت

بعد از خطبہ۔ حضرات! ؎

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خوں نہ نکلا

آپ نے اندازہ لگایا ہو گا کہ بے چارے مولوی اسمٰعیل صاحب نے کتنے داؤں پیچ سے کام لیا ہے۔ میں نے پہلے مناظرہ میں ان کے ائمہ معصومین کی روایات سے ثابت کر دیا کہ اہل تشیع کا نہ موجودہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ مگر مولوی اسمٰعیل نے نہ ہمارے کسی امام کا کوئی قول پیش کیا اور نہ حضرات خلفائے راشدین رضہ کا کوئی قول نقل کیا اور نہ ہمارے مشائخ میں سے کسی کا اعتقادِ تحریف پیش کیا۔ نور الانوار کی جو عبارت اس نے پیش کی ہے وہ بھی پوری نہیں پڑھی، خیانت سے کام لیا ہے۔ اس عبارت سے آگے متصل یہ الفاظ صاف طور پر موجود ہیں وَالاَصَحُّ اَنَّهَا مِنْهُ سب سے معتبر اور صحیح قول یہی ہے کہ بسم اللہ قرآن میں سے ہے۔ غور کیجیے اس نے کس قدر دیدہ دلیری اور مکر و فریب سے کام لیا ہے۔

(۲) مولوی اسمٰعیل صاحب! ذرا سوچو تو سہی اگر اہل سنت بسم اللہ کے قرآن میں سے ہونے کے منکر ہیں تو پھر بسم اللہ کو قرآن مجید

میں کس نے درج کیا ہے جب کہ موجودہ قرآن اہل سنت کے اسلاف اور بزرگوں کا جمع کیا ہوا ہے اور ہر سورت کے آغاز میں بسم اللہ کو لکھا گیا ہے۔ اگر اہل سنت بسم اللہ کو قرآن نہ مانتے تو ہر سورت کی ابتداء میں بسم اللہ کو کیوں لکھتے۔ آپ یہ ثابت کیجیے کہ ہمارے سوا کس نے بسم اللہ کو قرآن شریف میں درج کیا ہے۔

(۳) اہل سنت کی حدیث کی معتبر کتاب مشکوٰۃ شریف میں صا۱۹۳ پر بسم اللہ کے نزول کے متعلق صاف طور پر منقول ہے:۔

عن ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتّٰی یَنْزِلَ عَلَیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سورت کو دوسری سے اُس وقت تک جدا نہیں سمجھتے تھے جب تک کہ آپ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہ ہوتی تھی۔

یعنی ہر سورت کو جدا کرنے کے لیے بسم اللہ کو نازل کیا گیا، تو متواتر طور پر اس کا قرآن مجید میں ہر سورت کی ابتداء میں درج ہونا اس کے قرآن ہونے کے لیے کافی ثبوت ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث شریف تو صراحۃً بتا رہی ہے کہ بسم اللہ کا نزول ہوا اور یہ قرآن ہے۔

(۴) نور الانوار کے اس مقام پر بسم اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے

وہ تحریف کے متعلق نہیں ہے کہ بسم اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قرآن میں نہ تھی، بعد میں درج کی گئی۔ بلکہ صاحب نور الانوار اس بات کو تو یقینی مانتے ہیں کہ بسم اللہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قرآن مجید میں ہر سورت کی ابتداء میں رکھا۔ صاحب نور الانوار جس شبہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ ایک عالمانہ بحث کی بناء پر ہے جس کو بے چارہ اسمٰعیل کیا سمجھے، جو کہ علماء اہلِ سنت کا اس باب میں اختلاف ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو کس حکمت اور غرض کے لیے ہر سورت کی ابتداء میں لکھوایا؟ آیا فصلِ سُوَر کے لیے لکھوایا یا ہر سورت کا جزو سمجھ کر لکھوایا۔ تحریفِ قرآن تو تب ہوتی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نے تغیر و تبدّل کیا ہوتا جیسا کہ میں نے تمہاری معتبر کتابوں سے تحریف کی روایات پیش کی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں شیعہ کے نزدیک کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر دیا گیا حتیٰ کہ اس میں کفر کے ستون کھڑے کیے گئے۔

## مناظر شیعہ

نور الانوار کے صفحہ پر موجود ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ یوں پڑھتے تھے فَاقْطَعُوْا اَیْمَانَهُمَا اور اب موجودہ قرآن میں اَیْمَانَهُمَا نہیں ہے

بلکہ اَیْدِیَھُمَا ہے۔ دیکھو یہ تحریف نہیں ہے؟ میں دیکھوں گا کہ مولوی عبد الستار صاحب میرے اس استدلال کا کیا جواب دیتے ہیں:

## مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل بے چارہ تحریف اور اختلافِ قراءۃ کے فرق کو غالباً نہیں سمجھ سکتا، یا محض فریب بازی سے کام لے رہا ہے۔ مولوی اسمٰعیل اختلافِ قرارت کو دھوکا دے کر تحریف کہہ رہا ہے۔ یہ تو صاحب نور الانوار دوسری قرارت نقل کر رہے ہیں کہ اَیْمَانَھُمَا کی قرارت بھی کی جاتی تھی۔

(۲) موجودہ قرآن مجید میں صرف قرارتِ متواترہ ہی ہے جو اَیْدِیَھُمَا کی ہے اور اَیْمَانَھُمَا کی قرارت منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ اسی نور الانوار ص ۱۲۲ پر منسوخ التلاوت کی مثال میں فَاقْطَعُوْٓا اَیْمَانَھُمَا کو بھی ذکر کیا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! پبلک بخوبی جانتی ہے کہ آپ سوائے دھوکا دہی کے کچھ نہیں جانتے۔

## مناظر شیعہ

یہ اہلِ سنت کا فتاویٰ قاضی خان ہے جس کے ص ۸۸۸ پر ہے
وَمن زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل

اَنَّہٗ لَا یَکُوْنُ کَافِرًا یعنی جو معوذتین کو قرآن نہ سمجھے نوازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا۔ نوازل امام محمد کی تصنیف ہے۔ اب میں دیکھوں گا کہ مولوی عبدالستار صاحب اپنے امام محمد کی اس کتاب کے فتوے کا کیا جواب دیتے ہیں۔

## مناظر اہل سنت

معوذتین کی قرآنیت متواتر ہے اور تمام امت کی مجمع علیہ ہے اور معوذتین کی قرآنیت کا منکر اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک کافر ہے۔ متواتر کے مقابلے میں کوئی خبرِ واحد اور کسی کی انفرادی رائے قابلِ قبول نہیں ہوسکتی اور مذہب کے مجمع علیہ مسئلہ کا مقابلہ نہیں کرسکتی، جب کہ فتاویٰ قاضی خان میں بھی ذکر بصیغۂ مجہول ہے۔ اور یہی اس کے ضعف کے لیے کافی ہے۔ فتاویٰ قاضی خان کا مصنف تحریف کا قائل نہیں۔ اس نے تو یہ لکھا ہے کہ نوازل میں یہ ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم نہیں کس نے کہا ہے معتبر ہے یا غیر معتبر مولوی اسمٰعیل صاحب! قرآن مجید ہمارا ہے اور ہم قرآن مجید کے ہیں معوذتین کے متعلق اہل سنت کے علما۔ اور بزرگانِ دین کے فتاویٰ سُنیے :۔

۱۔ قال النووی فی شرح المھذب اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحۃ من القرآن وان من جحد منھا

شَیْئًا کَفَرَ (ترجمہ) علامہ نوویؒ نے شرح مہذب میں فرمایا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن ہیں۔ جو شخص ان کی قرآنیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

نمبر۲ محلی ابن حزم صفحہ ۱۳ جزو نمبر۱ مسئلہ ۲۱، وان القرآن الذی فی المصاحف بایدی المسلمین شرقًا وغربًا فما بین ذلک من اول القرآن الی اٰخر المعوذتین کلام الله عزوجل ووحیہ انزلہ علی قلب نبیہ محمد صلی الله علیہ وسلم من کفر بحرف منہ فھو کافر۔

ترجمہ:۔ جو قرآن مجید مسلمانوں کے ہاتھ میں شرقًا وغربًا ہے ان مصاحف میں اولِ قرآن سے لے کر معوذتین کے آخیر تک، یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی ہے جو کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر اُتارا تھا۔ جو شخص اس کے ایک حرف کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! ان فتاوی اہلِ سنت پر نظر نہیں پڑتی؟ دیکھیے معوذتین کا بلکہ ان کے کسی ایک حرف کا منکر اہل سنت کے نزدیک کافر اور خارج از اسلام ہے۔

## مناظر شیعہ

مومنو! میرے ہاتھ میں اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر اتقان ہے۔ جس کے صفحہ ۱۱۳ پر مرقوم ہے:۔

نُقِلَ فِی بَعضِ الکُتُبِ القَدِیمَۃِ اِنّ ابن مسعود کانَ یُنکِرُ کَوْنَ سُورَۃِ الفَاتِحَۃِ والمعوذتین من القرآن۔

بعض قدیم کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ ابن مسعود سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن ہونے کے منکر تھے۔

دیکھیے اہل سنت کا پیرو مرشد ابن مسعود الحمد اور معوذتین کو قرآن نہ سمجھتا تھا۔ اب مولوی عبد الستار صاحب فرمائیں کہ اہل تشیع قرآن کو محرف کہتے ہیں یا اہل سنت کے پیشوا و مقتدا قرآن کے منکر ہیں؟

## مناظرِ اہل سُنّت

حضرات! میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر ہمارے اسلاف اور پیشوا الحمد اور معوذتین کو قرآن نہیں مانتے تھے تو موجودہ قرآن میں الحمد اور معوذتین کو کس نے لکھا ہے؟ کیا یہ قرآن ہمارے مرشدوں اور پیشواؤں کا جمع کیا ہوا نہیں ہے؟ کیا آپ کے شیعوں نے اس کو جمع کر کے الحمد اور معوذتین کو اس میں شامل کیا ہے؟ جب قرآن مجید ہمارا جمع کیا ہوا ہو اگر ہم معوذتین اور الحمد کی قرآنیت کے منکر ہوتے تو ہم ان کو خارج کر دیتے ہمارا قرآن میں ان کو لکھنا صراحۃً ثابت کرتا ہے کہ ہم ان کی قرآنیت کے قائل ہیں۔

(۲) الحمد اور معوذتین کا قرآن میں ہونا متواتر ہے اور ہمیں اس کے ساتھ ساتھ معصوم کے قول سے معوذتین کا قرآن ہونا ثابت

کرتا ہوں۔ دیکھیے مشکوٰۃ شریف ص ۸۰ پر ہے حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:۔

یا عقبۃ الا اُعلمك خیر سورتین قرئتا فعلمنی قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس۔

ترجمہ:۔ اے عقبہ کیا تجھے دو بہترین سورتیں جو پڑھی گئی ہیں۔ نہ سکھا دوں؟ پس آپؐ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سکھائیں۔

اور اسی روایت میں آگے یہ بھی ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں صرف انہی دو سورتوں کو پڑھا۔ دیکھیے معصومؑ کے قول و فعل سے ان کی قرآنیت ثابت ہوگئی۔

(۳) مولوی اسمٰعیل صاحب بے چارہ سوائے مکر و فریب بازی کے کچھ نہیں جانتا۔ اسی اتقان کی اسی نقل کردہ عبارت کے آگے لکھا ہوا ہے:۔

اَنَّ نقلَ ھٰذَا المَذْھَبِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ نقلٌ بَاطِلٌ۔

ابن مسعودؓ سے اس بات کو نقل کرنا کہ وہ الحمد اور معوذتین کی قرآنیت کے منکر تھے نقلِ باطل ہے۔

## مناظر شیعہ

مؤمنینِ کرام! میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں

کہ ابن مسعود تمہارا بزرگ ہے یا نہیں ؟ اگر تمہارا بزرگ ہے تو وہ معوذتین کی قرآنیت کا کیوں منکر تھا ؟ یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ ابن مسعود صاحب معوذتین کی قرآنیت کے منکر تھے جیسا کہ معتبر کتاب اہلِ سنت تفسیر اتقان کے صـ۱۱۴ پر علامہ ابن حجر کہتا ہے کہ ابن مسعود سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں جانتے تھے ۔ لہٰذا آپ جواب دیجیے کہ جو شخص معوذتین کو قرآن نہ جانے وہ اہلِ سنت کے نزدیک مسلمان ہے یا کافر ؟

مومنو! یاد رکھو، مولوی عبدالستار میرے اس سوال کا ہرگز جواب نہ دے سکے گا ۔ میں تو اہل سنت کے متعدد علماء کو شکست دے چکا ہوں ، کوئی میرے سامنے جواب نہیں دے سکے گا ۔

## مناظر اہل سُنّت

حضرات ! دیکھیے بے چارہ مولوی اسمٰعیل بار بار یہی کہہ رہا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کی قرآنیت کے منکر تھے ۔ حالانکہ اسی تفسیر اتقان کے صـ۱۱۴ پر مرقوم ہے :۔

قال ابن حزم فی المحلی ، ھذا کذب علی ابن مسعود موضوع انما صح عنہ قراءۃ عاصم عن زر عنہ وفیھا المعوذتان والفاتحۃ ۔

ترجمہ :۔ ابن حزم نے محلّی میں فرمایا کہ ابن مسعودؓ پر یہ کذب اور

جھوٹ ہے کہ وہ معوذتین اور فاتحہ کو قرآن نہ جانتے تھے ۔ ابن مسعودؓ سے جو کچھ صحیح طور پر منقول ہے وہ یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے اپنے شاگرد زر کو اور ان سے حضرت عاصم قاری نے جو قرات پڑھی اس میں معوذتین اور فاتحہ پڑھائی ۔ دیکھیے ابن مسعودؓ نے قرآن پڑھاتے وقت اپنے شاگرد کو معوذتین اور فاتحہ پڑھائی ۔ اگر وہ ان کی قرآنیت کے منکر ہوتے تو پھر کیوں ان کو پڑھاتے ؟ ۔

(۲) خود ابن مسعودؓ کی اپنی روایت درمنثور جزو ششم میں مرقوم ہے:

اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزل علیّ اٰیاتٌ لم یُنزل مثلھُنّ المعوذتان ۔

ترجمہ :۔ طبرانی اپنی کتاب میں نہایت عمدہ سند کے ساتھ عبداللہ ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تحقیق مجھ پر ایسی آیات نازل کی گئیں جن کی مثل نازل نہیں گئیں اور وہ معوذتین ہیں ۔

لیجیے یہ خود ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ معوذتین حضورؐ پر نازل ہوئیں اب تو ان کی قرآنیت خود ابن مسعودؓ نے نقل کر دی پھر وہ منکر کیسے ہوئے ۔

باقی مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن مسعودؓ سے معوذتین کے انکار کی روایت صحیح ہے تو اس کا جواب سنیے :۔

(۱) علامہ بحر العلومؒ فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں :۔

وَمَنْ اَسْنَدَ الْاِنْکَارَ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَا یُعْبَأُ بِسَنَدِہٖ عِنْدَ مُعَارَضَۃِ ھٰذِہِ الْاَسَانِیْدِ الصَّحِیْحَۃِ بِالْاِجْمَاعِ وَالْمُتَلَقَّاتِ بِالْقَبُوْلِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْکِرَامِ بَلِ الْاُمَّۃِ کَافَّۃً کُلِّھَا فَظَھَرَ اَنَّ نِسْبَۃَ الْاِنْکَارِ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ بَاطِلٌ۔

ترجمہ۔ جس نے یہ انکار ابن مسعودؓ کی طرف منسوب کیا ہے اس کی سند لائق توجہ نہیں۔ جب کہ اس کے خلاف یہ صحیح سندیں موجود ہیں اور جن پر اجماع ہے۔ اور جن کو علماء کرام نے بلکہ تمام امت نے قبول کیا ہے۔ پس صاف طور پر معلوم ہوا کہ ابن مسعودؓ کی طرف (معوذتین کی قرآنیت کے) انکار کو منسوب کرنا بالکل باطل اور غلط ہے۔

(۲) بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ ابن مسعودؓ سے انکار کی روایت صحیح ہے تو روایات کے درمیان تطبیق دینے سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ ابن مسعودؓ پہلے معوذتین کی کتابت فی المصاحف کے قائل نہ تھے۔ نہ اس لیے کہ وہ کلام اللہ نہیں، بلکہ اس لیے کہ وہ باوجودیکہ کلام اللہ ہیں، مگر جھاڑ پھونک رُقیہ کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ پھر اس خیال سے رجوع کر لیا۔ جیسا کہ صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ ابن مسعودؓ اپنے شاگردوں کو معوذتین قرآن میں پڑھاتے تھے جو کہ رجوع پر صاف دلالت ہے۔

(۳) موجودہ قرآن مجید اہل سنت کے نزدیک حضرت اُبیّ بن

کعب رض، حضرت عثمان رض، حضرت علی رض، حضرت ابن مسعودؓ وغیرہم سے متواتر طور پر منقول ہے۔ متواتر کا خبرِ واحد مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ متواتر کے مقابلے میں خبرِ واحد مردود اور نا قابلِ قبول ہوتی ہے۔ لہذا انکار کی روایت جو خبرِ واحد ہے اہلِ سنت کی متواتر روایات کے مقابلے میں کالعدم ہو گی۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ منکرِ معوذتین تمہارے نزدیک کافر ہیں یا نہیں؟

تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ تفسیر اتقان ص۱۱۴ پر ہے:۔

قال النووی فی شرح المهذب ان المعوذتین و الفاتحة من القران و ان من جحد منها شیئا کفر۔ وما نقل عن ابن مسعود باطلٌ لیس بصحیح۔

ترجمہ:۔ علامہ نووی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن ہیں۔ جو شخص ان کی قرآنیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے جو انکار نقل کیا جاتا ہے وہ باطل ہے اور صحیح نہیں ہے (یعنی وہ ان کی قرآنیت کے قائل تھے منکر نہ تھے۔

محلّی ابن حزم ص۱۳ جزو ۱ مسئلہ (۲۱)، وَاَنَّ القُراٰنَ الَّذِی فِی المَصَاحِفِ بِاَیدِی المُسلِمِینَ شَرقًا وَغَربًا فَمَا بَینَ ذٰلِكَ مِن اَوَّلِ القُراٰنِ اِلٰی اٰخِرِ المعوذتین کَلَامُ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ وَ وَحیُهٗ اَنزَلَهٗ علیٰ قلب نبیّه محمد صلی اللہ علیہ وسلّم مَن کَفَرَ بِحَرفٍ مِنهُ فَهُوَ کَافِرٌ۔ وَکُلُّ مَا رُوِیَ عَن

ابن مسعود مِنْ اَنَّ المعوذتین واُمّ القُرآن لم تکن فی مُصحَفِہٖ
فَکِذْبٌ مَوضوعٌ لَا یَصحُّ وَاِنَّمَا صَحّت عنہ قِرَاءۃُ عَاصِمٍ
عَنْ زِرِّ بن حُبَیْشٍ۔

ترجمہ :۔ تحقیق جو قرآن مصاحف میں مسلمانوں کے ہاتھ میں مشرق سے مغرب تک اوّلِ قرآن سے لے کر معوذتین کے اخیر تک موجود ہے سب کا سب اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی ہے جو کہ اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔ جو شخص اس کے کسی ایک حرف کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے جو یہ روایت کی گئی ہے کہ معوذتین اور فاتحہ ان کے مصحف میں نہ تھے تو یہ روایت جھوٹ اور موضوع ہے صحیح نہیں۔ اس سے جو کچھ صحیح ہے وہ عاصم کی قرأت ہے جو زِر بن حُبیش سے ہے (جس میں معوذتین اور فاتحہ درج ہیں)

تو حضرات! یہ ہے اہل السنۃ والجماعۃ کی تحقیق کہ ابن مسعودؓ قطعاً معوذتین اور فاتحہ کی قرآنیت کے منکر نہ تھے بلکہ ان کی طرف یہ نسبت کرنا غلط ہے اور موضوع اور کذب ہے۔ تو بے چارہ اسمٰعیل ایسی موضوع روایات سے اہلِ سنت کو منکرِ قرآن یا تحریف کا قائل بتاتا ہے۔ حالانکہ ان کے مذہب کی معتبر روایات ائمہ معصومین کی قرآن کو محرف و مبدل کہتی ہیں۔ اب ان کے جواب میں اہل سنت کو موضوع روایات سے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔

## مناظر شیعہ

حضرات ! یہ اہل سنت صرف قرآن کے منکر نہیں بلکہ رسول کو مغلوب الشیطان سمجھتے ہیں۔ بتائیے میں آپ کے سامنے کیا کیا بیان کروں۔ دیکھیے ان کی کتاب تفسیر جلالین ص ۲۸۴ پر موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے قریش کی مجلس میں سورۃ النجم پڑھی تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ شعر پڑھا دیا۔

تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى

جس میں بتوں کی تعریف و توصیف کی گئی۔ بتاؤ جب ان کے مذہب میں رسول کی زبان پر شیطان بول سکتا ہے تو قرآن پر کیا اعتبار رہے ؟ یہ ہے سنیوں کا قرآن ماننا۔ تونسوی صاحب ! اگر ہمت ہے تو جواب دیجیے۔ میں دیکھوں گا آپ کیسے حاضرین کی عقدہ کشائی کرتے ہیں اور میری پکڑ سے کس طرح دامن چھڑاتے ہیں۔

## مناظر اہل سنت

حاضرین ! میں نے مولوی اسمٰعیل کے ہر استدلال و اعتراض کا دنداں شکن جواب پیش کیا ہے۔ میں اس کی طرح نہیں ہوں کہ کسی استدلال کا جواب نہ دے سکوں۔ جیسا کہ کل کا مناظرہ آپ کو یاد ہوگا کہ یہ بے چارہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ البتہ دھوکہ بازی میں یہ

اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اب اس کے اس حوالہ تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی کی حقیقت بھی غور سے سُن لیجیے۔ تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۶ اور اسی جلالین شریف کے صفحہ ۲۸۴ کے حاشیہ ۷ پر موجود ہے:۔

۱۔ قال الامام الرازی اِنَّھَا بَاطِلَۃٌ مَوْضُوْعَۃٌ

(ترجمہ) امام رازی نے فرمایا کہ تلک الغرانیق العلیٰ والی روایت باطل اور موضوع ہے۔

۲۔ قال ابن خزیمۃ اِنَّھَا مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَۃِ

ترجمہ:۔ ابن خزیمہ نے فرمایا کہ تلک الغرانیق العلیٰ والی روایت بے دینوں کی بنائی ہوئی جھوٹی ہے۔

۳۔ قال عیاض اِنَّھَا بَاطِلَۃٌ لَا تَصِحُّ عَقْلًا وَّ نَقْلًا۔

قاضی عیاض نے فرمایا کہ یہ روایت باطل اور جھوٹ ہے جو عقل اور نقل دونوں طرح سے صحیح نہیں۔

۴۔ قال البیھقی غَیْرُ ثَابِتٍ نَقْلًا۔

ترجمہ:۔ علامۃ البیھقی نے فرمایا کہ یہ روایت بطور نقل کے ثابت نہیں ہو سکتی۔

حضرات! غور کیجیے، بے چارہ اسمٰعیل اہل سنت کو کیسی موضوع اور باطل روایت سے الزام دینا چاہتا ہے۔ کیوں کہ بے چارے کو کوئی صحیح اور معتبر چیز تو دستیاب ہو نہیں سکتی پھر کچھ نہ کچھ تو کہہ ہی لے تاکہ خانہ پُری ہو جائے۔

## مناظر شیعہ

مومنین کرام! یہ میرے ہاتھ میں اہل سنت کی تفسیر اتقان ہے۔
اس کے ص۲۱۶ پر ہے:۔

عن حمیدۃ بنت ابی یونس قالت قرئ علی ابی وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ وَعَلَی الَّذِیْنَ یصلونَ الصُّفوفَ الاُوَلَ قالَتْ قبلَ اَنْ یُّغَیِّرَ عثمان المصاحف۔

دیکھیے آج قرآن میں وَعَلَی الذِین یصلون الصفوف الاُوَلَ کے کے الفاظ موجود نہیں جو کہ حضرت عثمان کے تغیر کرنے سے پہلے موجود تھے۔ تو اہل سنت کے نزدیک یہ تحریف ثابت ہوگئی۔

## مناظر اہل سُنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل کی پیش کردہ روایت صحیح نہیں، نہ اس کی کوئی سند معلوم ہے اور نہ اس کے راوی معلوم ہیں۔ محدثین کی ایک جماعت ان تمام روایات کی منکر ہے جیسا کہ اسی تفسیر اتقان کے ص۳۱۸ پر موجود ہے۔

۱۔ بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھیے کہ یہ روایت تفسیر اتقان کی کس بحث میں ہے؟ حضرات!

یہ بے چارہ تو محض دھوکا دیتا ہے۔ یہ روایت منسوخ التلاوت کی بحث الثالث ما نسخ تلاوتہ، کے تحت تفسیر اتقان کے ص ۲۱۶ پر درج ہے۔ تو علی الذین یصلون الصفوف الاول کے الفاظ منسوخ ہیں نہ کہ محرف۔ اور نسخ خدا تعالیٰ کا فعل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ الخ اور تحریف انسانوں کا فعل ہے تو اس میں تحریف نہیں بلکہ نسخ ہے۔ جن لوگوں کو پتہ نہ تھا یا پہلے لکھے ہوئے جن لوگوں کے پاس یہ الفاظ موجود تھے حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانے میں ان تفسیری نوٹوں اور منسوخ آیتوں کو مصاحف سے نکال دیا تاکہ آئندہ مسلمانوں کو دھوکا نہ لگ جائے۔ ہمارے اہل سنت میں سے کسی نے ان الفاظ کو تحریف کی قسم سے نہیں سمجھا اور نہ تحریف ہے۔ جب حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ اس کوشش میں تھے کہ خالص قرآن جس میں نہ تفسیری نوٹ ہوں نہ کوئی منسوخ التلاوت آیت موجود ہو لکھا جاوے، تو ایسے منسوخ التلاوت الفاظ کو خارج کر دینے کا نام تحریف کیسے ہو سکتا ہے؟

## مناظر شیعہ

حضرات! دیکھیے فتح القدیر جلد دوم ص ۵۲ پر مرقوم ہے اور در المنثور میں بھی ہے:۔ عن ابن مسعودؓ قال کنا نقرء علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ

مِنْ رَّبِّکَ اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔

دیکھیے عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ہم عہدِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یَآاَیُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ والی آیت کے اخیر میں اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن اب موجودہ قرآن میں مولی المومنین کے الفاظ نہیں۔ تو یہ اہل سنت کے نزدیک تحریف ثابت ہو گئی۔

## مناظر اہل سُنّت

مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر ہمت ہے تو اہل سنت کی کوئی معتبر روایت دکھا دو تو منہ مانگا انعام لو۔ درمنثور جیسی ضعیف روایات نقل کرنے والی کتابوں کے حوالے سے کچھ ثابت نہیں ہوگا جو روایت تم نے پیش کی ہے اس کی سند میں ایک راوی ابوبکر بن عیاش ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں ہے ضعیف الحافظۃ کثیر الغلط وھمی کہ ابوبکر بن عیاش کا حافظہ نہایت کمزور تھا اور بے شمار غلط روایات کرتا تھا۔

امام احمدؒ کا قول ہے کہ وہ حد سے زیادہ کثیر الغلط ہے۔ ابنِ مبارکؒ کا قول ہے کہ حدیث پر بہت جلد جرأت کرنے والا ابوبکر بن عیاش سے بڑھ کر میں نے نہیں دیکھا۔ ابوبکر بن عیاش کے علاوہ اس روایت میں ایک راوی عاصم ہے۔ میزان الاعتدال میں ابنِ عُلَیّہ

اور یحیی بن قطان کا یہ قول منقول ہے کہ عاصم نام کے جتنے راوی ہیں ان کا حافظہ خراب ہے۔ اور اس روایت کے کچھ حصہ سند کا تو پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا تھا اور کیسا تھا۔ لہذا ایسی کمزور روایت کسی طرح قابلِ اعتماد نہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس روایت کی پوری اور صحیح سند ثابت کر دیں تو منہ مانگا انعام لیں۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مخفی نہ رہے کہ ہمارے علماءِ اہل سنت میں سے کسی نے اس روایت کو تحریف سے نہیں سمجھا اور نہ ایسی ضعیف روایت سے متواتر قرآن مجید کے اندر تحریف ثابت ہو سکتی ہے۔

## مناظر شیعہ

حضرات! میرے ہاتھ میں اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر اتقان ہے اس کے صفحہ ۲۱۶ پر ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے:۔

لَا يَقُولَنَّ اَحَدُكُمْ قَدْ اَخَذْتُ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ قُرْاٰنٌ كَثِيْرٌ کوئی یہ نہ کہے کہ میں پورا قرآن یاد کر چکا ہوں کیونکہ قرآن کا بہت سا حصہ چلا گیا ہے۔ دیکھیے اہل سنت کے امام پیشوا عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ بہت سا قرآن چلا گیا ہے۔ یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟

# مناظر اہل سنت

تفسیر اتقان کی یہ روایت سند کے لحاظ سے نہایت ہی کمزور ہے۔ اس روایت میں راوی ہے اسمٰعیل بن ابراہیم۔ جس کے متعلق محمد بن عبداللہ نے فرمایا ضعیف جداً کہ نہایت ہی ضعیف ہے۔ قال ابن المدینی ضعیف وکذا ضعّفہ غیر واحد کہ علامہ علی بن مدینی نے فرمایا کہ اسمٰعیل راوی ضعیف ہے۔ اور اس طرح بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف بیان کیا ہے۔ میزان الاعتدال ص۹۹۔ جب اس روایت کے راوی ضعیف ہیں تو روایت قابلِ اعتبار نہیں، چہ جائے کہ قرآن مجید جو کہ متواتر ہے اس کے مقابلے میں تحریفِ قرآن ثابت کرے۔

۲۔ یہ روایت منسوخ التلاوت کی بحث میں تفسیر اتقان کے اندر بیان کی گئی ہے۔ بے چارے مولوی اسمٰعیل کو تحریف کی کوئی روایت اہلِ سنت کی کسی معتبر کتاب سے نہیں ملتی اس لیے منسوخ التلاوت کی روایات کو پڑھ پڑھ کر اپنا ٹائم پورا کرتا ہے۔ مولوی صاحب! ذرا غور تو کیجیے اور چشمہ لگا کر دیکھیے کہ یہ روایت تفسیر اتقان کی بحث الثالث ما نسخ تلاوتہ کے اندر موجود ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کا مقصد یہی ہے کہ قرآن مجید کا بہت سا حصہ منسوخ ہو جانے کی وجہ سے اس مصحف میں نہیں ہے۔ لہٰذا کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے

پورا قرآن یاد ہے۔ اس لیے کہ جو منسوخ ہو چکا وہ بھی تو قرآن ہی تھا۔

۳۔ نسخ پر ذَھَبَ کا لفظ دال ہے۔ اگر تحریف کا بیان مقصود ہوتا تو یوں فرماتے قَدْ اَسْقَطَ الْمُحَرِّفُوْنَ قُرْاٰنًا کَثِیْرًا.... حالانکہ یہ الفاظ نہیں فرمائے بلکہ فرمایا ذَھَبَ قُرْاٰنٌ کَثِیْرٌ بہت سا قرآن چلا گیا بوجہ نسخ کے نہ کہ بوجہ تحریف کے۔ حضرت ابن عمرؓ کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط بہت تھی۔ چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے یہ کوئی نہ کہے صُمْتُ رَمَضَانَ کُلَّہٗ (میں نے کل رمضان کے روزے رکھے) کیونکہ کل رمضان میں رات بھی داخل ہے اور کوئی شخص رات کو روزہ نہیں رکھتا۔

## مناظر شیعہ

مومنو! یہ اہل سنت کی تفسیر اتقان ہے جس کے ص۲۷ پر ہے :-

عن عمر بن الخطاب مرفوعًا القراٰن الفُ الفِ حرف ومن قراہ صابرًا محتسبًا کان لہ بکل حرف زوجۃ من حور عین۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ حرف تھے۔ مگر موجودہ قرآن میں تو دس لاکھ نہیں ہیں۔ تو آپ کی کتابوں سے تحریف قرآن ثابت ہو گئی یا نہیں؟ اور یہ روایت ضعیف بھی نہیں ہے کیونکہ لکھا ہے رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ اس کے راوی ثقہ اور

معتبر ہیں۔ تونسوی صاحب! ذرا سوچ کر ہوش سے جواب دیجیے۔

# مناظرہ اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل تو دھوکے کے سوا اپنے دامنِ علم میں کچھ رکھتے ہی نہیں۔ جو روایت انہوں نے پڑھی ہے جس کو کہ یہ نہایت ثقہ اور معتبر ثابت کر رہے ہیں اور رجالہ ثقات پر بہت زور دے رہے ہیں یہ روایت تو ضعیف ہے۔ آگے لکھا ہے کہ رجالہ ثقات الاشیخ الطبرانی محمد بن عبید بن آدم تکلم فیہ الذھبی لھذا الحدیث اس روایت کے باقی راوی تو ثقہ ہیں مگر طبرانی کا استاد جو محمد بن عبید بن آدم ہے اس کے متعلق ذہبی نے کلام کیا ہے اور اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور اسی روایت کے متعلق میزان الاعتدال ص ۹۹ پر لکھا ہے محمد بن عبید تفرد بخبر باطل کہ محمد بن عبید ہی صرف اکیلا اس روایتِ باطلہ کو بیان کرتا ہے۔ دیکھیے یہ میزان الاعتدال میں ثابت ہے کہ یہ روایت باطلہ ہے اور محمد بن عبید اکیلا ہی اس کا راوی ہے جو غیر معتبر ہے لہٰذا اس روایت سے استدلال بھی باطل ہے۔

(۲) اگر بالفرض اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس روایت کے آگے لکھا ہوا ہے قد حمل ذلك على ما نسخ رسمه من القرآن اس روایت کے اندر منسوخ و غیر منسوخ دونوں کو

شمار کرکے دس لاکھ کہا گیا ہے۔ اب اگر موجودہ قرآن کے الفاظ کم ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اب تو صرف غیر منسوخ ہی باقی ہیں، الفاظ و آیاتِ منسوخہ تو شمار سے نکل چکی ہیں۔ لہٰذا اس سے تحریف کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟

## مناظر شیعہ

مولوی عبد الستار صاحب! قرآن کو تمہارے امام امیر عثمان نے جلایا اور عدم ایمان بالقرآن کا الزام ہم کو دیتے ہو۔ بخاری شریف ص۲۴۶ جزو سوم میں ہے وامر بما سواہ من القران فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

حضرت عثمان نے حکم دیا کہ قرآن جلا دیے جائیں۔ اب بتائیے کہ قرآن جلانے والے تم اور منکر ہم۔ تو جن لوگوں نے قرآن کو جلایا ہو انہوں نے کون سا قرآن باقی چھوڑا، جو کہ اصلی تو نہ ہوگا بلکہ محرف ہی ہوگا۔

## مناظر اہل سنت

مولوی اسمٰعیل صاحب! ذرا ایمان سے کہیے اگر ہم دشمنِ قرآن تھے اور ہم نے قرآن کو جلایا تو پھر بتائیے کہ یہ صحیح قرآن آپ کو کس نے دیا، اور یہ کیسے آیا، اس کو کس نے جمع کیا؟ آپ کی کتابیں اور ساری دنیا

- گواہ ہے کہ اس کے جامع اور محافظ بزرگانِ دین صحابہ کرام تھے۔ اگر بالفرض تم اس بات پر اصرار و تکرار کرو کہ قرآن مجید جلایا گیا تو پھر بتاؤ کہ اصلی قرآن ہم کو کس نے دیا؟ آپ کے مذہب کے لحاظ سے تو حضرت علیؓ اور دیگر ائمہ اس کے غیر محرف ہونے کے قائل نہیں۔

جب قرآن کو صحابہ اور خلفاء۔ اور حضرت عثمانؓ نے ہی جمع کیا تو پھر جلانے کی جو روایت آپ پیش کر رہے ہیں وہ قرآن کو جلانے کے متعلق نہیں بلکہ ماسوائے قرآن تفسیری نوٹ اور متروک منسوخ قراتوں کے الفاظ ہیں۔

۲- اَنْ یُحَرَّقَ کے الفاظ میں بھی محدثین کا اختلاف ہے کہ یہ لفظ یُحَرَّق. بحائے حطی ہے یا یُخَرَّق. بخائے معجمہ ہے جس کے معنی پھاڑنے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتابوں میں مرقوم ہے کہ بعض صحابہؓ نے یادداشت کے طور پر تفسیری الفاظ یا منسوخ التلاوت آیات اپنے مصاحف میں لکھ رکھی تھیں۔ حضرت عثمانؓ نے انہی کو دھو کر پھاڑنے یا جلانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اگر ان کو باقی رہنے دیا جاتا تو آیندہ مسلمانوں کی نسلوں کو اشتباہ اور غلط فہمی ہوتی اور قرآن و غیر قرآن کا فرق معلوم نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن کو نہیں جلایا، بلکہ وہ چیز جلائی جو مسلمانوں کے ایمان میں خلل انداز ہوتی اور اصلی قرآن کو محفوظ اور مروّج کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمام مسلمانوں کی طرف سے اس کارِ خیر کی جزاءِ خیر عطا

فرمائے۔ آمین

علاوہ ازیں حضرت علی المرتضیٰؓ بھی حضرت عثمان رضؓ کے اس عمل میں شریک اور مشیر تھے۔ جیسا کہ خود حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ تفسیر اتقان صفحہ ۸۵ پر ہے قال علی لا تقولوا فی عثمان الا خیراً۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں قرآن کے معاملے میں سوائے نیکی کے کچھ نہ کہو۔

۲۔ فوَ اللہِ ما فعَلَ الذِیْ فعَلَ فِی المصَاحِف اِلاَّ عَنْ مَلاٍ مِّنَّا۔

ترجمہ۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کے متعلق جو کچھ معاملہ کیا وہ ہمارے مشورے سے کیا۔

اب فرمائیے کہ جب حضرت عثمان کے اس عمل میں حضرت علیؓ اور صحابہ رضؓ کی جماعت شریک ہے اور یہ سب عمل نیکی اور بھلائی کا عمل تھا تو حضرت عثمانؓ نے کیا قصور کیا؟۔

تفسیر اتقان صفحہ ۸۶ پر حضرت علی المرتضیٰؓ کا یہ قول بھی ثابت ہے:۔
قال علیؓ لو وُلِّیتُ لعَمِلتُ بالمصَاحِفِ التی عَمِلَ بِھا عُثمانُ۔

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر میری امارت و ولایت میں قرآن کا معاملہ پیش آتا تو میں بھی مصاحف سے وہی معاملہ کرتا جو حضرت عثمان نے کیا۔

دیکھیے مولوی اسمٰعیل صاحب! یہ حضرت عثمانؓ کے عمل کی پاکیزگی حضرت علی المرتضیٰ رضؓ ابو الائمہ کے اقوال و ارشادات نے

دکھا دی ہے۔ اب بھی اگر تم لوگ نہ مانو تو اپنی قسمت پر روتے رہو۔

## مناظر شیعہ

دیکھیے یہ اصول کرخی اہل سنت کے اصول کی معتبر کتاب ہے اس کے صے پر ہے:۔

اِنَّ کُلَّ اٰیَۃٍ تُخَالِفُ قَوْلَ اَصْحَابِنَا فَاِنَّھَا تُحْمَلُ عَلَی النَّسْخِ۔

دیکھیے اہل سنت کے نزدیک ان کے اصحاب بھی قرآن کو منسوخ کر سکتے ہیں اور اصحاب کے قول کو قرآن پر فوقیت دیتے ہیں۔ گویا اہلِ سنت اصحاب کو مانتے ہیں اور قرآن کو نہیں مانتے۔ یہ ہے ان کا ایمان بالقرآن۔

## مناظر اہل سُنت

حضرات! ہماری تفسیر اتقان کے صـ ۳۱۸ پر یہ اصول موجود ہے:

غیر جائز نسخ شیٔ من القراٰن بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن میں سے کسی کا نسخ جائز نہیں ہے۔

تو جب ہمارا اصول یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نسخ بالکل محال ہے کیونکہ نسخ خداوند تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور

جس کا حکم اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی طرف بذریعہ وحی بھیجتا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ حق نسخ کسی کو کس طرح پہنچ سکتا ہے؟ اس لیے آپ کی وفات کے بعد کوئی شخص یا کوئی جماعت قرآن کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ جب ہمارا اصول یہ ہے تو کب ہم اصحاب کے قول سے قرآن میں نسخ کر سکتے ہیں۔

یہ تو مولوی اسمٰعیل صاحب کی جہالت ہے کہ اصولِ کرخی سے ہمارا مذہب انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اہلِ سنت اصحاب کے قول سے قرآن میں نسخ کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی اسمٰعیل صاحب کا جہلِ مرکب ہے کہ اصولِ کرخی کی عبارت "اصحابنا" سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابِ کرام رضہ مراد سمجھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہاں "اصحابنا" سے مراد ائمہ حنفیہ ہیں نہ کہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اصولِ کرخی کی اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی عالم اور عامی کے سامنے اپنے ائمہ مجتہدین کا کوئی ایسا قول پیش آجائے جو بظاہر کسی آیت کے مخالف نظر آئے تو اس مقلد کو جب کہ یہ اطمینان اور یقین ہے کہ اس کے ائمہ مجتہدین قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتے تھے بلکہ ان کے تمام تر مسائل قرآن اور احادیث پر مبنی تھے تو اب وہ یہ اعتقاد کریں کہ جب ائمہ کا قول کسی آیت کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہے تو ان ائمہ کو اس آیت کی ناسخ کوئی دوسری آیت یا متواتر حدیثِ صحیح معلوم ہو گی، اس لیے انہوں نے اس آیت کے خلاف یہ

حکم صحیح اور مسئلہ بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ آیت منسوخ تھی۔ اور دوسری آیت میں بیان کردہ مسئلہ ثابت تھا جس کا اس وقت تک اس شخص کو علم حاصل نہیں ہو سکا۔

اصولِ کرخی کی اس عبارت کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جو آیت اصحاب کے قول کے مخالف ہو بس اس آیت کو منسوخ کر دو بوجہ اصحاب کے قول کے۔ مولوی اسمٰعیل بے چارہ یا تو دھوکا اور فریب بازی سے کام لینا چاہتا ہے یا بوجہ جہالت کے اس کا مطلب نہیں سمجھتا۔

## مناظر شیعہ

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح مواقف کے ص۶۸ پر ہے :۔
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ وھو ابٌ لھم۔

حضرات! اب موجودہ قرآن میں وھواب لھم کے الفاظ نہیں ہیں یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔

## مناظر اہل سُنّت

حضرات! اس روایت کو بھی تحریف سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ حضرت اُبَیّ بن کعب رضؓ وغیرہ کی قراءت میں وازواجہ امھتھم کے بعد وھواب لھم کا جملہ تفسیری طور پر منقول ہے۔ جس کے تفسیری

ہونے کو وھو کا لفظ ازواجہ امھتھم کے بعد واضح کرتا ہے۔

۲۔ یہ آیت سورۃ احزاب کی ہے۔ اور سورۃ احزاب کی بہت سی آیات منسوخ ہوگئی تھیں جیسا کہ نور الانور صـ۲۱۱ پر ہے:۔

مَا نسخ من القران فی حیاۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بالانساء کما روی ان سورۃ الاحزاب کانت تعدل سورۃ البقرۃ۔ الخ

دیکھیے اس سے ثابت ہے کہ سورۃ احزاب سورۃ بقرہ کے برابر تھی اور اس کی بہت سی آیات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں منسوخ کی گئیں۔ تو ھواب لھم بھی انہی منسوخہ آیات میں سے ہے لہذا تحریف پر آپ کا استدلال باطل ہے جب تک اس آیت کو اختلافِ قراۃ اور نسخ سے خارج ثابت نہ کریں ہم تو دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ الفاظ ھواب لھم کے یا تو قرات کا اختلاف تھا یا منسوخ ہوگئے۔ تحریف کا قول ہم میں سے کسی کا نہیں، اور ہمارے اسلاف و علماء میں سے کسی نے اس کو تحریف پر محمول نہیں کیا۔

## مناظر شیعہ

مومنو! اہل سنت کے نزدیک دو سورتیں قرآن میں تھیں لیکن

اب نہیں ہیں۔ تفسیر اتقان صفحہ ۳۱۸ پر ہے :۔

وما رفع رسمہ من القرآن ولم یرفع من القلوب حفظہ سورتی القنوت فی الوتر وتسمیٰ سورتی الخلع والحفد۔

ترجمہ : من جملہ اُن سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھائے گئے ہیں لیکن اُن کی یاد دلوں سے نہیں گئی وہ وتر کی قنوت والی دو سورتیں ہیں جن کا نام سورۃ خلع اور سورہ حفد ہے۔

لو حضرات ! اب تو قرآن میں سورہ خلع اور سورہ حفد کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ تو یہ تحریف نہیں تو کیا ہے ؟

## مناظر اہلِ سُنت

مولوی اسمٰعیل صاحب ! مجلس نہیں پڑھ رہے ہو تونسوی سے مناظرہ کر رہے ہو۔ اس عبارت کا ماقبل کیوں نہیں پڑھتے ؟

قال ابو الحسن المنادی فی کتابہ الناسخ والمنسوخ۔ دیکھیے چونکہ یہ کلام ناسخ ومنسوخ میں چل رہا ہے اور دو سورتیں اسی منسوخ کی قسم سے تھیں جن کا ذکر تفسیر اتقان میں ہو رہا ہے یعنی یہ دو سورتیں بھی منسوخ ہو گئیں۔

اس لیے مولوی اسمٰعیل بے چارے نے ناسخ ومنسوخ کے الفاظ حقیقت ظاہر کرنے والے چھوڑ کر آگے پڑھنا شروع کر دیا کہ شاید میرا یہ مکر کامیاب ہو جائے۔ لیکن خدا کی قدرت جو لفظ پڑھے وہ

بھی ان سورتوں کے منسوخ ہونے کا اظہار کرتے ہیں جیسے کہ مادُفِعَ رَسْمُہٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے الفاظ منسوخ ہونے پر دلالت کرتے ہیں لہٰذا اس کو تحریف سے ذرا بھی واسطہ نہیں۔

## مناظر شیعہ

- مومنو! اہل سنت کی کتاب مشکوٰۃ شریف کے صـــ ۲۷۳ پر ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں :-

قالت کان فیما انزل من القراٰن عشر رضعاتٍ معلومات یحرمن نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی فیما یقرءُ من القراٰن۔

یعنی قرآن میں عشر رضعات معلومات یحرمن نازل ہوا تھا، پھر خمس معلومات سے وہ منسوخ ہوا اور جناب رسول اللہ ص کی وفات کے وقت خمس معلوماتِ قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔ مگر اب تو موجودہ قرآن میں خمس معلومات کے الفاظ کہیں نظر نہیں آتے تو یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے ؟

## مناظر اہل سنت

مولوی اسمٰعیل صاحب! یہ بھی آیاتِ منسوخہ میں سے ہے۔ ہمارے علماء میں سے کسی نے اس روایت سے تحریف کے معنی

نہیں سمجھے۔ دیکھیے اس روایت کے حاشیہ نمبر ۸ پر لکھا ہے :۔

فیما یقرء من القرآن یعنی ان بعض من لم یبلغہ النسخ کان یقرءہ علی الرسم الاول یعنی یہ خمس معلوماتٍ کے الفاظ منسوخ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکے تھے، مگر جن لوگوں کو نسخ کا علم نہ ہوا تھا وہ آپ کی وفات کے بعد بھی ان لفظوں کو پڑھا کرتے تھے۔ مگر جب ان کو نسخ کی خبر پہنچی تو سب نے متفقہ طور پر ان منسوخ الفاظ کو ترک کر دیا۔ تو یہ منسوخ ہیں نہ کہ محرف۔ مولوی صاحب! اس روایت کو تحریف سے کوئی تعلق نہیں۔ منسوخ کے متعلق تفسیر اتقان ص ۳۱۸ پر ہے :۔

ثم لا یخلو ذٰلک من ان یکون فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا توفی لا یکون متلوا من القرآن او یموت وھو متلو موجود بالرسم ثم ینسیہ اللہ الناس یرفعہ من اذھانھم وغیر جائز نسخ شئ من القرآن بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: یہ تو لازمی بات ہے کہ نسخ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ہوا تھا۔ مگر اس کی یہ صورتیں ہوتی ہیں کہ بعض منسوخہ آیات آپ کی وفات کے وقت ہی قرآن میں متلو اور موجود نہ ہوں۔ یا آپ کی وفات کے وقت وہ موجود اور متلو تو ہوں، پھر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے دلوں سے اس منسوخ آیت کو اٹھا لے

اور ان کو بھلوا دے۔ اور قرآن میں سے کسی لفظ یا حرف کا نسخ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جائز نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خمس رضعات منسوخ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکی تھیں مگر بعض لوگوں کو نسخ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے کی نوبت آئی، پھر بعد میں دوسرے لوگوں کے ذریعے ان کو نسخ کا علم ہو گیا اور وہ آیات بالکلیہ منسوخ ہو گئیں، اگر مولوی اسمٰعیل صاحب میں کچھ ہمت اور علمی قابلیت ہے تو اختلافِ قرات اور منسوخ شدہ آیات کے علاوہ کوئی تحریف کی ایک روایت پیش کریں جس طرح کہ میں نے ان کی کتابوں سے روایاتِ تحریف متواترہ معتبرہ ائمہ معصومین کی دکھائی تھیں کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون ہیں، شراب خور لوگوں کے لیے ہے۔ اس قرآن میں نبی علیہ السلام کی ہتک درج کی گئی ہے اور مرتدین نے ائمہ و علی کا نام متعدد مقامات سے گرا دیا ہے۔ تحریف اس کا نام ہے۔ اس قسم کی کوئی روایت اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے کوئی شیعہ مجتہد قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔

## مناظر شیعہ

مومنین کرام! میرے ہاتھ میں یہ اہل سنت کی مشہور کتاب ابن ماجہ ہے اس کے صفحہ ۱۴۱ پر مرقوم ہے:۔

عن عائشۃ لقد نزلت آیۃ الرجم و رضاعۃ الکبیر عشراً۔ ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تشاغلنا بموتہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل داجن فاکلھا۔

دیکھیے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیتِ رجم اور دس رضعات والی آیت نازل ہوئی تھیں، جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ان آیتوں کو بکری کھا گئی۔ تو ثابت ہوا کہ اہل سنت کے قرآن کو بکری کھا گئی اور اہل سنت کا قرآن ناقص اور ادھورا رہ گیا۔ موجودہ قرآن میں کہیں بھی آیتِ رجم اور عشر رضعات کا ذکر نہیں۔ بتائیے تونسوی صاحب! ہمارا قرآن ناقص ہے یا آپ کا؟

## مناظر اہل سنت

مولوی اسمٰعیل صاحب! ہمارے قرآن کا خدا محافظ ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ لَّا یَاۡتِیۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ قرآن صرف کاغذوں میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بَلۡ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیۡ صُدُوۡرِ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ؕ بلکہ یہ آیاتِ بینات ہیں جو سمجھ والوں کے سینوں میں موجود ہیں۔ رجم کی آیت بوجہ منسوخ التلاوت ہونے کے قرآن میں درج نہیں۔ نہ اس لیے کہ اس کو بکری کھا گئی۔

تفسیر اتقان صـ۲۱۶ پر ہے :-

(۱) آیتِ رجم کو الثالث ما نسخ تلاوتہ کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) نور الانوار کے صـ۲۱۲ پر آیت رجم الشیخ والشیخۃ کو منسوخ التلاوۃ دون الحکم کی مثال میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۳) خود شیعہ حضرات کی کتاب تفسیر مجمع البیان جلد اول صـ۱۸۰ پر ہے : ومنها ما یرتفع اللفظ ویثبت الحکم کآیۃ الرجم فقد قیل انها کانت منزلۃ فرفع لفظها اور منسوخ کے اقسام میں سے وہ آیات بھی ہیں جن کے صرف الفاظ منسوخ کر کے اٹھا لیے گئے۔ تو معلوم ہوا یہ آیتِ رجم منسوخ ہے نہ کہ محرف۔ اسی طرح عشر رضعات والی آیت بھی منسوخ ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف صـ۲۷۲ پر صاف طور پر مرقوم ہے :-

عن عائشۃ رض قالت کان فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ قرآن میں عشر رضعات معلومات کی حرمت نازل ہوئی تھی، پھر منسوخ کر دی گئی۔

معلوم ہوا کہ عشر رضعات کا قرآن میں درج نہ ہونا بوجہ نسخ کے ہے نہ اس لیے کہ اس کو بکری کھا گئی۔ مولوی صاحب! اگر منسوخ چیزوں کو بکری کھا گئی تو اہل سنت کے قرآن میں کون سا نقص آ گیا۔ بلکہ اگر

بالفرض غیر منسوخ قرآن کے ورقوں کو بھی کوئی بکری یا دشمنِ قرآن کھا جائے تو اہل سنت کے سینے خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے قرآن کو محفوظ کرنے کے لیے موجود ہیں۔ اگر ہمت ہے تو کوئی ایک روایت تحریف کی لائیے عوام کو دھوکا نہ دیجیے۔

## مناظر شیعہ

دیکھیے اہل سنت کی بخاری شریف ص۶۴۸ جلد دوم پر ہے:۔

عن ابن عباس قال کانت عکاظ وذوالمجنۃ وذوالمجاز اسواق الجاھلیۃ فتأثموا ان یتجروا فی المواسم فنزلت لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فی مواسم الحج۔

دیکھیے موجودہ قرآن میں فی مواسم الحج کے الفاظ نہیں ہیں تو یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ اور روایت بھی بخاری کی ہے جس کو اہل سنت اصح الکتاب بعد کتاب اللہ سمجھتے ہیں۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل صاحب بے چارہ عالمانہ باتوں سے تو بالکل ہی کورا ہے۔ اس کو معلوم نہیں کہ فی مواسم الحج جار مجرور نزلت کے متعلق ہے نہ کہ آیت کا حصہ ہے جس کا مطلب یہ ہے

کہ یہ آیت مواسمِ حج کے متعلق نازل ہوئی۔

۲۔ حاشیہ بخاری شریف صـ۲۳۸ پر فی مواسم الحج کے متعلق لکھا ہے:
کلام الراوی ذکرہ تفسیرًا للاٰیۃ الکریم۔

۳۔ تفسیر اتقان صـ۱۱۱ پر ہے:۔ ما زید فی القراءۃ علی وجہ التفسیر قراءۃ ابن عباس لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم حج (اخرجھا البخاری)

دیکھیے ہمارے علماء صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضہ کے الفاظ فی مواسم الحج تفسیری الفاظ ہیں نہ کہ جزوِ آیت۔

۴۔ بخاری شریف کے حاشیہ صـ۲۳۸ پر فی مواسم الحج کے متعلق یہ بھی لکھا ہوا ہے:۔

من القراءۃ الشاذۃ وحکمھا عند الائمۃ حکم التفسیر۔ یعنی یہ الفاظ تفسیری ہیں۔

غرضیکہ ہمارے تمام ائمہ و علماء نے تمہاری تمام پیش کردہ روایات کو تفسیر قرار دیا ہے یا اختلافِ قرات اور نسخ سے متعلق بتایا ہے۔ کسی نے ان روایات کو تحریف سے متعلق نہیں گردانا۔ بخلاف اس کے میں نے تمہاری کتابوں سے جو روایاتِ تحریف پیش کی تھیں ان کا مطلب تمہارے علماء و مشائخ نے بھی تحریف بیان کیا تھا۔ نہ ان کو تفسیر سے کوئی تعلق تھا اور نہ اختلافِ قرات یا نسخ سے۔ اور تمہاری روایات کے مطابق تمہارے مشائخ کا اعتقاد تھا کہ قرآن میں تحریف اور کمی بیشی ہو گئی۔

## مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبد الستار صاحب بار بار کہتا ہے کہ ہماری کوئی معتبر اور صحیح روایت پیش کرو۔

لیجیے یہ اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ اس کے ص۷۰۳ پر ہے:۔ عن ابن عباس قال لما نزلت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ و رھطك منھم المخلصین۔ دیکھیے مومنین کرام! اب موجودہ قرآن میں ورھطك منھم المخلصین کے الفاظ موجود نہیں۔ اب تو اہل سنت کی بڑی سے بڑی کتاب سے ثابت ہوگیا کہ قرآن ناقص ہے۔ تونسوی صاحب! ذرا سوچ کر جواب دیجیے۔

## مناظر اہل سُنّت

مولوی اسمٰعیل بے چارہ اپنی فیس کی خاطر دھوکے بازی سے دریغ نہیں کرتا۔ حالانکہ رھطك منھم المخلصین پر اسی بخاری شریف پر جو حاشیہ لکھا ہوا ہے اس میں صاف طور پر مرقوم ہے تفسیر لقولہ عشیرتك وقراءۃ قرءھا ابن عباس ثم نسخت تلاوتھا۔

یعنی رھطك منھم المخلصین یہ عشیرتك کی تفسیر ہے اور یہ ایک قراءۃ ہے جس کو ابن عباسؓ نے پڑھا تھا، پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ حضرات! غور کیجیے صاف الفاظ ہیں کہ منسوخ ہوگئی۔

بے چارے اسمٰعیل کو تحریف کی تو کوئی روایت اہلِ سنت کی کتاب سے ملتی نہیں اس لیے الغریق یتشبث بکلّ حشیش (یعنی ڈوبنے والا ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے) کے طور پر کبھی اختلافِ قرأت کی روایت پڑھتا ہے اور کبھی منسوخ آیات کو پڑھ دیتا ہے تاکہ ٹائم پورا ہو اور فیس مل جائے۔

## مناظر اہل تشیّع

مومنین کرام! اہل سنت کی تفسیر خازن کے صـ ۹۵ جلد سوم پر ہے انزل اللہ باسما سبعین منافق واباھم یعنی اللہ تعالیٰ نے ستّر منافقوں کے نام مع قیدِ ولدیت نازل فرمائے تھے۔

اب تونسوی صاحب فرمائیں کہ وہ ستّر نام موجودہ قرآن میں کہاں ہیں؟ جب نہیں ہیں تو اہل سنت کے نزدیک قرآن محرف اور ناقص ہوا یا نہیں؟

## مناظر اہل سُنت

حضرات! سورۃ توبہ کے اندر ہماری روایات کے مطابق نسخ ہوا تھا، جیسا کہ نور الانوار کے صـ ۲۱۱ پر ہے اور معالم التنزیل کے اندر موجود ہے:۔

قال ابن عباس انزل اللہ ذکر سبعین رجلا من

المنافقین باسمائہم واسماء اٰبائہم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ للمؤمنین لئلا یعیر بعضھم بعضا لان اولادھم کانوا مؤمنین۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سورہ توبہ میں اللہ تعالٰے نے ستر منافقوں کا نام اُن کے آباء کے نام کے ساتھ نازل فرمایا تھا، مگر پھر ناموں کا ذکر اللہ تعالٰی نے منسوخ کر دیا بوجہ مومنین پر رحمت کرنے کے۔ کیونکہ ان منافقوں کی اولاد مسلمان ہو چکی تھی، تاکہ ایک دوسرے پر طعن و عار نہ کریں۔

دیکھیے یہ ستر نام منسوخ ہو گئے تھے۔ مولوی صاحب! ذرا غور کیجیے یہ منسوخ ہیں یا تحریف ہے۔ اگر ہمت ہے تو دنیا بھر کے شیعہ مجتہد مل کر اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے ایک روایت تحریف دکھا کر ایک ہزار روپیہ انعام لیں۔ میں تمہاری کتابوں سے سیکڑوں روایات دکھا سکتا ہوں کہ موجودہ قرآن محرف اور مبدل ہے۔

## مناظر شیعہ

دیکھیے حضرات! تفسیر اتقان کے صـ۸۲ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے اور قرآن جمع کیا تھا قال علی لما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیت ان لا اخذ علیّ ردائی الا لصلوٰۃ جمعۃ حتی اجمع القراٰن فجمعہ۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

کے بعد قسم کھائی کہ نماز جمعہ کے علاوہ کسی کاروبار کے لیے خاص کپڑا اوڑھ کر نہ نکلوں گا جب تک قرآن کو جمع نہ کرلوں۔ پس آپ نے قرآن کو جمع کیا۔

حضرات! اب اہل سنت کے پاس جناب علی رض کا جمع کردہ قرآن نہیں ہے۔ انہوں نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن لیا ہے اور حضرت علی رض کا جمع کردہ چھوڑ دیا ہے۔ مولوی عبدالستار صاحب کی اگر ہمت ہے تو میرے سوال کا جواب دے کہ حضرت علی رض کا جو قرآن تمہاری کتابوں سے ثابت ہے وہ کہاں ہے اور تم لوگوں نے اُس کو کیوں چھوڑ دیا تھا؟

## مناظر اہل سُنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل بے چارے کو دھوکا دہی کے سوا کوئی فن آتا ہی نہیں۔ کیا کرے اور تو کچھ اس کے پاس ہے نہیں اسی لیے دھوکے سے اپنی کامیابی چاہتا ہے۔ اس سے پوچھو کہ اس روایت کو آگے کیوں نہیں پڑھتا؟ یہ جو آگے لکھا ہوا ہے :-

قال ابن حجر ھذا الاثر ضعیف لانقطاع۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حضرت علی رض سے یہ قول نقل کرنا ضعیف ہے کیونکہ حضرت علی رض تک اس کی سند نہیں پہنچتی۔ دیکھیے ایسی فضول اور کمزور روایت سے حضرت علی رض کا اور قرآن ثابت کرتا ہے۔ معتبر روایات لیجیے کہ

تفسیر اتقان صہ۸۵ پر ہے :۔

قال علیؓ لا تقولوا فی عثمان الا خیراً فواللہ ما فعل الذی فعل

فی المصاحف الا عن ملامنا۔

ترجمہ :۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں سوائے

نیکی کے کچھ نہ کہو، کیوں کہ انہوں نے قرآن کے متعلق جو کچھ کیا ہمارے

مشورہ سے کیا۔

تو حضرت علیؓ کا قرآن یہی تھا اور انہی کے مشورہ سے جمع ہوا تھا۔

۲۔ تفسیر اتقان صہ۸۶ پر ہے :۔ قال علی لو ولیتُ لعملتُ بالمصاحف

التی عمل بھا عثمان۔

ترجمہ :۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر میری ولایت و حکومت

ہوتی تو میں بھی قرآن مجید کے متعلق یہی کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا

(کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا ہمارے مشورہ سے کیا)۔

تو حضرت علیؓ کو یہ قرآن حضرت عثمانؓ والا ہی پسند اور منظور تھا

کوئی دوسرا قرآن اُن کے پاس نہ تھا۔ اسی لیے ہمیشہ یہی قرآن پڑھا

کرتے تھے۔

## مناظر شیعہ

عبداللہ بن مسعود ایک شخص کو طَعَامُ الْاَثِیْمِ بار بار پڑھاتے

تھے مگر وہ طعام الیتیم پڑھتا تھا لفظ اثیم نہ پڑھ سکتا تھا، تو عبداللہ

ابن مسعود نے ان کو فرمایا چلو طعام الفاجر پڑھ لو۔ دیکھیے اہل سنت اپنی طرف سے کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر لیتے ہیں۔ تفسیر اتقان ص ۶۷

## مناظر اہل سُنت

مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر کوئی تحریف کی روایت ہے تو دکھاؤ ورنہ خواہ مخواہ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ میرا تو دعویٰ ہے کہ ساری دنیا کے شیعہ مجتہد اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے کوئی ایک روایت نہیں دکھا سکتے۔

یہ جو تم نے روایت پیش کی ہے کہ وہ اثیم نہیں پڑھ سکتا تھا معذور تھا، اور ایسے معذور کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دوسری قرارت بیان کر دی کہ وہ پڑھ لو۔ تو یہ اختلافِ قرارت کا بیان ہے اور ہمارے علماء نے اس روایت کو اختلافِ قرارت کی بحث میں داخل اور شمار کیا ہے۔ اور اسی اختلافِ قرارت کی وجہ سے اُس معذور کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے طعام الفاجر پڑھایا۔ یہ کوئی تحریف نہیں ہے، بلکہ دوسری قرارت کا اظہار کیا۔

## مناظر شیعہ

حضرت عمرؓ قرآن کو جمع کرنے کے وقت آیتِ رجم کو لائے تھے کہ اس کو لکھا جائے جیسا کہ تفسیر اتقان میں ہے:-

اِنَّ عُمَرَ اَتٰی بِاٰیَۃِ الرَّجْمِ فلم یکتبھا لانہ کان وحدہٗ

مولوی عبدالستار صاحب! بتائیے آپ کے حضرت عمر آیتِ رجم کو کیوں لائے تھے؟ اگر وہ آیتِ رجم کو قرآن نہ سمجھتے تو لکھوانے کے لیے نہ لاتے مگر وہ اکیلے تھے ان کا کہنا نہ مانا گیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ تمہارے نزدیک قرآن کم ہے۔

## مناظر اہل سُنّت

حضرات! اس آیتِ رجم کا باقی الحکم اور منسوخ التلاوت ہونا فریقین اہل سنت اور شیعہ کو مسلّم ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کو تو اپنی کتابوں سے بھی واقفیت نہیں۔ دیکھیے شیعہ کی کتاب تفسیر مجمع البیان جلد صفحہ ۱۸۰ پر ہے:۔

منها ما يرتفع اللفظ ويثبت الحكم كآية الرجم فقد قيل انها كانت منزلة فرفع لفظها۔

اسی طرح اہل سنت کی کتاب تفسیر اتقان صفحہ ۳۱۶ پر اس آیت الرجم کو مانسخ تلاوتہ کے تحت ذکر کیا گیا ہے اور نور الانوار میں بھی منسوخ التلاوت کی مثال میں آیتِ رجم کو ذکر کیا گیا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر ہمت ہے تو تحریف کی روایت دکھائیے۔

باقی یہ بات کہ حضرت عمرؓ لکھوانے کے لیے کیوں لائے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی فراستِ خداداد سے جانتے تھے

کہ آیندہ نسلیں رجم سے انکار کر دیں گی تو انہوں نے مناسب سمجھا کہ اگر اس آیتِ منسوخہ کو حاشیہ مصحف پر یادداشت کے طور پر لکھ دیا جائے تو اچھا ہوگا، قرآن کے اندر نہیں لکھوانا چاہتے تھے جیسا کہ مُسنَد امام احمد میں ہے فی ناحیۃ من المصحف یعنی مصحف کے کنارہ پر لکھوانا چاہتے تھے۔ اور علامہ اسفرائنی کی کتاب ناسخ منسوخ میں ہے علیٰ حاشیۃ المصحف اور تفسیر روح المعانی جلد ۱۸، سورہ نور صہ ۷۹ پر ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا لولا ان یقال ان عمر زاد فی الکتاب لکتبتھا فی حاشیۃ المصحف الشریف اور یہی الفاظ تفسیر ابنِ کثیر اور تفسیر مظہری کی جلد ششم صہ ۴۲۲ پر ہیں کہ حضرت عمرؓ قرآن کے حاشیہ پر لکھوانا چاہتے تھے نہ کہ قرآن کے اندر درج فرمانے کا خیال رکھتے تھے، تو تحریفِ قرآن سے اس روایت کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت عمرؓ اس کو قرآن سمجھتے تو تو ضرور لکھواتے کیونکہ خلافت ان کی تھی۔ شیعہ کے نزدیک تو وہ ہر چیز کر سکتے تھے۔ تو بتائیں اگر وہ ضرور لکھوانا چاہتے تو کون روک سکتا تھا؟۔

## مناظر شیعہ

اہل سنت کی تفسیر اتقان صہ ۲۱ پر ہے:۔

قال عمر لعبد الرحمٰن بن عوف الم نجد فیما انزل علینا

ان جاھدوا کما جاھدتم اول مرۃ فانا لا نجدھا، قال اسقطت فیما اُسقط من القرآن۔

دیکھیے حضرت عمرؓ سے حضرت عبدالرحمٰن۔۔ کہہ رہے ہیں کہ جو حصہ قرآن کا ساقط کیا گیا ہے اس کے ساتھ یہ آیت بھی ساقط کر دی گئی ہے۔ تو یہ تحریف کو کھلم کھلا ثابت کرتی ہے۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! یہ روایت بھی تفسیر اتقان میں آیاتِ منسوخہ کی بحث میں لائی گئی ہے۔ تحریف سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ علاوہ اس کے حضرت عمرؓ کا حضرت عبدالرحمٰنؓ سے پوچھنا بھی واضح دلیل ہے نسخ کی۔ کیونکہ شیعہ کے زعم میں تحریف کرنے والے تو یہی خلفاءِ راشدین حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ تھے۔ اور جناب ابوبکرؓ کی خلافت میں جو کچھ ہوتا تھا حضرت عمرؓ کے مشورے سے ہوتا تھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اگر اس آیت کا منسوخ نہ ہونا ثابت کر دیں تو البتہ ایک بات ہو گی لیکن ان کا تو سارا سلسلہ ہی دھوکے بازی اور فریب کاری کا ہے۔ خدا ان کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے۔

## مناظر شیعہ

آپ کی کتاب نور الانوار میں لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے

نزدیک نماز فارسی زبان میں ادا کرنا جائز ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپکے امام تحریفِ قرآن کے قائل ہیں۔

## مناظر اہل سنت

مولوی صاحب! ذرا سوچ کر بات کرو۔ یہاں موضوعِ بحث مسئلہ تحریفِ قرآن ہے نہ کہ قراءۃ فی الصلوٰۃ۔ آپ یا تو تحریف کے معنی نہیں سمجھتے یا جان بوجھ کر عوام کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ذرا حوالہ دیجیے کہ امام صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ قرآن محرف ہے۔ نور الانوار کے ص۶ پر درج ہے هُوَ اِسْمٌ لِلنَّظْمِ وَالْمَعْنٰی جَمِیْعًا۔ یعنی قرآن شریف معنی اور لفظ دونوں کا نام ہے۔ باقی رہا قراءۃ فی الصلوٰۃ کا مسئلہ تو اس کو موضوع تحریفِ قرآن سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے سُنائے دیتا ہوں توجہ سے سنیے۔ نبراس ص۲۲۸ پر ہے جو کہ ہمارے عقائد کی کتاب ہے:۔

الصحیح ان الامام رجع الی قول صاحبیہ وھو عدم الجواز فی الفارسیۃ۔

ترجمہ:۔ صحیح بات یہ ہے کہ امام صاحبؒ فارسی میں قراءۃ کرنے کے معاملے میں صاحبینؒ کی طرح ناجائز ہونے کے قائل تھے اور تمام تر احناف کا اس پر عمل ہے اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے۔

اس کے بعد سرگانہ برادری نے کہا دھطلك منھم المخلصین کا

منسوخ ہونا کہاں لکھا ہے؟ تو علامہ تونسوی صاحب نے ان کو بھی بخاری شریف کے حاشیہ سے ان الفاظ کا منسوخ ہونا دکھا دیا۔ جس کے بعد سرگانہ برادری نے اس موضوع کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا۔

---

# مناظرہ سوم

## بر موضوع خلافت بلا فصل جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## از نص قرآن و حدیث متواتر اہل سنت

---

### مناظر شیعہ

بعد از خطبہ۔ حضرات! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○

اللہ تعالیٰ اس آیت میں کامل مومنوں اور صالحین کو خلافت فی الارض کا وعدہ فرما چکے ہیں، اور ہمارے نزدیک اور خود اہل سنت کے نزدیک جناب ابوبکر اور عمر کی خلافت دین کا جزو نہیں، ان کا ماننا ایمان میں داخل نہیں۔ تو وہ اس آیت کے مصداق نہ ہوئے۔ اس وقت بحث خلافتِ علی سے ہے۔ اور خلافت مضاف ہے اور علی مضاف الیہ ہے۔ مضاف اور مضاف الیہ ایک دوسرے کے غیر ہوتے ہیں۔ لہٰذا پہلے میں مطلق خلافت کی بحث کرتا ہوں، پھر اس کے بعد خلافت بلافصل جناب علی المرتضیٰ کی ثابت کرونگا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مِنْهُمْ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ۔ ان میں سے ایک جماعت ہے جو کہ حق کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ ہم نے قرآن کا وارث اپنے بندوں میں سے اُن کو بنایا جن کو ہم نے چُن لیا۔

چوں کہ ابوبکر و عمر کو شوریٰ نے چُنا اور اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا۔

لہٰذا یہ کتاب کے وارث اور خلیفہ نہیں بن سکتے۔ آیتِ استخلاف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلافت اللہ تعالیٰ دیتا ہے شوریٰ سے نہیں ہوتی۔ لہٰذا ابوبکر و عمر جو شوریٰ سے خلیفہ چُنے گئے، خلافت ان کا حق نہیں اسی لیے تو اہلِ سنت کے نزدیک شیخین کی خلافت کا ماننا دین میں ضروری نہیں پس اگر شیعہ شیخین کی خلافت کو نہ مانیں تو وہ مومن ہوں گے۔

آیتِ استخلاف میں ثابت ہے وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا کہ ہم خلیفوں کو خوف کے بعد امن اور بے فکری کی زندگی دیں گے، تو امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں امن ہوگا اور کوئی خوف و خطر نہ ہوگا۔ اور آگے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کا مطلب یہ ہے کہ خلفاء ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی شرک و بت پرستی نہ کی ہو۔ حالانکہ جناب علی المرتضیٰؓ کے سوا سب نے بت پرستی کی ہے فلہٰذا وہ اس آیت کے مصداق نہیں بن سکتے، تو وہ صرف حضرت علی ہیں۔ اب میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اس آیتِ استخلاف کا مطلب کیا ہے اور اس کے مصداق کون ہیں؟

## مناظر اہلِ سنت

بعد از خطبہ۔ حضرات! مولوی اسمٰعیل صاحب نے

حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کی خلافتِ بلافصل کو نصِّ قرآن مجید اور احادیثِ متواترہ اہلِ سنت سے ثابت کرنا تھا۔ مگر اس نے کوئی ایک دلیل بھی اس مدعا کے ثابت کرنے کے لیے پیش نہیں کی اور نہ قیامت تک پیش کر سکتا ہے اور نہ شیعہ مجتہدین میں سے کوئی قیامت تک ثابت کر سکے گا۔

۱۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ کو حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل ثابت کرنی ہے۔ آیتِ استخلاف پڑھ کر آپ کا یہ کہنا کہ ابوبکر و عمر کی خلافت دین کا جزو نہیں۔ یہاں حضرت علیؓ کی خلافتِ بلافصل کی بحث ہے یا ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی بحث ہے؟ اگر آپ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے سے عاجز ہیں تو پھر آیئے چوتھا موضوع شروع کیجیے۔ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جناب عمر فاروقؓ کی خلافت کو ثابت کرتا ہوں۔

۲۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ کہتے ہیں کہ میں پہلے مطلق خلافت ثابت کروں گا، پھر حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل ثابت کروں گا۔ آپ کی اور ہماری بحث مطلق خلافت میں نہیں ہے بلکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل تھے۔ آپ اس خلافت بلافصل کو ثابت کیجیے۔ میں آپ کو اِدھر اُدھر نہیں بھاگنے دوں گا۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ نے جو مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ اور ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا پڑھی ہے یہ دونوں آیات حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کے ذکر سے بالکل ہی خالی ہیں۔ آپ نے ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت کی بحث کو کیوں چھیڑ دیا۔ آپ اپنے دعوے کو کسی دلیل سے ثابت نہیں کرسکتے تو پھر اِدھر اُدھر بھاگنے کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔

۴۔ چونکہ مولوی اسمٰعیل صاحب عالمانہ باتوں سے کورے اور ناواقف ہیں، اس لیے اس بے چارے کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ آیت میں لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِیۡ صیغہ مضارع منفی ہے جس کے معنی حال اور استقبال ہی ہوتے ہیں ماضی کے نہیں ہوتے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اُن کو خلافت دیں گے جو ایمان لاچکے ہیں جس میں یہ شرط نہیں کہ وہ کفر وشرک سے منزّہ رہ کر ایمان لاچکے، بلکہ مطلق ایمان ہے اور وہ اب کبھی شرک نہیں کریں گے یہاں آیت مَا اَشۡرَكُوۡا یا لَمۡ يُشۡرِكُوۡا نہیں ہے کہ زمانہ ماضی کی نفی پر دلالت کرے۔ مولوی صاحب! آپ خلافت بلافصل کا ثبوت پیش کیجیے۔ ہاں اگر آپ خلافت بلافصل کے ثبوت سے عاجز ہیں تو آئیے چوتھے موضوع پر بحث کیجیے۔ میں حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی خلافت کو ثابت

کیے دیتا ہوں۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ خلافت شوریٰ سے نہیں ہوتی۔ چونکہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو شوریٰ نے خلیفہ منتخب کیا لہذا وہ خلیفہ نہیں ہوسکتے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ تو اپنے مذہب سے بھی ناواقف ہیں۔ دیکھیے حضرت علیؓ تو فرماتے ہیں۔ نہج البلاغہ جلد سوم ص۸:۔

وَ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰهِ رِضًی۔

ترجمہ۔ خلافت کے شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار کو ہے پس اگر مہاجرین و انصار کسی شخص پر متفق ہوجائیں اور اس کو امامت کے لیے نامزد کریں تو وہ خدا کا پسندیدہ امام ہوگا۔

دیکھیے حضرت علی المرتضیٰؓ تو مہاجرین و انصار کے شوریٰ سے چنے ہوئے کو پسندیدہ خدا فرما رہے ہیں اور اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ یعنی شوریٰ مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

۶۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر کو خلافت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہی خلافت دی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ

علیہ السلام کا اُن کی والدہ کے پاس واپس لوٹانا اپنی طرف منسوب کیا۔ اگرچہ فرعون کے گھر سے اور فرعون کے آدمیوں کے سبب سے ہوا۔ لیکن وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا۔ یا جس طرح اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ     تحقیق اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہے۔

تو باوجودیکہ بظاہر کوئی ملازمت کے ذریعے کوئی تجارت کے ذریعے کوئی ہنر اور زراعت کے سبب سے رزق پا رہا ہے لیکن رزاق ہر ایک کا اللہ تعالےٰ ہے اور اس کا وعدۂ رزق پورا ہو رہا ہے۔

اسی طرح خلافت جناب ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو بذریعہ شوریٰ ملی ہے اور ظاہری سبب شوریٰ بنی ہے مگر وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا ہے۔ تو ان حضرات کو اللہ تعالیٰ ہی نے خلیفہ بنایا اور چنا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! ادھر ادھر نہ جائیے حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت بلافصل آپکے نزدیک توحید و رسالت کی طرح اصولِ دین میں سے ہے پس جس طرح توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وغیرہ آیات اور رسالت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وغیرہ آیات میں واضح اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔ اسی طرح آپ خلافت بلافصل کے لیے بھی واضح اور صریح الفاظ قرآن مجید میں یا حدیث متواترہ اہلِ سنت میں دکھائیے    رکھیے! آپ قیامت تک

نہیں دکھا سکتے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ ... الآیۃ میں مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی خلافت مراد ہے۔ شاید بے چارے کو اپنی کتابوں سے بھی لاعلمی ہے۔ دیکھیے تفسیر صافی ص۳۷۱ پر اسی آیت کے متعلق لکھا ہوا ہے :-

نزلت فی القائم من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آگے لکھتے ہیں ؛ عن اھل البیت انھا نزلت فی المھدی من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یہ آیتِ استخلاف صرف امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب ! آپ میرے سامنے کس منہ سے کہتے ہو کہ اس آیت کا مصداق حضرت علی رضؓ ہیں، اور حضرت علیؓ کی خلافت اس آیت سے ثابت ہے۔ ذرا سوچ کر بولو کس کے سامنے بول رہے ہو۔ جنگل میں نہیں تونسوی سے مناظرہ کر رہے ہو۔

۸- مولوی اسمٰعیل صاحب مجھ سے آیتِ استخلاف کا مطلب اور مصداق پوچھتے ہیں کہ اس سے کون مراد ہیں ؟ تو میں کہتا ہوں اس سے خلفاءِ راشدین کی خلافت مراد ہے۔ کیونکہ اس میں جمع کے صیغے ہیں جس کے لیے کم از کم تین خلفاء کا صحابہ کرام مخاطبینِ آیت میں سے ہونا ضروری ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب آپ مجھ سے مت پوچھیے بلکہ آپ خلافت بلافصل کی کوئی نص پیش کیجیے۔ اس آیت

میں تو متعدد خلفاء سے وعدہ الٰہی ہے۔ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کا تو نام و نشان بھی نہیں۔

## مناظر شیعہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ... الآیۃ میں تو کہتا ہوں کہ آیت کا مصداق حضرت علی اور ہمارے بارہ خلیفہ ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں تم میں سے ویسے خلفاء بناؤں گا جیسے تم سے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط تحقیق میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں اور اسی طرح داؤد علیہ السلام کو فرمایا:۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ اے داؤد! تحقیق ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور فرمایا هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ اے ہارون! تم میرے خلیفہ رہو میری قوم میں۔

تو یہ آیات صراحۃً بتلا رہی ہیں کہ اگلے لوگوں میں خلافت کے دو طریق ہی قرآن مجید میں ہیں جن کی تشبیہ اس آیت استخلاف میں دے کر

فرمایا گیا ہے کہ تم میں بھی اسی طرح خلفاء بناؤں گا، تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلفاء حضرت علی اور ہمارے بارہ امام ہیں۔ آپ کے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی کے صفحہ ۱۴۸ پر لکھتے ہیں :-

"تنصیصِ خلفاء بالصفات قوی است از اسماء خلفاء۔"

یعنی خلفاء کو صفات سے بیان کرنا ان کے نام لے کر بیان کرنے سے زیادہ قوی ہے۔

بتائیے ہم سے کیوں نام علی بمع قیدِ خلافت بلا فصل کا مطالبہ کیا جا رہا ہے؟ اہلِ سنت کے نزدیک تو خلافت اصولِ دین میں سے نہیں ہے۔ یعنی ابوبکر و عمر کی خلافت کو کوئی مانے یا نہ مانے کوئی حرج نہیں۔

## مناظر اہل سنت

مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ کے نزدیک خلافتِ حضرت علیؓ اصولِ دین میں سے ہے۔ لہٰذا توحید اور رسالت کی طرح واضح نصوص سے خلافت بلا فصل ثابت کرو۔

آیتِ آدم اور داؤد اور موسیٰ و ہارون کی پڑھتے ہو۔ کیا اس سے حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت ہو جائے گی؟ یہ انبیاء علیہم السلام تو اللہ تعالیٰ کے خلفاء تھے، آپ کی اور ہماری بحث تو

جناب، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے متعلق ہے۔ آپ کسی آیت سے یہ ثابت کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کا نام لے کر اعلان کروں گا اور اس کے بعد اپنے مذہب کے عقیدہ کے مطابق حضرت علیؓ کا نام بمع قیدِ خلافت بلا فصل ثابت کیجیے۔

اور آیتِ استخلاف کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں جو تشبیہ ہے وہ نفسِ خلافت میں ہے یعنی پہلے لوگوں میں بھی خلفاء اللہ تعالیٰ نے بنائے تھے اور ان کو تمکین فی الارض اور سلطنت عطا فرمائی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا تم میں سے بھی خلفاء بناؤں گا۔ اور اس وعدۂ خداوندی کے مطابق خلفاء راشدین کو خلیفہ بنایا۔ تو تشبیہ کے لیے اتنا قدر کافی ہے۔ تشبیہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ مشبہ کے لیے مشبہ بہ کی تمام صفات و لوازمات ثابت ہوں۔ جیسے کسی بہادر آدمی کو شیر سے تشبیہ دے کر کہا جاتا ہے ھو کالاسد وہ شیر کی مانند ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آدمی درندہ بھی ہو اور انسانیت سے نکل جائے اور اس کے لیے دُم اور گردن کے بڑے بڑے بال بھی ہوں بلکہ صرف شجاعت میں تشبیہ مراد ہوتی ہے۔ اسی طرح یہاں آیتِ استخلاف کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ میں بھی تشبیہ صرف خلافت اور حکومت دینے میں ہے۔ تمام صفات و لوازمات

ہیں نہیں۔ ورنہ مولوی اسمٰعیل صاحب! ان آیات میں جن خلفاء کا آپ ذکر کرکے تشبیہ دے رہے ہیں وہ تو انبیاء تھے۔ تو اگر پوری تشبیہ مراد ہے تو کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بھی پہلے خلفاء کی طرح نبی ہوں گے؟

باقی آپ نے ہارون علیہ السلام کے متعلق جو کہا ہے وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے بلکہ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے، اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کو چند دنوں کے لیے اپنی زندگی میں اپنا عارضی نائب بنا دیا تھا۔ اور ہارون علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے خود مستقل نبی تھے ان کو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں کتاب اور نبوت ملی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے متعلق فرماتے ہیں وَاٰتَیْنٰہُمَا الْکِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب عطا کی تھی۔ اس آیت کو حضرت علیؓ کی خلافت سے کیا تعلق ہے؟ آپ وقت ضائع نہ کیجیے۔ اگر خلافتِ حضرت علیؓ پر کوئی نص ہے تو پیش کیجیے۔

اور تفسیر عزیزی کی عبارت سے لوگوں کو دھوکا نہ دیجیے۔ چونکہ آپ حضرت علیؓ کا نام بمع قیدِ خلافتِ بلافصل دکھانے سے عاجز آچکے ہیں اس لیے ایسی عبارتوں کے سہارے ڈھونڈ رہے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اہلِ سنت کے عقیدے کے مطابق

تصریحِ صفات یا تصریحِ اسماء کے اندر فوقیت کے سلسلے میں بحث کی ہے۔ آپ کے نزدیک تو امامت و خلافتِ علیؓ بمنزلہ نبوت و رسالت ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ جب نبوت و رسالت کا ثبوت بغیر نام کے نہیں ہو سکتا تو خلافت و امامت بغیر نام کے کیسے ثابت ہو کر نبوت کی طرح ہو سکتی ہے؟ تو آپ صرف صفات کے ذریعے کس طرح امامت اور خلافت شیعہ اصول کے مطابق ثابت کرنے میں اہلِ سنت کے دامن میں پناہ لے کر اکتفا کر سکتے ہیں جب کہ آپ کی اصول کافی کے ص۱۷۶ پر ہے:۔

نَصَّ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ عَلَی الْاَئِمَّۃِ وَاحِدًا فَوَاحِدًا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر امام کا نام بطور نص کے بیان کر دیا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک امام کا نام لے کر ہر ایک کی امامت و خلافت پر نص فرمائی ہے۔ آپ تو صرف حضرت علیؓ کا نام بمع قیدِ خلافت بلافصل دکھانے سے گھبرا رہے ہیں، خدا جانے آپ پر کیا بنتی جب میں آپ کی اصولِ کافی کی اس روایت کے مطابق آپ کے تمام ائمہ کی امامت کے منصوص ہونے کا آیاتِ قرآنی سے مطالبہ کرتا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر کی خلافت کو کوئی مانے یا نہ مانے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ خلافت کا مسئلہ اہلِ سنت کے

نزدیک اصولِ دین میں سے نہیں ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب اصولِ دین میں توحید، رسالت، قیامت ہیں تو ان کے ماسوا باقی احکامِ دین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو کوئی مانے یا نہ مانے تو کوئی حرج نہیں؟ خلافت بھی باقی احکامِ دین کی طرح احکامِ دین میں سے ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک اصولِ دین میں سے نہیں ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ مدعی خلافت بلافصل ہیں، اور ہم معترض ہیں۔ آپ اپنا دعویٰ واضح دلیل سے ثابت کیجیے جو آپ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

## مناظر شیعہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الآیۃ میں نے آپ حضرات کے سامنے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں صاف فرما رہے ہیں کہ تم میں سے ویسے خلفاء بناوے گا جیسے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ اور قرآن مجید میں یہی ثابت ہے کہ دو طرح کے خلیفہ بنائے گئے۔ یا اللہ تعالیٰ نے خود بنائے یا اس کے نبی نے خود اپنا خلیفہ بنایا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو بنایا۔ تو اس امت میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ انہی دو طریقوں پر بنایا گیا، نہ کہ شوریٰ وغیرہ سے۔ وَعَدَ اللّٰهُ

بس اللہ تعالیٰ فاعل ہے نہ کہ شوریٰ ۔ اور اصحاب ثلاثہ شوریٰ سے خلیفہ ہوئے ۔ اگر اس آیت کا مصداق خلفاء راشدین کی خلافت ہے تو مولوی عبدالستار صاحب بتائیں کہ ان کی خلافت کا منکر کیسا ہے ؟

## مناظر اہل سُنت

مولوی اسمٰعیل صاحب ! آپ مدعی ہیں اور ہم معترض ہیں ہم کو تشبیہ کے لیے صرف خلافت میں تشبیہ دینا کافی ہے ۔ آپ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے اس احتمال کو جب تک نہ ہٹائیں آپ کا دعویٰ ثابت ہونا محال ہے ۔ آپ کا باربار یہ کہنا کہ خلافت کے دو ہی طریقے ہیں یا خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے یا خود رسول خلیفہ بناتا ہے ۔

(۱) یہ کس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خلیفہ کا اعلان خود میری طرف سے کیا جانا ضروری ہے یا خود میرے رسول کی طرف سے اعلان ضروری ہے ۔

(۲) جن خلفاء کے متعلق آپ نے آیات پڑھی ہیں یہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے خلفاء اور نبی ہیں حالانکہ ہمارا اور آپ کا مناظرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل کے متعلق ہے جو کہ خلیفہ رسول ہے اور نبی نہیں ہے لہذا آپ کا قیاس، قیاس مع الفارق ہے ۔

(۳) اگر بالفرض آپ کا یہ مہمل اصول مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت علیؓ کی خلافت تمام صفات ولوازمات میں ایک جیسی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن ہمارا اور رسول ہمارا اور خلیفہ بلافصل بھی ہمارا کہ اس میں پہلے خلفاء کا ذکر تو نام بنام ہو مگر ہمارے خلیفہ بلافصل کی خلافت کا کہیں نام نہ ہو۔ لہذا آپ کے نزدیک جب پہلے خلفاء کی طرح حضرت علیؓ کی خلافت ہے تو آپ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کا ذکر نام کے ساتھ ثابت کیجیے۔ جو قیامت تک آپ سے ثابت نہ ہو گا۔

(۴) خلفاء راشدین کی خلافت کا بنانے والا اور دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کہ فاعل حقیقی ہے اگرچہ ظاہری سبب شوریٰ ہو۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کو بھی خلیفہ چہارم اللہ نے بنایا مگر ظاہری سبب شوریٰ تھا۔

(۵) خلفاء ثلاثہ کی خلافت واقعی اس آیت کا مصداق ہے۔ اور ان کی خلافت کا منکر ہمارے نزدیک فاسق ہے جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ جس نے اس خلافت کے بعد ناشکری کی وہ فاسق ہیں۔

# مناظر شیعہ

حضرات! دیکھیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ہمارے لیے وہ دین مقرر کرتے ہیں جو کہ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ شوریٰ میں فرماتا ہے:۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ الآیۃ

ترجمہ:۔ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے وہی دین بھیجا جس کا حکم نوح علیہ السلام کو دیا اور تیری طرف بھی بھیجا جو کہ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا تھا کہ سب دین کو قائم رکھو۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو سارے جہان سے جو بعض بعض کی اولاد تھے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝

ترجمہ :۔ ہم نے تمہاری طرف اسی طرح رسول بھیجا جس طرح کہ ہم نے فرعون کی طرف موسٰی علیہ السلام کو بھیجا۔

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا۔

ترجمہ :۔ ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور ان کو ملکِ عظیم اور بڑی بادشاہی اور سلطنت دی۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ ہمارا دین سابقہ انبیاء کے دین کی طرح ہے اور ہمارا رسول سابقہ رسولوں کی طرح ہے اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کے بعد اُن کی آل اور ذریت کو ہی خلافت اور کتاب و حکمت اور بادشاہی دی گئی تھی۔ تو ہمارے لیے بھی دین کا وہی طریقہ اور وہی حکم ضروری ہوگا۔ تو پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت آپؐ کی آل کا حق ثابت ہوا۔ اور وہ حضرت علی ہی ہیں۔

## مناظر اہل سنت

حضرات ! قرآن مجید میں جہاں جہاں سابقہ انبیاءِ کرام اور ان کے وحی اور دین کو ہمارے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی وحی اور دین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس میں مطلق وحی کے بھیجنے اور اصولِ دین میں متفق ہونے کا ذکر ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام

تمام امور و صفات و کمالات اور تمام جزوی و فروعی مسائل و احکام میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں، یہ تشبیہ صرف اصولِ دین اور مطلق وحی میں ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ ہمارا دین ناسخ ہے اور وہ منسوخ ہیں۔ اور ان انبیاء علیہم السلام اور اِن کے ادیان کے بعد نبوت اور وحی کا آنا جاری تھا اور حضورؐ کے بعد بالکل ختم کر دیا گیا، تو ہر طرح سے پوری تشبیہ مراد لینا کس قدر جہالت ہے۔

۲۔ اگر بالفرض مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس جاہلانہ اصول کو مان لیں کہ پوری تشبیہ مراد ہے تو سابقہ امتوں اور دینوں میں جن خلفاء کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ تو انبیاء تھے، تو کیا حضرت علیؓ کو بھی یہ نبی کہہ کر پہلے خلفاء سے تشبیہ دیں گے؟ بہر حال ان تمام آیات میں حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔

۳۔ اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاهِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا۔ میں موسٰی علیہ السلام کی رسالت و نبوت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تشبیہ دے کر حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کو ثابت کرنا نرالی منطق ہے۔

یہاں تو اہلِ مکہ اور کفار کو یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ جس طرح تمہاری طرف رسول بھیجا گیا ہے اسی طرح ہم نے موسٰی علیہ السلام کو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا، لیکن فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی تو تباہ و فنا ہو گیا، لہٰذا فرعون کی طرح تم لوگ رسول پاکؐ کی نافرمانی نہ کرو ورنہ تباہ

کر دیے جاؤ گے۔ یہاں اور کوئی تشبیہ مراد نہیں ہے کیونکہ جہاں ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جائے وہاں تمام وجوہ سے تشبیہ کا ہونا ضروری نہیں جیسا کہ علم معانی میں مذکور و مسطور ہے۔

۴۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے لیے بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام کی طرح آپؐ کی آل میں سے ہونا ضروری ہے تو پھر اس آیتِ استخلاف کو کس منہ سے پڑھ رہے ہو؟ یہاں تو اللہ تعالےٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نص کر کے فرما رہے ہیں کہ میرا وعدہ خلافت اہلِ ایمان صالحین سے ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ میرا وعدۂ خلافت صرف آپ کی اولاد و آل سے ہے۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ اصول بھی غلط ہے کہ سابقہ انبیاء کرام اور موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ان کی آل و اولاد میں سے ہوئے۔ کیونکہ ہارونؑ تو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے، جس سے ثابت ہوا کہ ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی خلافت نہیں ملی۔ لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ استدلال بھی غلط رہا۔ باقی رہا مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ سابقہ انبیاء کے خلفاء ان کی اولاد سے ہوتے تو یہ بھی سراسر غلط ہے۔ دیکھیے شیعہ کی معتبر کتاب اصولِ کافی صہ ۱۸۱ پر ہے:۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال اوصیٰ موسیٰ علیہ السلام الیٰ یوشع بن نون واوصیٰ یوشع بن

نون الی ولد ھارون ولم یوص الی ولدہ ولا الی ولد موسٰی۔

ترجمہ :۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا موسٰی علیہ السلام نے اپنے بعد یوشع بن نون کو اپنا وصی اور جانشین بنایا اور یوشع بن نون نے اپنے بعد ہارون علیہ السلام کے لڑکے کو اپنا وصی و جانشین بنایا۔ اور نہ اپنے لڑکے کو وصی بنایا اور نہ موسٰی علیہ السلام کی اولاد سے کسی کو وصی بنایا۔

معلوم ہوا کہ مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ ہارون علیہ السلام کو وصی بنایا تھا یہ بھی غلط ہے۔ اور یہ دعوٰی کہ خلافت اولادِ انبیاء میں رہی یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ حضرت یوشع علیہ السلام باوجودیکہ اولادِ موسٰیؑ نہ تھے، موسٰی علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے۔ اور پھر یوشع علیہ السلام کے خلیفہ ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوئے۔ نہ خود یوشع علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے اور نہ موسٰی علیہ السلام کی اولاد سے۔

۶۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے اگر اس مہمل اصول کو مانا جائے تو پھر خود ان کے اپنے اصول سے حضرت علیؓ کی خلافتِ بلافصل بیخ و بُن سے اُکھڑ جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضٰیؓ اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہرگز نہیں ہیں۔ تو حضرت علی المرتضٰیؓ کا حقِ خلافت بالکل نہیں ہو سکتا۔

# مناظر شیعہ

حضرات! دیکھیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا:-

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ

ترجمہ:- اے علی! تو میرے لیے اس طرح ہے جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔

دیکھیے اس میں صاف ہے کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے تو حضرت علی المرتضیٰ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طرح خلیفہ ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کو جو درود شریف سکھایا گیا ہے وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرٰھِیْمَ۔

دیکھیے درود شریف میں جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد پر درود ہے اسی طرح جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی اولاد پر درود کا حکم دیا گیا ہے تو خلافت بھی اسی طرح ہے۔ مومنین کرام! آج مجھ سے درود کو سمجھ لو۔

۳۔ سورہ انعام پارہ ۷ میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ابراہیم اور ان کی آل کو چُنا۔ آیت یہ ہے:-

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔

ترجمہ :- اور یہ ہماری دلیل ہے جو کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں، درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں۔ تیرا رب حکمت والا ہے۔ جاننے والا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحق اور یعقوب، سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے۔ اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب و یوسف کو اور موسیٰ و ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس و لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے

اور ان کو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا۔

دیکھیے حضرات! اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کی اولاد اور بھائیوں کو چنا گیا تو ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی خلافت آپؐ کی اولاد اور رشتہ داروں کا حق ہو گی۔

۴۔ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کی معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنینؓ کو فرمایا کہ میں تمہارے لیے وہی مانگتا ہوں جو ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کے لیے مانگا تھا تو جس طرح ابراہیمؑ کے بعد ان کے بیٹے ان کے قائم مقام اور خلیفہ تھے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب حسن و حسین ہی آپؐ کے خلیفہ ہوں گے۔ یہی تو وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے فوت ہو گئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے زندہ رہتے تو حضرت حسن و حسین امام نہ ہوتے۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! انت منّی بمنزلۃ ہارون علیہ السلام من موسیٰ علیہ السلام میں حضرت علیؓ کی خلافت کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ نہیں بنے۔ اس روایت میں تو صرف اتنی تشبیہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں کوہ طور پر

جاتے وقت پیچھے اپنے اہل وعیال اور قوم میں حضرت ہارون کو چھوڑ گئے اور اخلفنی کے معنی بھی پیچھے رہ جانا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غزوہ تبوک میں جاتے وقت حضرت علیؓ کو اپنے اہل وعیال کی خدمت اور حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑا حتیٰ کہ مسجد نبوی میں امامت اور جماعت کے لیے بھی دوسرے صحابی عبداللہ بن ام مکتوم کو مقرر فرمایا۔ جب اس موقعہ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ کو مدینہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو وہ غمگین ہوئے کہ میں عورتوں اور بچوں میں پڑا رہوں اور فضیلتِ جہاد سے محروم رہوں۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی دل جوئی کی اور یہ الفاظ فرمائے کہ اس پیچھے رہ جانے میں تیرا مرتبہ کم نہ ہوگا، جیسا کہ حضرت ہارونؑ پیچھے رہ گئے تھے۔ اس روایت میں نہ خلافت کا کوئی ذکر ہے اور نہ خلافت بلافصل سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ حالانکہ خود شیعہ کتب سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی اور خلیفہ حضرت یوشعؑ تھے نہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام۔

۲۔ مولوی اسمٰعیل بے چارے کو جب خلافت بلافصل کے ثبوت میں کوئی آیت نہیں ملتی تو کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے؟ اور اب عاجز آکر درود پڑھنا اور سکھانا شروع کر دیا۔ یہ تو مناظرہ ہے کوئی مجلس خوانی نہیں ہے۔ درود میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل تھے اور یہ کہاں لکھا ہے کہ خلیفہ وہی ہوتا ہے جس پر درود

پڑھا جائے۔ تشبیہ جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی آل سے دی گئی ہے تو اگر آلِ ابراہیم سے پوری تشبیہ مراد ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جو خلفاء ہوئے ہیں وہ نبی تھے، مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ مولوی اسمٰعیل بے چارے سے کوئی پوچھے تو سہی کہ آپ جو یہ درود پڑھانے اور سکھانے میں لگ گئے ہیں یہ کوئی حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کے لیے آیت قرآنی ہے یا کوئی حدیث متواترہ اہلِ سنت ہے؟ خدا جانے آپ کو مناظر کس نے بنایا۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل بے چارے نے جو لمبی چوڑی آیات پڑھ کر حضرات انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کیا ہے اس سے خلافت بلافصل کی طرف سرِ مو کوئی اشارہ تک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ وہ تو اللہ تعالےٰ کے خلفاء ہیں اور ان کی خلافت سے نبوت مراد ہے۔ اور ہماری بحث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کے متعلق ہے جو قطعاً رسول اور نبی نہیں ہیں۔ لہٰذا رسالت و نبوت کی آیات کو خلافت کے لیے کیسے دلیل بنایا جا سکتا ہے۔؟

حضرات! مولوی اسمٰعیل کو کہیے کہ وقت ضائع نہ کرے۔ موضوع کے اندر رہ کر خلافت بلافصل کو نصِ قرآن و حدیثِ متواتر اہلِ سنت سے ثابت کرے۔ جب قرآن ہمارے لیے آیا اور سابقہ خلفاء کے نام لے کر ان کو بیان کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے خلیفہ بلافصل کی خلافت جو کہ نبوت و رسالت کی طرح اصولِ دین میں سے ہو اور

اس کا منکر کافر و مرتد ہو اس کا ذرہ بھر واضح الفاظ میں کسی ایک آیت میں بھی نام نہ ہو یہ انتہائی تعجب کی بات ہے۔

علاوہ ازیں ان آیات میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے آباء و اخوان کا جو تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب ہدایت یافتہ موحد تھے اور شرک سے ہمیشہ پاک و منزہ رہے۔ خلافت کی کوئی معمولی سی بات بھی ان آیات میں نہیں ہے۔ شاید مولوی اسمٰعیل بے چارے کے پاس جب کوئی دلیل نہیں تو محض سامعین اور عوام کو مغالطہ دینا چاہتا ہے کہ میں بہت لمبی چوڑی آیات پڑھ کر خلافت بلافصل کو ثابت کر رہا ہوں۔

۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضؓ کے لیے دعا فرمائی تو مولوی اسمٰعیل صاحب سے میں پوچھتا ہوں کہ اس دعا فرمانے کو حضرت علی رضؓ کی خلافت بلافصل سے کیا ربط ہے۔؟ دعا حضرت حسن و حسین رضؓ کے لیے فرمائی تو خلیفہ بلافصل حضرت علی رضؓ کیسے بن گئے؟ مولوی صاحب! ایسی بے ربط باتیں خلافت بلافصل کس طرح ثابت کر سکتی ہیں؟ یہ تو حضرت حسن و حسین رضؓ کے فضائل و مناقب کی باتیں ہیں جن کو حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کی خلافت بلافصل سے کوئی بھی تعلق نہیں۔

باقی مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس عالی شان ارشاد در انمول لعل پر بھی غور کیجیے کہ اس لیے تو حضرت کے صاحبزادے فوت

ہو گئے کہ اگر وہ فوت نہ ہوتے تو حضرت حسنؓ و حسینؓ امام نہ ہوتے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کی وفات سے امامت حضرت حسنؓ و حسینؓ کو ملی۔ مگر اس سے حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کیسے ثابت ہو گئی۔ شاید یہ کوئی مجتہدانہ باریکی ہے جو کسی کی سمجھ میں آنے کے قابل نہیں۔

## مناظر شیعہ

حضرات! دیکھنا یہ ہے کہ جناب علیؓ کو خلافت قرآن سے ملتی ہے یا نہیں؟ اگر علی اہل بیت میں داخل ہے تو خلافت علی کا حق ہے۔ اور اگر اہل بیت میں سے نہیں تو خلافت جناب علی کا حق نہیں۔ میں نے اٹھائیس انبیاء کرام کا نام قرآن مجید سے ثابت کیا کہ ان کی ذریت اور آل میں نبوت کو رکھا گیا ہے تو خلافت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت اور آل میں باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح جاری ہو گی۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنا امام چُنا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی ذریت کے لیے امامت کی دعا مانگی تو صرف حضرت علی ہی آل سے ہیں۔ لہذا خلافت ان کا حق ہے۔ کیونکہ جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کو ایک چادر میں اپنے ساتھ لپیٹ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ

اَهْلُ بَيْتِيْ فَطَهِّرْهُمْ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو پاک فرما۔ اور بوقت حکم مباہلہ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی چار حضرات کو اپنے ساتھ ملاکر مباہلہ کے لیے تشریف لائے۔ تو یہی چار حضرات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انفس و ابناء و نساء بن سکتے ہیں آپؐ نے اور کسی کو شامل نہیں فرمایا تو بس خلافت بھی انہی کا حق تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کا اور پھر حسن کا اور پھر حسین کا۔ یہی ہمارا مقصود و مدعا ہے۔

## مناظر اہل سنت

۱۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! یہ آپ کی مجتہدانہ من گھڑت باتیں ہیں یا قرآن مجید کا کوئی اصول ہے؟ یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل ہیں۔ اٹھائیس انبیاء علیہم السلام کا جن آیات میں ذکر ہے ان آیات میں حضرت علیؓ کی خلافت کا نام کہاں ہے؟ آپ مجھ سے یہ سیکھ لیجیے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوتے ہیں اور حضرت علیؓ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں تو ان دونوں خلافتوں کا آپس میں بہت فرق ہے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا غلط ہے اور یہ تو آپ کو بھی مسلّم ہے کہ حضرت علیؓ نبی نہیں تھے۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کے لیے جس

امامت کی دعا مانگی وہ امامتِ نبوت ہے۔ آپ کا اور ہمارا مناظرہ نبوت کے متعلق نہیں خلافت کے متعلق ہے۔ اور اگر بالفرض آپ اس سے خلافت ہی مراد لیں تو پھر کیا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو خلافت ملنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے خلافت نکل جائیگی۔ جب کہ آپ کی معتبر کتاب نہج البلاغہ ص۸۵ کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں دادا جناب صدیقؓ کا دادا تھا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھواں دادا جناب عمر فاروقؓ کا دادا تھا۔ اور حضرت رسول اللہ کا چوتھا دادا جناب عثمانؓ کا دادا تھا۔

۳۔ آیتِ تطہیر کا سیاق و سباق حضرت نبی علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات کے خطاب سے گھرا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا بھی ازواجِ مطہرات کے لیے نازل ہوئی ہے۔ دیکھیے قَرۡنَ۔ بُیُوۡتِکُنَّ۔ تَبَرَّجۡنَ۔ اَقِمۡنَ۔ اٰتِیۡنَ۔ اَطِعۡنَ۔ وَاذۡکُرۡنَ۔ بُیُوۡتِکُنَّ یہ سب آگے پیچھے والے جمع مؤنث کے صیغے اور ضمیریں ہیں۔ اور درمیان میں ذکرِ تطہیر ہے جن میں تمام تر مخاطب ازواجِ مطہرات ہیں۔ تو تطہیر کو ازواجِ مطہرات سے کاٹ کر دوسری طرف لے جانا ظلم اور تحریفِ قرآن ہے۔ باقی عَنۡکُمۡ اور یُطَہِّرَکُمۡ میں ضمیر کُمۡ کا لانا ایسا ہے جیسا کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لیے قرآن مجید میں اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ میں ہے۔ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو فرمایا:۔
اِذْ قَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْا . . . سَاٰتِیْکُمْ . . . لَعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ۔

البتہ ہمارا بھی یہ ایمان ہے کہ جب یہ آیتِ تطہیر نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسن وحسینؓ اور بعض روایات میں حضرت علیؓ کا نام بھی ہے، ان حضرات کو اپنی چادر میں لے کر فرمایا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَطَھِّرْھُمْ اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ پس ان کو پاک کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے یہ حضرات بھی تطہیر میں داخل ہیں۔ اگر آیتِ تطہیر ان کے لیے نازل ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لیے دعا مانگنے کی حاجت نہ ہوتی۔ جب حضرت ام سلمہؓ نے چادر میں داخل ہونے کی درخواست کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ۔ خیر اسمِ تفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تو بہت اچھے حال پر ہے۔ یعنی تمہارے حق میں تو یہ آیتِ تطہیر نازل ہوئی ہے اب میں اُن کو بھی شامل کرتا ہوں جو پہلے شامل نہ تھے۔ کیونکہ اگر شامل ہوتے تو دعا کی ضرورت ہی نہ تھی۔ بہرحال حضرت علیؓ کا تطہیر میں یا اہلِ بیت میں شامل ہونا

حضرت علی رضؓ کے فضائل کو تو ثابت کر دیتا ہے جس میں ہم کو کوئی اختلاف نہیں، اور نہ حضرت علی رضؓ کی خلافت میں اختلاف ہے۔ اختلاف تو صرف خلافت بلافصل میں ہے جس کی آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

باقی رہا مباہلہ! تو یاد رکھیے مباہلہ واقع نہیں ہوا۔ اگر مباہلہ واقع ہوتا تب حقیقت کھلتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو شامل کرتے ہیں اور کس کو شامل نہیں کرتے۔ خود مقابل فریق (نصرانیوں) کا باہم مشورہ یہی ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ ہرگز نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کوئی نصرانی اپنے بیوی بچے اور عزیز و اقارب ساتھ نہیں لایا۔ صرف چند آدمی صلح اور معاہدہ و جزیہ کی بات چیت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرانیوں کی آمد کی خبر ملی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صداقت کا اظہار کرنے کے لیے فوری طور پر چند عزیز حضرت فاطمہ رضؓ اور حضرت حسن و حسین رضؓ اور حضرت علی رضؓ کو ساتھ لے کر تشریف لائے تاکہ نصرانیوں کے سامنے واضح ہو جائے کہ ہماری طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ سے منحرف نہیں ہوئے۔ اور تفسیر روح المعانی میں ہے:۔

جَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ بِوَلَدِہٖ وَعُمَرُ بِوَلَدِہٖ وَعُثْمَانُ بِوَلَدِہٖ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اپنے بال بچوں کو اور عمر فاروق رضؓ اپنے بال بچوں کو

اور عثمان غنیؓ اپنے بال بچوں کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لیے آ گئے۔ اہل سنت اور شیعہ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ مسجد نبوی مہاجرین و انصار سے بھر گئی۔

ان امور سے قطع نظر کر کے دعوتِ مباہلہ میں حضرت علی کی شرکت سے آپ کی فضیلت اور منقبت تو ثابت ہو سکتی ہے جس سے اہلِ سنت کو کوئی انکار نہیں۔ کیونکہ حضرت علیؓ ہمارے پیر، مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اختلاف صرف خلافت بلافصل میں ہے جس کی کوئی دلیل اب تک پیش نہیں کی گئی۔ آپ خلافت بلافصل کی کوئی دلیل پیش کیجیے ورنہ اپنی شکست کا اعلان کیجیے۔

## مناظر شیعہ

مولوی عبد الستار بار بار مطالبہ کر رہا ہے کہ حضرت علیؓ کا نام قرآن مجید سے ثابت کیجیے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا اور ہم نے ان انبیاء علیہم السلام کے لیے حضرت علی کو زبانِ صدق بنا دیا۔ ہمارے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کی لسانِ صدق ہیں۔

سورۂ شعراء میں ابراہیم علیہ السلام کی دعاء منقول ہے کہ آپ نے دعا مانگی وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ، کہ اے میرے مولیٰ! میرے لیے پچھلے لوگوں میں لسانِ صدق رکھیے۔ جب پہلی آیت سے

ثابت ہوا کہ لسانِ صدق حضرت علی ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا میں حضرت علی مراد ہیں۔ اہل سنت کی کتاب تفسیر بیضاوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! میری اولاد میں صادق پیدا کر جو میری آل سے ہو دین کو زندہ کرے۔

دیکھیے حضرات! ان آیات سے حضرت علی کا نام ثابت ہوگیا ہے۔

۳۔ شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ حضرت علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہے۔ دیکھیے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار حضرت علی علیہ السلام ہے تو خلیفہ بلا فصل بھی وہی ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ تمہارا ولی اور متولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ ایمان دار ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ اس حال میں دیتے ہیں جب کہ نماز میں رکوع کر رہے ہوتے ہیں۔ اس آیت میں ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا والی اور متولی وہ ہوگا جو رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت علی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سائل آیا تو آپ نے اپنی انگشتری حالتِ رکوع میں اس کو دے دی۔ جیسا کہ اہل سنت کی تفسیر مدارک میں منقول و موجود ہے

# مناظر اہلسنت

حضرات! ذرا انصاف تو فرمایئے آیت وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہے؟ بیچارے مولوی اسمٰعیل کو تو خود ان کے اپنے مذہب کے ہی تمام علماء و مجتہدین جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ دیکھیے ترجمہ مقبول ص۶۱۴ پر اس آیت کے معنی یوں لکھتے ہیں:۔ "اور ہم نے ان سب کے لیے ذکر خیر بلند مرتبہ کا مقرر کیا"۔ اور دوسرا ترجمہ شیعہ فرمان علی صاحب کا دیکھیے ص۴۹۱ پر ہے:۔ "اور ہم نے ان کے لیے اعلیٰ درجہ کا ذکر خیر دنیا میں بھی قرار دیا"۔ تو غور کیجیے اگر اس آیت میں لفظ علیا سے حضرت علی رض مراد ہوتے تو شیعہ مفسر علیا کے لفظ کا ترجمہ اور معنی اعلیٰ درجہ کا ذکر خیر وغیرہ نہ کرتے بلکہ حضرت علی رض کا نام لکھتے۔ کیونکہ اسمِ عَلَم کے ترجمہ میں وہی نام لکھا جاتا ہے اس کا ترجمہ نہیں لکھا جاتا۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ کے ترجمہ میں محمد کے معنی نہیں لکھے جاتے بلکہ محمد کا توں نام لکھا جاتا ہے کہ محمد خدا کے رسول ہیں۔

۲۔ بفرضِ محال اگر یہاں علیا سے مراد حضرت علی رض ہی ہوں تو اس آیت کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہوگا۔ اس سے بس زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ حضرت علی رض لسانِ صدق ہیں جس سے ان کی فضیلت ثابت ہوگی اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب بے چارے کو خلافت بلافصل کی کوئی نص تو مل نہیں سکتی، اس لیے کبھی آپ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا پڑھ دیتے ہیں اور کبھی وَاِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ پڑھ کر اپنے دل کو بہلا لیتے ہیں۔ ورنہ ان آیات کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہے؟ خود ان کے شیعہ مفسر مقبول احمد اپنے ترجمہ کے ص۹۷۶ پر اس آیت کے معنی یوں لکھتے ہیں:-

"اور بے شک وہ قرآن مجید ہمارے پاس ام الکتاب میں عالی شان اور حکمت والا ہے" اور دوسرا شیعہ فرمان علی اپنے ترجمہ ص۸۰ پر لکھتا ہے: "اور بے شک یہ قرآن اصلی کتاب لوحِ محفوظ میں بھی جو ہمارے پاس ہے لکھی ہوئی ہے اور یقیناً بڑے رتبہ کی اور پُر حکمت ہے۔" حضرات شیعہ مفسرین کے ترجمہ کے مطابق ان آیات کو حضرت علی کی خلافت بلافصل یا ان کی ذات سے کیا تعلق ہے؟ مولوی اسمٰعیل کو کہو کہ وقت ضائع نہ کرے۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو یہ آیت پڑھی ہے وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے اللہ! رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں۔" یعنی ایسے اعمالِ مرضیہ اور آثارِ حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکرِ خیر کریں اور میرے راستے کی طرف چلنے پر راغب ہوں۔ اور بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آخر زمانے میں میرے گھرانے سے

نبی ہو۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں قبولِ عام عطا فرمایا، اور ان کی نسل سے خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ملتِ ابراہیمی کی تجدید کی اور فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ آج بھی ابراہیم علیہ السلام کا ذکرِ خیر اہلِ ملل کی زبان پر جاری ہے اور امتِ محمدیہ تو ہر نماز میں کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اور کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ پڑھتی ہے۔

اور خود شیعہ مفسر مولوی فرمان علی صاحب نے اپنے ترجمہ کے ص۵۹ پر اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: "اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ خیر قائم کر۔"

غور کیجیے اس آیت کو تو حضرت علیؓ کی ذات سے بھی کوئی تعلق نہیں، چہ جائیکہ اس سے خلافت بلافصل ثابت ہو۔

۴۔ شفاء قاضی عیاض کے حوالے سے جو حضرت علیؓ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہونا بیان کیا ہے کیا اس سے خلافت بلافصل ثابت ہو جاتی ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امداد و تائید فرمائی اپنی مدد سے اور ایمان داروں سے۔ نیز مہاجرین کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (سورہ حشر) "مہاجرین اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔" تو کیا تمام فقراء

مہاجرین کے لیے خلافت بلافصل ثابت ہو جائے گی؟ مولوی اسمٰعیل صاحب! کوئی خلافت بلافصل کی دلیل پیش کیجیے۔

۵۔ حضرات! آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ الخ کے معنی یہ ہیں "تمہارا رفیق تو وہی اللہ ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں" غور کیجیے، اس آیت کے اندر نہ تو حضرت علیؓ کا نام مذکور ہے اور نہ خلافت کا کوئی ذکر موجود ہے تو اس آیت سے حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کیسے ثابت ہو گئی؟ اگر مولوی اسمٰعیل صاحب کہیں کہ وَلِیّ کے معنی یہاں خلیفہ بلافصل ہے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کا وَلِیّ ہونا بھی خلیفہ بلافصل کے معنی میں ہوگا اور آیت میں اَلَّذِیْنَ۔ اٰمَنُوْا۔ یُقِیْمُوْنَ۔ یُؤْتُوْنَ۔ ھُمْ رٰکِعُوْنَ تمام جمع مذکر کے الفاظ ہیں، جن سے ایک شخص کیسے مراد ہو سکتا ہے؟ تو اس نصِ قرآنی سے تو قطعاً خلافت بلافصل ثابت نہیں ہو سکتی۔

۶۔ باقی رہا حالتِ رکوع میں سائل کو انگشتری دینے کا قصہ۔ تو میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ اہلِ سنت کے نزدیک روایتِ متواترہ ہے؟ اس روایت کا متواتر ہونا تو بجائے خود رہا خبرِ واحد صحیح کا درجہ بھی نہیں رکھتی بلکہ پرلے درجے کی ضعیف اور موضوع کہی گئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر مدارک میں قیل کے

لفظ سے نقل کی گئی ہے جو کہ اس روایت کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

۷۔ سائل کو انگشتری دینے والی روایت صرف ثعلبی سے ہے جس کو حاطب اللیل کا لقب دیتے ہیں۔ جو رطب و یابس ہیں یعنی صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کرتا۔ اور سلسلۂ تفسیر میں اس کی روایات کلبی سے ہوتی ہیں۔ اور کلبی کے متعلق قاضی شمس الدین خلقان نے لکھا ہے کہ کلبی عبداللہ بن سبا یہودی کے ساتھیوں میں سے تھا جو کہتے تھا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضؓ فوت نہیں ہوئے اور وہ دنیا میں پھر آئیں گے۔ نیز اس روایت کا اصل راوی جو ثعلبی ہے، اس ثعلبی کی بعض روایات کا سلسلہ محمد بن مروان اسدی الصغیر پر ختم ہوتا ہے جس کو سلسلۂ کذب اور وضع کی ایک کڑی بتایا جاتا ہے اور جو کٹر رافضی تھا۔ تو ایسی موضوع، ضعیف و بے بنیاد روایت سے شیعوں کے عقائد کا اصولی مسئلہ کیسے ثابت ہوگا۔ حالانکہ عقائد اور اصول کے ثبوت کے لیے خبرِ واحد جو کہ ضعیف بھی نہ ہو کافی نہیں ہوسکتی بلکہ متواتر روایات کے بغیر عقائد و اصول ثابت نہیں ہوسکتے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! حسبِ شرائطِ مناظرہ حضرت علی رضؓ کی خلافت بلافصل نصِ قرآن یا حدیثِ متواتر اہل سنت سے ثابت کیجیے۔ اگر جناب علی المرتضٰی رضؓ خلیفہ بلافصل ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر بیعت ہرگز نہ کرتے۔

احتجاج طبرسی صلٰ پر ہے ثم تناول ید ابی بکر فبایعہ پھر حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔ یہ بیعت پیری مریدی والی نہ تھی بلکہ خلافت منظور کرنے کی بیعت تھی۔

۸۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ اس آیت سے پہلے اور اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جو حکم دے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تم کس سے دوستی اور محبت رکھو، اور کس سے دوستی و محبت نہ رکھو۔ جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ اور اُن لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو اہل کتاب ہیں سے تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں۔ بلکہ تمہارا دوست و رفیق صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور مہاجرین و انصار ایمان دار ہیں جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع اور عاجزی کرتے رہتے ہیں۔ اور نماز کی فضیلت اور تعریف یہ ہے کہ وہ ہر اُس فعل سے پاک ہو جو نماز سے تعلق نہیں رکھتا خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر۔ فرق اتنا ہے کہ کثیر مفسدِ نماز ہے اور قلیل مفسد نہیں۔ اب حضرت علیؓ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ انہوں نے حالتِ نماز میں زکوٰۃ دی عقلاً و درایۃً صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس لیے کہ یہاں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ ہے۔ اور قرآن مجید میں نماز کے ساتھ جہاں جہاں زکوٰۃ کا ذکر ہے وہاں فرض زکوٰۃ مراد ہے

اور شیعہ سُنی کا اس بات پر اتحاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت علیؓ کبھی مالکِ نصاب نہیں بنے کہ ان پر زکوٰۃ فرض ہوئی ہو۔ ثانیاً نماز کی حالت میں سائل کا سوال کرنا اور جناب علیؓ کا حالتِ نماز میں رکوع کے اندر انگشتری اتار کر دینا حضرت علیؓ کے نماز میں خشوع کرنے کے خلاف ہے۔ کیونکہ انگشتری اتارنے اور دینے میں عملِ کثیر پایا جاتا ہے جو کہ مفسدِ نماز ہے۔

۹۔ اس آیت میں اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ کے بعد جو آیت ہے اس میں فرمایا گیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ کہ یہی اللہ تعالیٰ کی جماعت غالب ہو گی۔ تو شیعہ حضرات اپنے عقائد کے مطابق اس آیت سے حضرت علیؓ کو کیسے مراد لے سکتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک حضرت علیؓ تمام عمر مغلوب رہے حتیٰ کہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر ان سے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر بیعت کرائی گئی اور وہ حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے جا کر نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے اور تعریفیں بھی کیا کرتے تھے۔

## مناظر شیعہ

حضرات! آیت وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا میں اگر عَلِيًّا سے حضرت علیؓ کی ذات مراد ہو تو کون سی نحوی غلطی ہو گی؟

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر تفسیر بیضاوی جلد دوم کے صلا ۱۱ پر آیت

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ کے متعلق لکھا ہوا ہے صادقا من ذریتی یجدد اصل دینی یعنی میری اولاد سے ایک صادق مقرر کیجیے جو میرے اصل دین کی تجدید کرے۔ تو ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب امیر المومنین کے لیے ہی دعا مانگی تھی جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے لسانِ صدق ہیں۔

۳۔ یہ دیکھو ہمارے مذہب کی تفسیر صافی کے ص۳۲ پر ہے کہ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔

۴۔ تفسیر قمی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ لسانِ صدق سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔

۵۔ باقی مولوی عبدالستار نے جو حضرت علی کی گردن میں رسی ڈالنے کا طعنہ دیا تو یہ ان کی بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے کہ کفار نے حضور کے گلے کو گھونٹا تھا۔ اگر علی کے گلے کو بھی رسی سے گھونٹا گیا تو کیا حرج ہے؟

## مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل صاحب بیچارے تو حضرت علیؓ کے نام کو قرآن سے ثابت کرنے کے چکر میں پھنس گئے ہیں۔ مولوی صاحب! بحث تو حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل پر ہے۔ کوئی ایسی

آیت پیش کرو کہ جس میں توحید و رسالت کی طرح صاف صاف لفظوں میں حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کا اعلان ہو۔ یہ کھینچا تانی کرنا دیانت سے دور ہے۔ آپ کے تو ابھی سے ہوش اڑ گئے ہیں۔

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

۱۔ مولوی اسمٰعیل صاحب بار بار کہتے ہیں کہ اگر لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا میں حضرت علی کی ذات مراد لی جائے تو کون سی نحوی غلطی ہو گی؟ تو میں مولوی اسمٰعیل بیچارے سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی مرزائی، مولوی اسمٰعیل صاحب کو کہے کہ آیت مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ میں اُن کا مرزا مراد ہو تو کون سی نحوی غلطی ہو جائے گی؟ تو پس کیا نحوی غلطی نہ ہونے سے قرآن کا معنٰے و مقصد بھی ٹھیک رہ جائے گا؟ اسی طرح اگر کوئی خارجی مولوی اسمٰعیل کو کہے کہ آیت وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ میں یزید بن معاویہ مراد ہے تو کون سی نحوی غلطی ہو گی؟ یا مولوی اسمٰعیل صاحب سے میں پوچھتا ہوں کہ اگر آیت إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ میں منافقین سے مراد رافضی شیعہ ہوں تو اس میں کون سی نحوی غلطی ہو گی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے قانون کے مطابق جب منافقین سے رافضی شیعہ مراد لینے میں کوئی نحوی غلطی نہیں ہوتی تو رافضیوں تبرائیوں کا جہنمی ہونا نص قرآن سے ثابت ہو گیا۔ لہٰذا ان کو اس قانون کی ایجاد مبارک ہو۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل و اصول کی

بات ہے کہ جس آیت میں کوئی نحوی غلطی لازم نہ آئے اس سے جو بھی معنیٰ و مقصد مراد لے لیا جائے وہ صحیح اور مطابقِ قرآن ہوگا۔

۲۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو بیضاوی شریف کا حوالہ نقل کیا ہے اس میں حسب عادت اپنی دیانت کا دیوالہ نکال دیا اور پوری خیانت کر کے عبارت کو ادھورا چھوڑ دیا، کیونکہ بیضاوی شریف جلد دوم کے ص۱۱۱ پر ہے:۔

صادقا من ذریتی یجدد اصل دینی ویدعوا الناس الیٰ ماکنت ادعوھم الیہ وھو محمد صلوات اللہ علیہ۔

ترجمہ:۔ میری اولاد سے ایک صادق آئے جو میرے اصل دین کی تجدید کرے اور لوگوں کو اس دینِ حق کی طرف دعوت دے جس کی میں دعوت دیتا ہوں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دیکھیے حضرات، مولوی اسمٰعیل نے خیانت کر کے وھو محمد صلوات اللہ علیہ کے الفاظ چھوڑ دیے تاکہ صادقا من ذریتی کا مصداق بجائے محمد صلوات اللہ علیہ کے حضرت علیؓ کو دکھائے۔

۳-۴۔ تفسیر صافی اور تفسیر قمی کے جو حوالے پیش کیے ہیں کہ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا سے مراد حضرت علیؓ ہیں تو یہ شرائطِ مناظرہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو نصِ قرآن ہے اور نہ اہل سنت کی متواتر حدیث ہے بلکہ یہ شیعوں کی ایک من گھڑت بات ہے اور

یہ دونوں کتابیں بھی خود شیعوں کی ہیں۔ اور انہوں نے بھی آیت کے الفاظ کے ترجمہ کے اندر علیاً کے لفظ کے معنی حضرت علی رضؓ کا نام نہیں کیا، جیسا کہ ہم شیعہ مذہب کے اردو تراجم سے بھی یہ بات واضح کر چکے ہیں۔

۵۔ میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار کے تابع ہو گئے، اور ان کی کسی بات کو مان لیا اور کسی قسم کی دینی کمزوری کا اظہار کیا؟ جیسا کہ شیعوں نے حضرت علیؑ کے متعلق گھڑا ہے کہ ان کی گردن میں رسی ڈالی گئی اور ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی بیعت لی گئی اور ہاتھ پر ہاتھ رکھوایا گیا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کفار پر غالب کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپؐ کے ہاتھوں ان کو ہلاک کرا دیا گیا۔ تو کیا شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کو اصحاب ثلاثہ پر غلبہ ہوا؟

## مناظر شیعہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور نے دعا مانگی رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۔

ترجمہ ۔ اے میرے رب عطا کر دے مجھے ایک سلطان جو نصیر و مددگار ہو

اب میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں کہ سلطانِ نصیر کون ہے؟

۲۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸) میں تم مسلمانوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک قرآن مجید اور دوسری اہلِ بیت۔ دیکھیے اہل بیت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟

۳۔ تفسیر خازن میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا اَخِیْ وَ وَصِیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْكُمْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَ اَطِیْعُوْهُ۔

تحقیق یہ (حضرت علی) میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم لوگوں میں، پس اس کا حکم سنو اور مانو۔

۴۔ نیز معالم التنزیل میں بھی بعینہٖ یہی الفاظ مذکورہ بالا ہیں۔ دیکھیے حضرات! کیسی واضح روایت سے حضرت علی کا خلیفہ ہونا ثابت ہو گیا۔

## مناظر اہل سنت

مولوی اسمٰعیل صاحب! "سلطاناً نصیراً" کا مطلب مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ اپنے مذہب کے ترجمہ مقبول احمد ص۵۶۸ سے

پوچھ لیجیے جو کہ لکھتے ہیں: "اور میرے لیے اپنی طرف سے مدد کرنے والا غلبہ مقرر فرما دیجیے۔" اور اپنے فرمان علی صاحب شیعہ کے ترجمہ ص۴۶۲ سے پوچھیے جو کہ لکھتے ہیں: "اور مجھے خاص اپنی بارگاہ سے ایک حکومت عطا فرما جس سے ہر قسم کی مدد پہنچے۔" تو اس آیت میں نہ تو حضرت علیؓ کا نام موجود ہے اور نہ کوئی خلافت بلا فصل کا ذکر ہے۔

اس آیت میں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایک دعا سکھلائی گئی کہ کفارِ مکہ پر فتح و نصرت کے لیے یہ دعا پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے نصرت اور حکومت طلب کرو۔

۲۔ حضراتِ اہلِ بیتِ کرام کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ ہم اہلِ سنت ہیں شیعہ تو نہیں کہ بارہ اماموں کے علاوہ خاندانِ نبوت اہلِ بیت اور ازواجِ مطہرات، بناتِ طیبات پر کافر اور کذاب ہونے کے فتوے دیں اور امام حسینؓ کے بیٹے اور حضرت علیؓ و سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے پوتے حضرت زید کو "واصل بجہنم" کہیں۔ اور امام علی نقی کے بیٹے اور امام حسن عسکری کے بھائی حضرت جعفر کو کذاب (نہایت ہی جھوٹا) کا فتویٰ دیں۔ ہمارے نزدیک تو اہلِ بیت کے چھوٹے بڑے، بارہ حضرات اور ان کی اولاد و عزیز و اقارب تمام کے تمام رہنما اور مقتدا اور قابلِ تعظیم و محبت ہیں۔ باقی ثقلین سے مراد کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ویسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت میں اہلِ بیت کی تعظیم و محبت

اور انصار کا احترام اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم فرمایا گیا ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ مولوی صاحب! اس روایت کو حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل سے سرِمو بھی تعلق نہیں ہے۔

۳، ۴۔ تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل کی روایت ایک ہی ہے۔ خازن میں اس کی سند مختصر ہے روی محمد بن اسحٰق عن علیؓ معالم التنزیل میں اس روایت کی پوری سند موجود ہے روی محمد بن اسحٰق عن عبد الغفار بن القاسم عن المنہال بن عمرو عن عبد اللہ بن الحارث بن عبد المطلب عن عبد اللہ بن عباس عن علی بن ابی طالب یہ اس روایت کی اصل اور پوری سند ہے۔ یہ روایت اہل سنت کے نزدیک قطعاً ناقابلِ اعتبار ہے۔ کیونکہ اس روایت کا راوی عبد الغفار ہے جو رافضی شیعہ ہے ائمہ حدیث نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ روایتیں اپنی طرف سے وضع کیا کرتا تھا۔ دیکھیے:-

۱۔ قانون الموضوعات صـ۲۷ پر علامہ الطاہر الفتنی الہندی نے لکھا ہے:- عبد الغفار بن القاسم متروك شيعي يضع۔ عبد الغفار ابن القاسم اس قسم کا راوی ہے جس کی روایت چھوڑ دی جاتی ہے کیونکہ وہ شیعہ تھا اور روایتیں اپنی طرف سے وضع کرتا تھا۔

۲۔ کشف الاحوال فی نقد الرجال صـ۷ پر علامہ مولانا عبد الوہاب

مدراسی لکھتے ہیں عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم الانصاری الکوفی متروک یضع شیعی عبد الغفار متروک راوی ہے جو روایتیں وضع کرتا اور بناتا اور شیعی تھا۔

۳۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ابن کثیر میں آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کے تحت جلد سوم صفحہ ۳۵۰، صفحہ ۳۵۱ پر اس روایت اخی ووصی وخلیفتی کے متعلق لکھا ہے کہ اس روایت کا راوی صرف عبد الغفار بن القاسم ہے تفرد بھذا السیاق عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم وھو متروک کذاب شیعی اتھمہ علی بن المدینی وغیرہ بوضع الحدیث وضعفہ الائمۃ جو کہ متروک ہے۔ انتہائی کذاب اور جھوٹا ہے۔ شیعہ ہے۔ علی بن مدینی وغیرہ نے اس کو وضعِ حدیث سے متہم کیا ہے۔ اور ائمہ حدیث نے اس کو ضعیف لکھا ہے۔

۴۔ ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب الموضوعات الکبیر مجتبائی صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ یہ روایت ان ھذا اخی ووصی والخلیفۃ من بعدی موضوعات میں سے ہے۔

۵۔ لسان المیزان صفحہ ۴۲ جزو ۴ حرف العین میں عبد الغفار بن القاسم کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

ھو رافضی لیس بثقۃ ویقال من رؤس الشیعۃ کہ یہ عبد الغفار رافضی تھا۔ کوئی معتبر اور سچا راوی نہ تھا۔ اور اس کے متعلق

بیان کیا گیا ہے کہ بڑے شیعوں میں سے تھا۔

حضرات! غور کیجیے کہ بے چارہ مولوی اسمٰعیل کس قدر موضوع روایات پیش کرتا ہے۔ یہ اس کے شکست کھانے کی دلیل ہے۔ حالانکہ شرائطِ مناظرہ میں خلافت بلافصل کی دلیل نص قرآن اور اہل سنت کی متواتر حدیث مقرر کی گئی ہے۔ اس روایت کا متواتر ہونا تو بجائے خود رہا یہ تو خبر واحد صحیح بھی نہیں بلکہ موضوع اور شیعوں کی من گھڑت ہے۔

علاوہ ازیں اگر بفرض محال اس روایت کے موضوع ہونے سے قطعِ نظر کر لی جائے تو اس میں خلافت بلافصل کا ذکر کہاں ہے؟ اس قسم کے الفاظ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کے متعلق شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر صافی کے صـ۵۲۳ پر موجود ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت حفصہ رضؓ کو فرمایا:۔

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَلِي الْخِلَافَةَ مِنْ بَعْدِي ثُمَّ بَعْدَهُ أَبُوكِ فَقَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ۔

ترجمہ:۔ ضرور بالضرور میرے بعد خلافت کا والی ابوبکر ہوگا۔ اس کے بعد تیرا باپ (حضرت عمرؓ) خلیفہ ہوگا۔ حضرت حفصہؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کو اس بات کی خبر کس نے دی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔

تو اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوگا۔ اور خازن والی اس کمزور روایت سے معلوم ہوتا ہے

کہ خلیفہ میرے بعد علی ہے۔ اب دونوں روایتوں کی تطبیق اس طرح ہے کہ یہ دونوں حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہوں۔ اگر حضرت علیؓ سے پہلے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر حضرت علیؓ خلیفہ ہوں تو بھی آپؐ کا یہ ارشاد سچا ہے کہ علی میرے بعد خلیفہ ہے۔ کیونکہ خازن کی روایت اور معالم التنزیل کی روایت میں میرے بعد خلیفہ بلا فصل کا کوئی لفظ نہیں ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! حضرت علیؓ کے فضائل اور خلافت کے حق ہونے میں مناظرہ نہیں۔ حضرت علیؓ کی خلافت ہمارا ایمان ہے اور آپ کے فضائل ہمارا دین ہے۔ آپ کا اور ہمارا اختلاف خلافت بلا فصل میں ہے۔ لہذا آپ حسب شرائط نص قرآن اور حدیث متواتر اہل سنت سے کوئی ایک دلیل پیش کیجیے۔ لیکن دنیا بھر کے شیعہ مجتہد اس قسم کی کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے۔

## مناظر شیعہ

۱۔ خصائص نسائی ص۹ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ تو میرا خلیفہ ہے۔ دیکھیے جناب امیر المومنین حضرت علی کی خلافت کا واضح الفاظ میں اعلان ہے۔

۲۔ خصائص نسائی میں ص۲۳ پر ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان علیاً منّی و انا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی۔

تحقیق علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ (علی) ہر مومن کا میرے بعد ولی ہے۔

دیکھیے اس روایت سے بھی صاف جناب امیر المومنین کی خلافت ثابت ہو رہی ہے۔ اب تو مولوی عبد الستار کا مطالبہ پورا ہو گیا، بار بار کہتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت ثابت کرو۔

۳۔ مولوی عبد الستار نے جو یہ کہا ہے کہ اگر چوتھی جگہ حضرت علی خلیفہ ہوں تو بھی وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہو گئے اور یہ روایت سچی ہو گئی۔ تو ان کی یہ بات غلط ہے حالانکہ بعد اتصال کو چاہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید ہے یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آئے اور کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ابوداؤد طیالسی جلد اول ص۲۳ پر ہے کہ حضرت علی نے فرمایا:۔ عممنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ سدلہا خلفی مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر کے دن پگڑی بندھوائی جس کا شملہ میرے پیچھے تھا۔

حضرات! دیکھیے پگڑی تو حضرت علی کو بندھوائی گئی اور خلیفے

اصحابِ ثلاثہ ہو جائیں۔

# مناظرِ اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل نے جو خصائص نسائی ص۹ انت خلیفتی والی روایت پیش کی ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو بلج بن ابی سلیم ہے جس کا نام یحیٰی تھا۔ تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص۴۷ پر ہے:۔

ا۔ قال البخاری فیہ نظر امام بخاری نے فرمایا کہ اس ابو بلج یحیٰی میں اعتراض ہے۔

ب۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال یخطی۔
ابن حبان نے ابو بلج کو ثقہ راویوں میں ذکر کر کے اس کے متعلق کہا کہ یہ خطا کرتا ہے (یعنی اس کی روایتوں میں خطا واقع ہوتی ہے)

ج۔ ان ابن معین ضعف یحیٰی بن معین نے اس ابو بلج یحییٰ کو ضعیف بیان کیا ہے۔

د۔ وقال احمد روی حدیثا منکرا اور امام احمد نے فرمایا کہ اس ابو بلج یحیٰی نے حدیث منکر یعنی صحیح احادیث کے خلاف حدیث روایت کی ہے (جس سے اس کا ضعیف ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نیز میزان الاعتدال للذہبی جلد ثالث ص۲۹۲ پر اس ابو بلج کے متعلق لکھا ہے:۔ من مناکیرہ عن عمرو بن میمون عن ابن عباس۔

اس ابو بلج کی جو روایت خصائص نسائی میں انتَ خلیفتی والی ہے اس روایت کو ابو بلج نے عمرو بن میمون عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے جو کہ اسی ابو بلج کی منکر روایت ہے۔ یعنی اور ثقہ عادل راویوں کی احادیث کے خلاف ہے۔

لہٰذا ایسی منکر اور ضعیف روایت سے کیسے خلافت بلافصل ثابت ہو سکتی ہے؟ خبرِ واحد اگرچہ صحیح بھی ہو اور ضعیف و منکر بھی نہ ہو اس سے عقیدہ اور اصولِ دین ثابت نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایسی کمزور روایت سے شیعہ کا اصولی مسئلہ خلافت بلافصل ثابت ہو جائے۔ حسب شرائط کوئی حدیث متواتر پیش کیجیے۔

دوسرے اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی ہو تو حضرت علیؓ کی مطلق خلافت پر دلالت کرے گی جس میں ہمارا اور تمہارا کوئی اختلاف نہیں مگر خلافت بلافصل جس میں بحث ہے وہ اس سے کیسے ثابت ہو جائے گی؟

۲۔ خصائص نسائی صـ۲۳ سے جو روایت ھو ولی کل مومن من بعدی والی پیش کی گئی ہے اس روایت کے اسناد میں جعفر بن سلیمان راوی ہے جس کے متعلق تہذیب التہذیب جلد دوم صـ۹۵ صـ۹۶ پر مرقوم ہے انما کان یتشیع وکان یحدث باحادیث فی فضل علی۔

کہ جعفر بن سلیمان شیعہ مذہب رکھتا تھا اور حضرت علی کی فضیلت

میں بہت سی احادیث بیان کرتا تھا۔

قال الدوری کان جعفر اذا ذکر معاویۃ شتمہ۔

علامہ دوری کہتے ہیں کہ یہ جعفر بن سلیمان جب امیر معاویہؓ کا ذکر کرتا تو ان کو گالیاں دیتا تھا۔

میزان الاعتدال جلد اول ص۱۸۹ پر ہے کان یحیی بن سعید لا یکتب حدیثہ ویستضعفہ۔

یحیی بن سعید اس جعفر بن سلیمان کی حدیث نہیں لکھتے تھے اور اس کو ضعیف سمجھتے تھے۔

ب۔ قال یزید بن ربیع جعفر ینسب الی الرفض۔ یزید ابن ربیع نے کہا کہ یہ جعفر رافضی بیان کیا جاتا ہے۔

ج۔ قال ابن عدی جعفر شیعی۔ علامہ ابن عدی نے کہا ہے کہ جعفر بن سلیمان شیعہ ہے۔

حضرات! غور کیجیے مولوی اسمٰعیل کس قسم کی روایات پیش کر رہا ہے۔ جب کہ اس روایت کا راوی ہی ضعیف اور شیعہ رافضی ہے تو ایسی روایت ہمارے لیے کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے اور استدلال میں کیسے پیش کی جا سکتی ہے؟

اگر بالفرض اس روایت کے ضعف سے قطع نظر کر لی جائے تب بھی اس روایت کو خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہے۔ البتہ خارجیوں کی تردید کے لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ علی میرے بعد

ہر مومن کا دوست ہے۔ وَلِیّ کے معنی دنیا کی کسی لغت کی کتاب میں خلیفہ بلافصل نہیں ہیں۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بعض ہمیشہ اتصال چاہتا ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں تھا۔ غالبًا بے چارہ اپنی کتابوں سے بھی واقف نہیں۔

دیکھیے یہ شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد دوم صـ۱۴۶ پر لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"عیسٰی علیہ السلام شمعون را وصی خود گردانید۔ وشمعون یحیٰی علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام را ویحیٰی علیہ السلام منذر را ومنذر سلیمہ را وسلیمہ بردہ را علیہم السلام وبردہ وصیت ہا وکتابہا را بمن تسلیم نمود۔"

دیکھیے اس روایت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنے نبی گزرے ہیں شمعونؑ، یحیٰیؑ، منذرؑ، سلیمہؑ، بردہؑ۔ تو مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھیے کہ اب بعدی کا اتصال کہاں گیا؟ نیز شیعہ کی کتاب درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ کے صـ۱۹۰ پر ہے روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخبران بنی امیۃ تملک الخلافۃ بعدہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا کہ آپؐ نے

خبر دی تھی کہ ضرور بنی امیہ میرے بعد خلافت کے مالک ہوں گے۔

نواب مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھیے کہ بنی امیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصلاً خلافت کے مالک بنے؟ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی امیہ کے درمیان کتنے خلفاء اور ہوئے ہیں۔ تو اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رض کے درمیان اور خلفاء ہونے سے حضرت علی رض کا من بعدی خلیفہ ہونا صحیح رہے گا۔

۴۔ ا۔ ابو داؤد طیالسی کی پگڑی بندھوانے والی روایت کے اسناد میں اشعث بن سعید راوی رافضی شیعہ ہے۔ تہذیب التہذیب میں مرقوم ہے واتفقوا علی ضعفہ تمام محدثین اشعث بن سعید کے ضعف پر متفق ہیں۔ تو ایسے ضعیف راوی کی روایت کیسے قابلِ اعتبار ہوگی۔

ب۔ مولوی اسمٰعیل صاحب غالباً حواس باختہ ہو چکے ہیں، یہاں کوئی حضرت علی رض کو پگڑی بندھوانے یا نہ بندھوانے کی بحث ہو رہی ہے جو آپ نے پگڑی بندھوانے کی روایت پیش کر دی۔ اگر پگڑی بندھوانے کی روایت صحیح مان لی جائے تو اس کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہوگا؟ دیکھیے مشکوٰۃ شریف کے ص ۳۷۴ پر ہے:۔

عن عبد الرحمٰن بن عوف قال عممنی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فسدلہا بین یدی ومن خلفی۔ رواہ ابو داؤد۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی بندھوائی، جس کے کنارے یعنی شملے میرے آگے اور پیچھے دو لٹکا دیے۔

حضرات! مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھیے کہ کیا حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کو پگڑی بندھوانے سے ان کی بھی خلافت بلا فصل ثابت ہو گئی؟

## مناظر شیعہ

مومنین کرام! میں امیر المومنین علی علیہ السلام کی خلافت کے دلائل کی بوچھاڑ کر دوں گا جن کے جواب کی مولوی عبدالستار میں طاقت ہی نہیں ہے۔

۱۔ فتاویٰ عبدالحی میں لیلۃ الجن کی روایت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وما اظن اجلی الا قد اقترب جو کچھ میرا خیال ہے وہ یہ ہے کہ میری رحلت کا وقت قریب آچکا ہے۔ تو ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا:۔

یارسول اللہ الا تستخلف ابا بکر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یارسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلتُ یارسول اللہ الا تستخلف

علیاً قال والذی لا الٰہ غیرہٗ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم الجنۃ۔

ترجمہ۔ یارسول اللہ! آپ ابوبکر کو خلیفہ نہیں بناتے؟ پس آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ اسی طرح عمرؓ کے متعلق۔ اور جب میں نے علی المرتضیٰ کے متعلق کہا تو آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم نے اس کی بیعت کر لی اور اطاعت کر لی تو خدا تم کو جنت میں داخل کرے گا۔

دیکھیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر کا خلیفہ بنانا پسند نہ فرمایا اور علی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اطاعت کرنے پر بہشت کی خوش خبری سنائی۔ اس سے بڑھ کر خلافت بلافصل کی کیا دلیل ہو گی؟

۲۔ اہل سنت کی متعدد احادیث کی معتبر کتابوں میں موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کا علی مولیٰ ہے۔ دیکھیے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کا مولیٰ فرما دیں اس کی خلافت بلافصل میں کسی کو شک ہو سکتا ہے؟ میں دیکھوں گا کہ مولوی عبدالستار ان معتبر روایات اور واضح و صاف احادیث کا کیا جواب دے گا۔ قیامت تک جواب نہ دے سکے گا۔

# مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل نے جو روایت فتاویٰ عبدالحی کی نقل کی ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی یحیی بن یعلی اسلمی ہے جس کے متعلق تہذیب التہذیب جز و گیارہ ص۳۰۲ پر ہے قال ابن عدی کوفیؔ من الشیعۃ علامہ ابن عدی نے فرمایا کہ یحیی بن یعلی اسلمی کوفی شیعہ ہے۔ اور تقریب التہذیب کے ص۵۵۶ پر ہے:۔

یحیی بن یعلی الاسلمی الکوفی شیعیؔ ضعیف من التاسعۃ۔

یحیی بن یعلی اسلمی کوفی ہے جو شیعہ تھا۔ نہایت ضعیف راوی ہے جو نویں ۹ درجہ میں شمار کیا گیا ہے۔

نیز اسی روایت کی سند میں ایک دوسرا راوی ابو عبداللہ جدلی ہے جس کے متعلق تقریب التہذیب کے ص۵۹۷ پر ہے:۔

رمی بالتشیّع ابو عبداللہ جدلی کو شیعہ بیان کیا گیا ہے۔

تہذیب التہذیب کے ص۱۴۸ جز و ۱۲ پر ہے ابن سعد نے فرمایا:۔ و کان شدید التشیّع کہ ابو عبداللہ جدلی سخت شیعہ تھا۔ اور میزان الاعتدال للذہبی کے ص۳۶۷ ج ۳ پر ہے:۔ ابو عبداللہ الجدلی شیعیؔ بغیض۔ ابو عبداللہ جدلی شیعہ تھا اور اصحاب کرامؓ سے سخت بغض رکھتا تھا۔

طبقات الکبیر ج ۶ ص۱۵۹ طبع جرمن پر علامہ ابن سعد لکھتے ہیں:۔

اسمہ عبدۃ بن عبد بن عبد اللہ یستضعف فی حدیثہ وکان شدید التشیّع۔

ترجمہ :۔ ابوعبداللہ جدلی کا نام عبدۃ بن عبد بن عبداللہ ہے۔ حدیث کی روایت میں اس کو ضعیف سمجھا جاتا ہے اور یہ سخت قسم کا شیعہ تھا۔

فتاویٰ عبدالحی سے اس پیش کردہ روایت کے ہم معنی ایک دوسری روایت بھی وہاں فتاویٰ میں ہے جس کی سند میں ایک راوی مِینا موجود ہے جس کے متعلق موضوعاتِ شوکانی طبع لاہور کے ص۱۲۵ پر لکھا ہے :۔

مینا مولی عبد الرحمٰن بن عوف لیس بثقۃ قد اُتّھم بوضعہ۔

ترجمہ :۔ مینا جو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہے ثقہ اور قابلِ اعتبار راوی نہیں ہے. خود حدیث وضع کرنے کے ساتھ متہم ہے۔

عبدالرحمٰن سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعۃ فی احادیث الموضوعہ کے ص۱۹۷ پر اس مینا کے متعلق لکھا ہے :۔

وغالٍ فی التشیّع لیس بثقۃ یہ مینا غالی شیعہ تھا۔ ثقہ اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

تقریب التہذیب کے ص۵۱۸ پر اس مینا بن ابی مینا الجزار کے

متعلق ہے :۔

رمی بالرفض وکذبہ ابو حاتم میناکو رافضی بیان کیا گیا ہے اور ابو حاتم نے اس کو جھوٹا راوی کہا ہے۔

تہذیب التہذیب کے صـ ۳۹۷ پر اس میناکے متعلق لکھا ہے :۔

قال الجوزجانی انکر الائمۃ حدیثہ لسوء مذہبہ۔

علامہ جوزجانی نے کہا کہ ائمہ حدیث نے اس میناکی حدیث کا انکار کیا بوجہ اس کے بدمذہب ہونے کے۔

اور ابو حاتم نے کہا (تہذیب التہذیب صـ ۳۹۷) لایعبأ بحدیثہ کان یکذب قال ابن عدیؒ انہ یغلوا فی التشیع۔

اس میناکی حدیث قابلِ اعتبار نہیں۔ یہ جھوٹ کہتا تھا۔ اور ابنِ عدی نے فرمایا یہ میناشیعہ ہونے میں غلو کرتا تھا۔

حضرات! یہ فتاویٰ عبدالحی کی روایتوں کا حال ہے کہ جس کے روایت کرنے والے ہی شیعہ کذاب جھوٹے راوی ہوں۔ کیا ایسی روایت سے ہمارے سامنے خلافت بلافصل جیسا اصولی مسئلہ جس پر ایمان وکفر کا دارمدار رکھا گیا ہے ثابت ہو سکتا ہے؟

علاوہ ازیں بفرضِ محال اگر اس روایت کو مان بھی لیا جائے تو اس روایت میں کہاں لکھا ہے کہ آں حضرتؐ نے فرمایا ہو کہ حضرت علی رضؓ خلیفہ بلافصل ہیں میں نے ان کو مقرر کر دیا ہے۔ عقائد ترغیبی کلمات سے ثابت نہیں ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ نبوت اور اطلاعِ

الٰہی سے یہ معلوم تھا کہ حضرت علیؓ کی خلافت میں فتنہ فساد اور اختلاف ہوگا۔ اس لیے آپؐ نے حضرت علیؓ کی اطاعت اور بیعت کی ترغیب دی۔ باقی اعلان اور تقررِ خلیفہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور ارادہ پر چھوڑا اس لیے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کی خلافت کا اعلان کر کے اور عام صحابہ کرامؓ سے منوا کر نہیں گئے۔ اور یہی مشیّتِ ایزدی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشیتِ ایزدی کے خلاف عبداللہ بن مسعودؓ کے کہنے پر کیسے تقرری اور اعلان فرماتے۔

۲۔ حضرات! مولوی اسمٰعیل کی دوسری مایۂ ناز دلیل روایت من کنتُ مولاہٗ فھٰذا علیٌّ مولاہ ہے۔ مولیٰ کے معنی خلیفہ بلافصل نہیں آتے۔

(۱) قرآن مجید میں ہے فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور جبریل اور صالح مومنین مولیٰ ہیں۔ تو کیا اس کا یہی مطلب ہوگا کہ اللہ اور جبریل اور صالح مومنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل ہیں۔ باقی جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مولیٰ کہا ہے اسی مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۲۹۳ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ابن حارثہؓ کو فرمایا اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔

توکیا حضرت زید بن حارثہؓ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل تھے؟

۳۔ شیعہ حضرات! آپ جو ہمیشہ کہا کرتے ہیں مولانا کفایت حسین صاحب، مولانا بشیر صاحب، مولانا محمد اسمٰعیل وغیرہ کیا یہ سب مولانا صاحبان بلافصل خلیفہ ہیں؟ یہ وہی مولیٰ کا لفظ تو ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا اور آپ اپنے علماء کے متعلق کہا کرتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ہمارے مولے ہیں، مقتدا ہیں، پیشوا اور رہ نما ہیں۔ آپ خلافت بلافصل کی کوئی دلیل پیش کیجیے ورنہ اپنی شکست کا اعلان کیجیے۔ مولے کے لفظ کے معنے تو مطلق خلافت بھی نہیں ہو سکتے، چہ جائے کہ خلافت بلافصل ہوں۔

## مناظر شیعہ

حضرات مومنین کرام! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر کے موقعہ پر جب یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اور اس سے ان کی خلافت کا اعلان کیا۔ اور مولوی عبد الستار مجھے صبح سے بار بار کہہ رہا ہے کہ مجھے خلافت بلافصل کا لفظ دکھاؤ

دیکھیے یہ اہل سنت کی معتبر کتاب "ابطال الباطل" ہے۔ اس میں لکھا ہے من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ وھو خلیفتی بلا فصل جوں ہی شیعہ مولوی نے یہ روایت پیش کی تو صدر اہل سنت مولانا اللہ یار خان صاحب اور علامہ تونسوی مدظلہ، مناظر اہل سنت نے فرمایا یہ کتاب ہمیں دکھائیے، کہاں ہیں یہ الفاظ؟ تو فوراً بے چارے مولوی اسمٰعیل نے اس کتاب کو پھینک دیا اور اپنی کتابوں میں خلط ملط کر دیا اس پر سارے شیعہ عوام وخواص گھبرا گئے کہ شاید ہمارے مناظر نے جھوٹ بولا ہے۔ ادھر علامہ تونسوی مناظر اہل سنت نے کھڑک کر فرمایا میں چھوڑنے والا نہیں ہوں جلدی کتاب دکھاؤ۔ اس پر سارے شیعہ مولوی اسٹیج پر کھڑے ہو گئے اور کتاب تلاش کرنے لگے۔ صدرِ اہل تشیع مولوی امیر محمد قریشی نے فرمایا اہل سنت حضرات صبر کریں کتاب تلاش کی جا رہی ہے۔ علامہ تونسوی صاحب نے فرمایا جب وہ کتاب مولوی اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ میں تھی اور وہ اس کا حوالہ پڑھ کر ثبوت پیش کر رہے تھے تو اب وہ یکایک کہاں غائب ہو گئی ہے کہ تلاش کی جا رہی ہے؟ جب ادھر علامہ تونسوی کی طرف سے زور دیا گیا تو مجبوراً کتاب نکالی گئی اور مولوی اسمٰعیل نے نہایت شرم سار ہو کر اقرار کیا کہ یہ الفاظ میں نے اپنی طرف سے کہے تھے کتاب میں نہیں ہیں۔ اس پر شیعہ مناظر کی دیانت وعلمیت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ یہ منظر بھی قابلِ دید تھا۔ اہل سنت کے

چہرے خوشی سے ہشاش بشاش تھے اور بے چارے شیعوں کے کچھ لوگ تو اسی وقت مناظرہ سے اٹھ کر چلے گئے اور باقی دل میں یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہم نے مولوی اسمٰعیل کو بلا کر اپنے مذہب کو رُسوا کیا۔

اس کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے حسبِ ذیل تقریر کی :۔

دیکھیے اہل سنت کی معتبر کتاب میں موجود ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آج سے تو ہمارا مولیٰ ہے۔ دیکھیے اہل سنت کے پیشوا حضرت عمرؓ تو مولیٰ مان رہے ہیں مگر مولوی عبدالستار حضرت علی کو مولیٰ ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ بار بار انکار کرتا ہے۔ تو جس معنی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے مولیٰ ہیں اسی معنی سے حضرت علی بھی مومنین کے مولیٰ ہیں۔ لہٰذا یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت بلافصل کی کیسی واضح دلیل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر اس خلافت کا اعلان فرما دیا جیسا کہ بیان کر چکا ہوں۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان کیا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ دنیا کے گھی۔ گڑ۔ تمباکو وغیرہ کا اعلان تو شہر میں ہو

اور حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کی خلافت کا اعلان نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجدِ نبوی میں اور نہ عرفات میں جہاں ہزاروں کا مجمع تھا۔ بجائے ان مقامات کے ایک جنگل کے تالاب پر اعلان کرنے کی نوبت کیوں آئی؟ نماز دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے کئی سو مقامات پر قرآن مجید میں واضح الفاظ میں اس کی فرضیت کا اعلان ہے۔ حضرت علی رضؓ کی خلافت کا مسئلہ جب اصولِ دین میں سے ہے قرآن میں اس کا کہیں ذکر تک نہیں اور نہ احادیث میں۔ اور اگر ہے تو شیعہ کے نزدیک ایک ایسی روایت میں جو کہ جنگل میں بیان کی گئی اور وہاں بھی واضح الفاظ میں اعلان نہیں کیا گیا اور مولیٰ کا لفظ کہا گیا جس کے معنی خلیفہ بلافصل دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ملتے اور میں مولیٰ کے معنی قرآن مجید اور احادیث شریف سے پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ خلیفہ بلافصل ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ میرے پاس لغت کی جامع کتاب المنجد ہے جس کے صـ ۱۰۲۱ پر مولیٰ کے یہ معانی مذکور ہیں دوست، پڑوسی، چچازاد بھائی، غلام، داماد وغیرہ جن میں خلیفہ بلافصل کا نام ونشان بھی نہیں۔

باقی مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ جس معنی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اسی معنی سے حضرت علی مولیٰ ہیں تو یہاں اس روایت میں مولیٰ کے معنی دوست کے ہیں جس پر اسی روایت کے اگلے الفاظ خود دال ہیں اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اے اللہ!

تُو دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ الفاظ ظاہر اور بیّن قرینہ ہیں کہ اس روایت میں مولیٰ کے معنی دوست ہیں جس کی بنا پر روایت کے معنی یہ ہیں:۔ "جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔" اس سے اُس شخص کو تنبیہ مقصود تھی جس کی حضرت علی رضؓ سے کچھ رنجش تھی۔ اس رنجش کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جنگل میں علم ہوا جس کا فیصلہ اس جنگل میں ہی فرما دیا۔ ورنہ اگر خلافت کا اعلان مقصود ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے میدان میں جہاں ہزاروں کا مجمع تھا اس میں ضرور اعلان فرماتے۔ اس کے بعد اگر مولوی اسمٰعیل صاحب خواہ مخواہ بضد ہوں کہ یہ ضرور حضرت علی رضؓ کی خلافت بلا فصل کا اعلان تھا، تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ اعلان غدیر خُم کے جنگل دہ تالاب پر کیوں ہوا اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں کیوں یہ اعلان نہ کیا؟ باقی حضرت عمرؓ نے حضرت علی رضؓ کو اپنا دوست کہا اور سمجھا بھی ہمارا بھی ایمان ہے کہ جناب علیؑ ہمارے مولیٰ ومحبوب ہیں۔

## مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب پوچھتے ہیں کہ خلافتِ علی کا اعلان غدیر خم پر کیوں ہوا؟ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں سے راستے

جدا ہونے والے تھے۔ اس لیے وہاں غدیر خم پر اعلان فرما کر حضرت علی کی خلافت بلا فصل کو ثابت فرمایا۔ اور اہل سنت کی معتبر کتاب میں ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر ہی یہ الفاظ فرمائے من کنت مولاہ فھذا علیؓ مولاہ۔ جس طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مولائے کُل ہیں اسی طرح حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام بھی مولائے کل ہیں، تو مولائے کل کی موجودگی میں دوسرے کی امامت وخلافت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل صاحب اب تو حقائق و واقعات کے خلاف کچھ بہکی باتیں بیان کرنے لگے ہیں۔ یہ تو کہتے ہیں کہ وہاں مجمع زیادہ تھا اور مختلف راستے پھوٹتے تھے اس لیے وہاں اعلان کیا۔ حالانکہ ان کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے ص۲۲ پر یوں لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرفات کے میدان میں حج کے روز آکر اللہ کا یہ حکم پہنچایا کہ لوگوں سے حضرت علی کی خلافت پر بیعت لے لو، اور حضرت علی کی خلافت و امامت کا اعلان کر دو۔ کیوں کہ اب آپ کی رحلت کا وقت قریب ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹال دیا اور تعمیل نہ کی

اور وہاں سے واپس مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو راستے میں جب مسجدِ خیف پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور پھر نبی علیہ السلام کو حکم دیا کہ جناب علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ مگر پھر بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹال دیا اور حکم کی تعمیل نہ کی اور آپ وہاں سے چلتے چلتے کراع غمیم کے مقام پر جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے پہنچے تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل نازل ہوئے اور تیسری بار پھر وہی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے کہ جناب علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی قوم سے ڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری حفاظت کی ذمہ داری کی کوئی آیت لاؤ۔ تب یہ حکم لوگوں میں پہنچاؤں گا۔ جبرئیل علیہ السلام واپس ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ کر سارا ماجرا عرض کیا۔ اور ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے غدیر خم پر پہنچے کہ جحفہ کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو یہاں جبرئیل علیہ السلام غدیر خم پر چوتھی بار آئے۔ تو اس دفعہ آنے کے متعلق احتجاج طبرسی صفحہ ۳۴ پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:۔

اتاہ جبریل علی خمس ساعات مضت من النهار بالزجر والانتهار۔

ترجمہ۔ تو اس روز جب کہ دن کی پانچ گھڑیاں گزر رہی تھیں

جبرئیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس سخت زجر و توبیخ لے کر اُترے۔

اور زجر و توبیخ کے ساتھ کہا کہ اللہ تعالیٰ کا تجھے حکم ہے کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان کر دے۔ میں تجھے لوگوں سے محفوظ رکھوں گا۔ اگر تو نے اب بھی علی کی خلافت کا اعلان نہ کیا تو تو نے رسالت کے فرائض انجام نہ دیے۔ تو پھر اس زجر و توبیخ کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر یہ الفاظ کہے من کنت مولاہ فہذا علیؓ مولاہ جو کہ خلافتِ مطلق کے معنے بھی نہیں دے سکتے چہ جائیکہ خلافت بلا فصل پر دلالت کریں۔

تو حضرات اب غور کیجیے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب تو کہتے ہیں کہ غدیر خم پر اعلان اس لیے کیا گیا کہ یہاں سے راستے پھوٹتے تھے اور ان کی کتابیں یہ کہتی ہیں کہ اعلان تو وہاں عرفات کے میدان میں کرنا تھا لیکن نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کے ڈر سے وہاں اعلان نہ کیا، بلکہ غدیر خم پر بھی زجر و توبیخ کے بعد مجبور ہو کر گول مول الفاظ میں اعلان کیا کہ جس کے معنی خلافت بلا فصل سوائے شیعہ حضرات کے کسی نے بھی نہیں سمجھے۔

حضرات! ؎

خدا سے کس کو جائز اس طرح رد و بدل ہوگا
تمہیں انصاف سے کہدو یہ عقدہ کیسے حل ہوگا

شیعہ حضرات نے جناب علیؓ کی خلافت کے لیے تو یہ کہانی گھڑ لی لیکن ان بے چاروں کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کہانی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا زد پڑے گی۔

۲۔ علاوہ ازیں مولوی اسمٰعیل کی یہ بات بھی تعجب سے خالی نہیں کہ غدیر خم پر مجمع منتشر ہونا تھا اور وہاں سے راستے پھوٹتے تھے۔ یہ کتنی غلط بات ہے۔ کیونکہ غدیر خم مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ تو جو لوگ یمن اور عراق، بحرین، عدن اور غدیر خم سے جنوب کو رہنے والے تھے وہ سب غدیر خم پر کیسے موجود تھے کہ وہاں اعلان سُن لیتے۔ حالانکہ تمام لوگوں کا مجمع تو عرفات یا مکہ معظمہ میں تھا اور مختلف علاقوں کے لوگ شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً وہاں سے جاتے تھے لہذا یہ اعلان بھی وہاں کرنا تھا نہ کہ غدیر خم پر۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو دیکھیے حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کو جب امیر المؤمنین حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے خلیفہ ہونے کے لیے کہا تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس وقت ان لوگوں کو فرمایا:۔

دَعُوْنِیْ وَالْتَمِسُوْا غَیْرِیْ۔ (تم لوگ مجھے امیر و خلیفہ بنانے سے چھوڑ دو، کوئی اور بنا لو)

اور اس کے بعد فرمایا:۔

وَاِنْ تَرَکْتُمُوْنِیْ فَاَنَا کَاَحَدِکُمْ وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُکُمْ وَ

أَطِيعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ أَمْرَكُمْ۔ وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَكُمْ
مِنِّي أَمِيرًا۔

اور اگر تم مجھ کو (امیر بنانے سے) چھوڑ دو تو میں تم میں سے ایک کی مثل رہوں گا، اور جس کو تم اپنا امیر بناؤ شاید میں تم سے زیادہ اس کی اطاعت و فرماں برداری کروں گا۔ اور (یاد رکھو) میرا وزیر ہونا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے میرے امیر و خلیفہ ہونے سے۔

غور کیجیے! اگر حضرت علیؓ منصوص من اللہ اور خدا و رسول کی طرف سے مقرر و منتخب شدہ خلیفہ بلا فصل ہوتے تو لوگوں کو یہ کیوں فرماتے کہ مجھے خلیفہ نہ بناؤ کسی اور کو بناؤ۔

حضرات! آپ اس بات کو بخوبی دیکھ چکے ہیں کہ مولوی اسمٰعیل حسب شرائط حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر کوئی ایک دلیل بھی نص قرآن مجید اور حدیث متواتر اہل سنت سے پیش نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔

## مناظر شیعہ
(آخری تقریر)

حضرات مومنین کرام! میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی خلافت قرآن مجید سے ثابت کی کہ خلافت منصوص من اللہ تھی،

اور حضرت علی المرتضیٰ کا خلیفہ بلا فصل ہونا اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کیا اور وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا بھی حضرت علی کی خلافت بلا فصل کو ثابت کرتی ہے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا میں بھی صاف طور پر حضرت علی کا نام موجود ہے۔ اور مولوی عبد الستار جو اس بات پر زور دے رہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زجر و توبیخ کی گئی، تو یہ کوئی حرج کی بات نہیں۔

(جب یہ بات مولوی اسمٰعیل صاحب نے کہی تو بے چارے شیعوں کی گردنیں مارے شرم کے جھک گئیں اور ان کے چہرے مرجھا گئے)۔

اور مولوی اسمٰعیل بے چارہ غصہ میں کتابوں کو ادھر ادھر مار رہا تھا اور مناظر اہل سنت اور مسلمانانِ اہل سنت کے چہرے فتح و کامرانی سے چمک رہے تھے۔

# مناظرہ موضوع چہارم

## خلافت خلفاء راشدین

### حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذی النورین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

از قرآن مجید و حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم و از کتب شیعہ

مدعی، اہل سنت —— معترض، اہل تشیع

مناظر اعظم تنظیم اہل سنت، پاکستان

علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ

۱۔ بعد الحمد و الصلوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ

لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں اور عملِ صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ تم میں سے ضرور ہیں زمین میں خلیفہ بناؤں گا، جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں میں خلیفہ اور بادشاہ بنائے تھے اور ضرور ان کے اس مذہب کو جو اُن کے لیے پسند کیا ہے متمکن اور مضبوط کر دوں گا اور ان کے خوف و خطر کو امن و امان سے بدل دوں گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کریں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا وہ فاسق ہے۔

حضرات! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے جس کے لیے یہ امور صراحۃً آیت میں بیان فرما دیے ہیں:۔

۱۔ خلافت مومنین کو دی جائے گی، جن کے اعمال صالح ہوں گے۔

۲۔ مِنْكُمْ کا لفظ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے بعد صراحۃً ذکر فرما کر مخاطبینِ اوّلین صحابۂ کرامؓ سے یہ وعدۂ خلافت فرمایا گیا ہے۔

۳۔ اس آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں جو کم از کم تین افراد کو ضرور چاہتے ہیں۔

۴۔ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ یعنی ضرور ان کی خلافت زمین میں ہوگی اور ان کے دین و مذہب کو تمکین و مضبوطی اور قوت

حاصل ہوگی۔

۵۔ وَلَیُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ یعنی ان خلفاء کو خوف وخطر کے بعد امن و اطمینان عطا کردیا جائے گا۔

میں پورے اعلان کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس آیت کے مصداق خلفاء راشدین ہی ہیں، اور یہ آیت ان ہی خلفاء راشدین کی خلافت پر پوری پوری صادق آتی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرات خلفاء راشدین اس آیت کا مصداق نہیں تو وہ آیت کے مذکورۂ بالا تمام امورِ منصوصہ کو مدِّ نظر رکھ کر بتائے کہ وہ کون سے خلفاء ہیں جو کہ نزولِ آیت کے وقت مخاطب اور موجود بھی ہوں اور کم از کم تین بھی ہوں اور ان کو تمکین فی الارض بھی حاصل ہو اور ان کے دین کے طریقے کا بھی بول بالا ہو۔ اور ان کے خوف وخطر امن و اطمینان سے بدل دیے گئے ہوں۔ اور میں تو پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس آیت کے مصداق خلفاء راشدین ہی ہیں۔ اگر خلفاء راشدین مراد نہیں تو پھر اس وعدہ کی سچائی کے لیے آیت کے مصداق کون ہیں؟

۲۔ احقاق الحق ص۱۶ پر ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے جناب ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق فرمایا:۔

هما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیه فعلیهما رحمة الله یوم القیٰمة۔

ترجمہ۔ وہ دونوں حضرات امام تھے جو عادل و منصف تھے ہمیشہ حق پر رہے اور حق پر فوت ہوئے پس ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو قیامت کے دن۔

دیکھیے حضرات! جناب جعفر صادق نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی امامت و خلافت کو کیسے عمدہ الفاظ میں ذکر کیا کہ وہ دونوں امام عادل و منصف تھے اور مرتے دم تک حق پر رہے۔

۳۔ شیعہ کی معتبر تفسیر صافی ص۵۲۳ پر ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ بی بی حفصہؓ کو فرمایا:۔

ان ابا بکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم بعدہ ابوک

ترجمہ۔ تحقیق ابوبکر صدیقؓ میرے بعد خلافت کا والی ہوگا اور اس کے بعد تیرا باپ (حضرت عمرؓ) خلیفہ ہوگا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کو یہ خوشخبری اس وقت سنائی جب کہ وہ مغموم بیٹھی تھیں۔

۴۔ احتجاج طبرسی ص۵۴ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے جناب ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ثم تناول ید ابی بکر فبایعہ۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

۵۔ احتجاج طبرسی ص۵۶ پر ہے کہ حضرت اسامہؓ نے جناب علی المرتضیٰؓ سے پوچھا ھل بایعتہ، کیا آپ نے (حضرت) ابوبکر کی

بیعت کرلی ہے ؟ فقال نعم یا اسامۃ تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ ہاں اے اسامہ میں نے بیعت کرلی ہے۔

حضرات! غور کیجیے۔ اگر جناب ابوبکر صدیقؓ کی خلافت حق نہ ہوتی تو جناب علی المرتضیٰؓ کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔

## مناظر شیعہ

حضرات مومنین کرام (۱) میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں کہ حضرات خلفاء کی خلافت نص سے ہے یا اجماع سے ؟ ذرا وضاحت سے بیان کیجیے۔

(۲) تمہارے خلفاء کی خلافت کے منکر کافر ہیں یا نہیں۔ اگر اس خلافت کے منکر کافر نہیں تو اس آیت کے ماتحت وہ خلیفہ نہیں۔ لہٰذا مولوی عبدالستار صاحب اس کی تشریح کریں کہ وہ کس طرح آیت کے مصداق ہیں ؟

(۳) مولوی عبدالستار صاحب مِنْكُمْ کے لفظ سے استدلال کر رہے ہیں کہ حاضرین اور صحابہ جو مخاطبینِ اوّلین ہیں ان میں سے تین کا ہونا ضروری ہے۔ تو میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آیت اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ میں یا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ وغیرہ میں جو جمع مخاطب کے صیغے ہیں ان میں صرف حاضرین کو خطاب ہے باقی امت پر

اولی الامر کی اطاعت یا روزے فرض نہیں ہیں ؟

(۴) مولوی عبدالستار نے حضرت امام جعفر صادق کا جو یہ ارشاد هما امامان عادلان قاسطان پڑھا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ابوبکر و عمر امام اہلِ نار کے تھے اور عادل کے معنی یہ ہیں کہ وہ دونوں حق سے پھر گئے اور وہ دونوں ظالم تھے۔ اور کانا علی الحقّ کا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں زور و زبردستی سے حق پر چڑھ گئے اور اسی حالت پر فوت ہوئے اور فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے دن ان دونوں پر جناب رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑھ جائیں گے اور ان سے اہل بیت علیہم السلام کا حق وصول کریں گے۔

۵۔ اور تفسیر صافی سے جو روایت مولوی عبدالستار صاحب نے نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ خبر خلافت کی اطلاع کسی کو نہ دینا۔ مگر حضرت حفصہ نے خیانت کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کر دیا۔ دیکھیے حضرات مومنین کرام مولوی عبدالستار نے یہ حصہ روایت کا آپ کے سامنے بیان نہیں کیا۔

علاوہ ازیں اہل سنت کی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۹ ص ۲۵۳ پر ہے کہ حفصہ کی ہر روایت کی سند میں ضعف ہے۔ لہٰذا تفسیر صافی کی یہ روایت بھی حضرت حفصہ سے ہے جو

ضعیف ہے۔ لہٰذا قابلِ اعتبار نہیں۔

# مناظرِ اہلِ سنت

حضرات! خلافت خلفاء راشدین قرآن مجید میں منصوص بالعَلَم نہیں بلکہ منصوص بالصفات اور موعود بالایمان ہے جس کا مظہر اور ظاہری سبب اجماع ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین میں سے کسی کا نام لے کر خاص طور پر اس کی خلافت کا اعلان تو قرآن مجید میں نہیں کیا گیا نہ جناب ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ کا اور نہ حضرت عثمان غنیؓ اور علی المرتضیٰؓ کا۔ بلکہ صرف صفتِ ایمان و اعمالِ صالحہ پر خلافت کو حاضرین پر منصوص و موعود رکھا گیا ہے جس کو اجماع نے ظاہر کر دیا ہے۔ لہٰذا خلافت منصوص و موعود بالصفات ہے۔

۲۔ اگر خلافت منصوص بالعَلَم ہوتی تو اس کا منکر کافر ہوتا۔ چونکہ یہ خلافت منصوص بالصفات ہے لہٰذا اس کا منکر فاسق ہے۔

جس کو قرآن مجید کی اس آیتِ استخلاف میں واضح کرکے بیان کر دیا گیا ہے

اور جس نے اس وعدہ کے بعد ناشکری کی وہ فاسق ہیں۔ لہٰذا خلافت کا منکر فاسق ہوگا۔

۳۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ اور اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ وغیرہ میں اِن تمام امور کے مخاطبِ اوّل صحابہؓ تھے۔ باقی امت ان تمام امور میں اُن کے ساتھ شریک ہے۔ کیا مولوی اسمٰعیل صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں جو روزے کی فرضیت کا حکم ہے وہ صحابۂ کرام پر نہ تھا اور باقی امت پر ہو گیا ہے۔ تو جیسے اوّلاً روزہ صحابۂ کرامؓ پر فرض تھا اور تبعاً باقی امت پر ہوا تو اسی طرح آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ میں بھی پہلے خلفاء صحابۂ کرام میں سے ہوں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ صحابۂ کرام میں سے تو کوئی اس وعدے کا مصداق نہ ہو اور باقی امت مصداق ٹھیرے۔ لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب ثابت کریں کہ خلفاء راشدین کے علاوہ اس آیت کے مصداق مخاطبینِ اوّلین میں سے کون ہیں؟ آپ کو اِدھر اُدھر بھاگنے نہیں دیا جائیگا میں تو تیری رگیں خوب جانتا پہچانتا ہوں۔ ذرا سوچ سمجھ کر بتائیے۔

۴۔ حضرات! مولوی اسمٰعیل نے هما اماماں عادلاں کا جو ترجمہ کیا ہے وہ انتہائی تعجب خیز ہے۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ میرے مناظرہ کے لیے کوئی اہل علم مجتہد لکھنؤ وغیرہ سے لائیں گے، مگر آپ تو ایسے علم سے کورے کو لائے ہیں جو ذرا بھی عربی عبارت کے معنی و مطلب نہیں سمجھ سکتا۔ دیکھیے عادل کے معنی

ظالم کے کرتا ہے اور حق پر ہونے کا مطلب زور و زبردستی سے حق پر چڑھ جانا بیان کرتا ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر خدا کی رحمت ہونے کا مطلب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چڑھ جانے کا کرتا ہے۔

آپ لوگ یہ جو کہتے ہو کہ ہمارے باپ دادا، استاد، پیر و مرشد پر خدا کی رحمت ہو کیا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ ان پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑھ جائیں۔ اور تم جو کہتے ہو کہ فلاں عادل ہے اور فلاں حق پر ہے تو کیا اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ ظالم ہے اور دوسروں کے حق پر چڑھ جاتا ہے۔

آگے مناظر نے حضرت امام جعفر صادقؒ کے قول ارشاد کا ترجمہ کرنے میں اُسی قسم کا ظلم کیا ہے جو شاید کسی جاہل ذاکر نے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ کے معنی کرنے میں ظلم کیا تھا کہ (العیاذ باللہ نقلِ کفر کفر نہ باشد) اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ مان لے تو آیا بلا (بلّی کا نر) وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور ملائی کھا گیا وَكُتُبِهٖ اور اس پر کتے چھوڑ دیے گئے وَرُسُلِهٖ اور اس کو رسیوں میں باندھا گیا وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور وہی اس بلّے کا آخری دن تھا کہ مار دیا گیا۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ تفسیر صافی والی روایت میں پہلے یہ الفاظ ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی حفصہؓ کو خبرِ خلافت کی اطلاع نہ دینے کا حکم دیا تھا اور حضرت حفصہؓ نے

خیانت کر کے خبر دے دی۔ تو اس بات کے بیان کرنے سے مولوی اسمٰعیل صاحب کو کیا فائدہ ہے؟ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ کو خوش کرنے کے لیے جو خبر خلافتِ ابی بکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ کے متعلق بیان کی وہ صحیح تھی یا غلط؟ مولوی اسمٰعیل صاحب! ادھر اُدھر بھاگنے کی کوشش مت کیجیے اصل بات کا جواب دیجیے۔

باقی مولوی صاحب کا یہ ارشاد فرمانا کہ بی بی حفصہ رضؓ کی ہر روایت کمزور ہے لہذا یہ روایت قابل اعتبار نہیں یہ بالکل فضول اور مہمل بات ہے۔ کیوں کہ شیعہ علماء نے یہ روایت جناب امام محمد باقرؑ وغیرہ ائمہ معصومین سے نقل کی ہے۔ کوئی انہوں نے یہ روایت بی بی حفصہ رضؓ سے تو نقل نہیں کی۔ دوسرے مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو حوالہ فتح الباری سے نقل کیا ہے کہ بی بی حفصہ رضؓ کی ہر روایت ضعیف ہے تو کیا صاحب فتح الباری نے شیعہ کتابوں کے راویوں کے متعلق یہ اصول بیان کیا ہے؟ اس نے اگر بالفرض کوئی بات لکھی ہے تو وہ اپنے مذہب کی کتابوں کے دو راویوں کی روایت کے متعلق لکھی ہے۔ اور میں نے جو یہ روایت پیش کی ہے یہ شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر صافی سے نقل کر کے پیش کی ہے۔ صاحب فتح الباری کو شیعہ کتابوں کے راویوں سے کوئی بحث ہی نہیں۔ البتہ مولوی اسمٰعیل کو چاہیے تھا کہ وہ اپنی کتابوں سے اس روایت کا ضعف ثابت

کرتے۔ اور اگر مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے مذہب شیعہ کا بطلان وضعف اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کرنا جائز سمجھتے ہیں تو پھر اہل سنت کی کتابوں کے لحاظ سے توان کا تمام مذہب ہی باطل وناحق ہے۔

۶۔ حضرات! میں نے جناب صدیق اکبرؓ کی خلافت کے برحق ہونے کے ثبوت میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا بیعت کرنا شیعہ کتاب احتجاج طبرسی کے صفحہ ۵۴ اور صفحہ ۵۶ سے ثابت کیا ہے اور مولوی اسمٰعیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرات! آپ ان تمام امور پر غور کیجیے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت ناحق ہوتی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجائے خوش خبری سنانے کے تردید فرماتے کیونکہ نبی علیہ السلام ہر فتنے اور ہر باطل کی تردید کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا۔ لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وغیرہ وغیرہ۔ جب نبی علیہ السلام کو علم تھا کہ یہ لوگ خلافت غصب کریں گے اور ظلم کریں گے تو نبی علیہ السلام ضرور ان کی تردید فرماتے اور ان کو مدینہ سے باہر نکالتے اور ان سے برتاؤ کلام وسلام چھوڑ کر قطع تعلقات کر لیتے اور سفر وحضر اور صلح وجنگ کا ساتھی اور وزیر ومشیر نہ بناتے کیونکہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ منافقوں کی مسجد میں نماز نہ پڑھو اور منافقوں کا جنازہ بھی نہ پڑھو اور ان کی قبر کے پاس

بھی نہ ٹھہرو۔ تو جب منافقوں سے زندگی اور موت و قبر ہر حال میں بائیکاٹ و قطع تعلق کرنے کا حکم تھا تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحابِ ثلاثہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے محبت، برادری کا تعلق اور سفر و حضر میں مصاحب اور وزیر و مشیر بنانا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بعد ان کی خلافت کی خبر دینا صاف بتاتا ہے کہ یہ حضرات مومنِ کامل اور خلفاء برحق ہیں۔

اور مولوی اسمٰعیل نے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ کا مصداق اب تک نہیں بتایا اور نہ قیامت تک بتا سکتا ہے اور نہ خلفاء اربعہ کے سوا کوئی مصداق بن سکتا ہے۔

## مناظر شیعہ

حضرات! میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول هما اماما زعادكلان الخ کا ترجمہ خود امام کے قول سے پیش کیا ہے کیونکہ خود امام نے بھی مراد بیان کی ہے۔

۲۔ مولوی عبد الستار بار بار مجھ سے آیتِ استخلاف کا مصداق پوچھتا ہے کہ وہ کم از کم تین حضرات کون ہیں جو مومنِ صالح بھی ہوں اور اُس زمانے میں بھی ہوں اور اس آیت کا مصداق بنیں، تو ہماری کتاب اصول کافی ص۱۱۵ پر ہے کہ بارہ امام خلیفہ بنیں گے اور یہ آیتِ استخلاف کا مصداق ہمارے نزدیک حضرت علی اور

اور حضرت حسن حسین علیہم السلام تین خلیفہ ہیں۔ اب تو آیت کا مصداق پورا بتا دیا۔ کیونکہ یہ تینوں حضرات اُس زمانے میں بھی تھے اور مومنِ صالح بھی تھے اور تین کا عدد بھی پورا ہو گیا۔

۳۔ سورہ محمد میں ہے فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ منافقو! تم بادشاہ بنو گے۔ تم پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ تو جب قرآن کی رُو سے منافق بادشاہ بن سکتے ہیں اور اس آیت میں مخاطب حاضرین ہی ہیں تو معلوم ہوا کہ اُن حاضرین میں سے بعض منافق بھی بادشاہ بن جائیں گے، تو حاضرین میں سے اور کوئی بادشاہ نہیں بنا تو یہی اصحابِ ثلاثہ ہی بادشاہ بنے تو وہی اس آیت کے مصداق تھے اور منافق بھی تھے۔

۴۔ مولوی عبدالستار نے کہا کہ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت کا منکر فاسق ہے اور وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ کے یہی معنی کیے ہیں۔ مگر ان کی بخاری شریف جلد دوم ص۱۰۰۹ پر ہے: خالف علیؑ والزبیر۔ جناب علی اور زبیر نے ابوبکر کی خلافت کی مخالفت کی۔

تو مولوی عبدالستار صاحب! یا تو ابوبکر کی خلافت کو چھوڑ دو یا علی اور زبیر کو فاسق کہو۔

۵۔ سیرت حلبیہ کے ص۳۶۱ پر ہے کہ حضرت حسن و حسین نے ابوبکر کو

کہا کہ ہمارے نانا کے منبر پر سے اُتر جاؤ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ ابوبکر کی خلافت حق نہ تھی۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ میں نے روایت ھما امامان عادلان الخ کے وہی معنی کیے ہیں جو حضرت امام جعفر صادق نے کیے ہیں، تو یہ بھی ان شیعوں کا حضرات ائمہ پر افترار اور بہتان ہے کیا حضرات ائمہ کرام ایسے جاہلانہ اور ٹیڑھے معنے کر سکتے ہیں؟ العیاذ باللہ۔

۲۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ آیتِ استخلاف کا مصداق حضرت علی اور حضرت حسن و حسین علیہم السلام یہ تین حضرات ہیں۔ مولوی اسمٰعیل بے چارے نے تو شاید اپنے مذہب کی کتابیں بھی نہیں دیکھیں۔ یہ تفسیر صافی کے صـ۳۷۱ پر ہے نزلت فی القائم من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ آیتِ استخلاف حضرت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اور اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ بھی اس آیت کے مصداق نہیں بن سکتے۔ کیونکہ ان کے زمانے میں تمکین فی الارض اور دین کو پوری قوت و مضبوطی حاصل نہیں ہوئی۔ نیز ترجمہ مقبول کے صـ۱۷ پر ہے" اور خاص کر جناب امیر المومنین کے زمانے میں تو

بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے"۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! کوئی مجلس پڑھ رہے ہو جو کہتے ہو کہ حضرت علی کے حق میں یہ آیت آئی ہے حالانکہ تمہارے عقیدہ کے مطابق تو ہرگز ان کے عہد میں دین کو مضبوطی حاصل نہیں ہوئی بلکہ مسلمان بھی مرتد ہو گئے۔ تمہاری کتابیں تو کہتی ہیں کہ حضرت علیؑ تو اس آیت کے قطعًا مصداق نہیں۔ اور تمہارے عقیدہ کے مطابق حضرت حسنؑ کیسے مصداق بن سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی خلافت تو ہرگز نہیں رہی۔ بلکہ آپ کی کتابوں میں ہے کہ امام حسنؑ کو جناب معاویہؓ امیر شام کے ہاتھ پر بیعت کرنی پڑی جیساکہ تمہاری معتبر کتاب رجال کشی کے ص۲؎ پر ہے کہ حضرت امام حسن رضؓ نے امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

باقی رہے حضرت امام حسینؑ تو ان کو کب خلافت فی الارض ملی اور کیسے تمکین فی الارض حاصل ہوئی کہ اس آیت کا وہ مصداق بن سکیں۔ اور تمہارے عقائد کے لحاظ سے تو ان تینوں حضرات کی زندگیوں میں وَ لَيُبَدِّلَنَّهُم مِن بَعدِ خَوفِهِم اَمناً کی صفت بالکل حاصل نہیں ... بلکہ یہ تینوں حضرات خوف و خطر کی زندگی بسر کر کے دنیا سے ...

... مولوی اسمٰعیل صاحب سورہ محمد کی آیت فَهَل عَسَيتُم اِن تَوَلَّيتُم سے ... ت کرتے ہیں کہ قرآن نے منافقوں کو فرمادیا ہے کہ تم ... ہ بنو گے اور تم پر اللہ کی لعنت ہو گی۔

یہ بات قطعاً غلط ہے اور قرآن پر بہتان ہے۔ خدا جانے اس بے چارے کو قرآن میں اِنْ کا لفظ نظر نہیں آتا، یا اس کے معنی اور ترجمہ نہیں آتا، یا خواہ مخواہ قصداً قرآن پر بہتان لگا کر اپنی فیس کو حلال کر رہا ہے۔ آیت کے معنی تو یہ ہیں :-

"پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو فتنہ و فساد کرو گے ملک میں اور قطع کرو گے اپنی قرابتیں"۔ الخ

تو اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ اے منافقو! تم بادشاہ بنو گے۔ بلکہ یہاں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تمہارا حال ایسا ہو گا۔ اس جگہ حکومت ملنے کا وعدہ کہاں ہے؟ کیا مولوی اسمٰعیل صاحب آیت وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ کے العیاذ باللہ یہ معنی کریں گے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تو لوگوں کی خواہشات کے پیچھے لگے گا اور ظالم ہو جائے گا"۔

۴۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علی و زبیر نے ابوبکر صدیق کی مخالفت کی، لہٰذا وہ بھی فاسق ہوں گے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! غور کرو یہ المنجد لغت کی کتاب کا ۱۹۰ ہے جس پر لکھا ہے :- خالف بمعنی تخلف۔ خالف

تخلّف کے معنی سے آتا ہے اور تخلف کے معنی دیر اور تاخیر کرکے آنا ہوا کرتا ہے۔ تو بخاری شریف کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضؓ اور زبیرؓ اس جماعت میں نہیں تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر پہلے پہلے بیعت کی تھی بلکہ بعد میں بیعت کرنے والوں میں شامل ہوئے تو پھر وہ فاسق کیسے ہوئے؟ یہاں مخالفت کے معنی نہیں کہ ان پر فسق کا فتویٰ لگ سکے۔

خود شیعہ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے ص۵۴ اور ص۵۶ پر ثابت ہے اور اہل سنت کی معتبر کتابوں میں بھی ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے جناب ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ تو اب بیعت ثابت ہونے کے بعد کیسے فسق کا فتویٰ مولوی اسمٰعیل صاحب لگاتے ہیں۔

نیز شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی جلد سوم ص۱۱۵ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر مجبور ہوکر بیعت کی۔ ادھر تو شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے تمام انبیاء علیہم السلام کی مشکل کشائی اور امداد کی جیسا کہ تاریخ الائمہ کے ص۵۲ پر ہے ؎

رسولوں کی ہوئی حاجت روائی — علی نے نوح کی، کی ناخدائی
نہ کرتا گر علی مشکل کشائی — نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی
علی کا معجزہ اک اک ہے نادر — علی کی ذات ہے ہر شئے پہ قادر

اور ادھر لکھتے ہیں کہ ابوبکر و عمر سے ڈر کر مجبور ہو کر بیعت کی۔ میں مولوی اسمٰعیل سے پوچھتا ہوں کہ جب تمہارے نزدیک علی تمام انبیاء علیہم السلام کا مشکل کشا اور علیٰ کل شیٔ قدیر تھا اور جس کے بیٹے حضرت حسین نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا مگر یزید فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو اس اسد اللہ حضرت حسین کے والد بزرگوار نے ابوبکر کے ہاتھ پر کیوں بیعت کر لی؟

۵۔ حضرت حسن و حسین کا یہ کہنا کہ ہمارے نانا کے منبر پر سے اتر جاؤ کسی معتبر و مستند کتاب میں نہیں ہے اور اس کے راویوں پر پورا وثوق و اعتبار نہیں۔ بالفرض والمحال اگر ایسی روایت کو مان بھی لیا جائے تو حضرت حسن و حسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت چھوٹے چھوٹے کم سن بچے تھے اور سات سال کی عمر میں تھے تو طفولیت اور بچپن کی وجہ سے اپنے نانا کے منبر پر جہاں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ بیٹھتا تھا آج جناب صدیق اکبرؓ کو بیٹھا دیکھ کر کہا کہ یہ تو ہمارے نانا کا منبر ہے تو کیوں بیٹھا ہے؟ کیوں کہ بچوں کی یہ عادت فطری ہے کہ جب کسی کو اپنے کسی بزرگ اور محبوب کی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں یا اس کی کوئی چیز استعمال کرتے دیکھتے ہیں اگرچہ وہ استعمال کرنا اس بزرگ کی مرضی اور اجازت سے ہی کیوں نہ ہو اس سے جھگڑتے اور کہتے ہیں کہ اس جگہ سے اٹھ جاؤ یا یہ چیز ہمارے

بزرگ کی چھوڑ دو۔ ان کی ان باتوں سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسن و حسین رضی اگرچہ مراتبِ ایمانی اور کمالِ روحانی میں عام مخلوق سے ممتاز ہیں مگر احکامِ بشری اور خواصِ صغرِ سنی اور خصائصِ طفولیت ان میں بھی پائے جاتے تھے۔

نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی منبرِ نبوی پر خود بخود یا محض لوگوں کے کہنے سے تو نہ بیٹھے تھے بلکہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ مرتبہ بخشا تھا۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ درہ نجفیہ کے ص۲۲۵ پر ہے :-

فلما اشتد بہ المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس...... و ان ابابکر صلی بالناس بعد ذلک یومین۔

ترجمہ :- پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے ابوبکر کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں...... اور جناب ابوبکر صدیق رضی اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمام لوگوں کو دو دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

تو جناب ابوبکر صدیق رضی کو یہ امامت اور منبر و مصلے کی نیابت خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما گئے اور جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی بھی جناب ابوبکر صدیق رضی کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے جیسا کہ احتجاج طبرسی کے ص۶۰ پر اور غزواتِ حیدری ص۶۲۷ پر اور

ضمیمہ مقبول ترجمہ کے ص۱۴۵ پر ثابت ہے کہ حضرت علی مسجد نبوی میں آکر حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت حسن وحسینؓ کے الفاظ جو اس روایت میں ہیں وہ خود صاف دلالت کرتے ہیں کہ ان حضرات کی یہ بات محض بطور طفولیت اور بچپن کے تھی کہ پہلے اس منبر پر ہمارے نانا بیٹھتے تھے اب صدیق اکبر کیوں بیٹھے ہیں؟ ورنہ اگر وہ یہ بات حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے ناحق ہونے کے لیے کرتے تو یوں کہتے کہ ہمارے والد بزرگوار حضرت علی کے منبر سے اُتر آؤ اس پر تم کیوں بیٹھے ہو؟ کیونکہ خلافت ان کا حق ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اگر بالفرض اُس وقت منبر نبوی پر حضرت علیؓ بھی بیٹھے ہوتے تو ان کو بھی حضرات حسنینؓ اسی طرح کہتے کہ تم کیوں ہمارے نانا کے منبر پر بیٹھے ہو؟ اس بات سے خلافت کے حق یا ناحق ہونے کا کون سا ثبوت ہو جاتا ہے؟

## مناظر شیعہ

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم شریف جلد ثانی ص۹۱ پر ہے کہ حضرت علی نے ابوبکر و عمر دونوں کو کاذب، آثم، غادر، خائن کہا۔ تو جن کو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ اس قسم کا سمجھیں ان کی خلافت کیسے حق ہو سکتی ہے؟

۲۔ عقد الفرید کے ص۶۳ پر ہے کہ عمر حضرت فاطمہ کا گھر جلانے کے لیے

آئے۔ کیونکہ حضرت فاطمہ کے گھر میں مشورے ہوتے تھے تو عمر نے کہا میں تمہارے گھر کو جلادوں گا۔ اور الفاروق کے صفحہ ۹ پر ہے کہ عمر نے جناب فاطمہ علیہا السلام کو کہا کہ تیرا گھر جلادوں گا۔

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی جلد دوم صفحہ ۱۲۹ پر ہے کہ امام وامراء جب تک نمازیں پڑھتے رہیں اور علانیہ کفر ظاہر نہ کریں ان سے جنگ نہ کرو۔ اصحاب ثلاثہ چونکہ اس قسم کے تھے۔ اس لیے حضرت علی ان سے آمد و رفت اور تعلقات رکھتے تھے، اور ان سے جنگ نہ کی۔

## مناظر اہل سنت

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اب تک آیت استخلاف کا کوئی صحیح مصداق نہیں بتلایا۔ کیونکہ خلفاء راشدین کے سوا کوئی اس آیت کا مصداق حاضرین میں سے بن ہی نہیں سکتا۔ نیز حضرت علیؓ نے جناب ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں، اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

(۱) مولوی اسمٰعیل نے یہ بات بالکل غلط کہی ہے کہ حضرت علیؓ نے جناب ابوبکرؓ وعمرؓ کو کاذب، غادر، خائن، آثم وغیرہ کہا۔ صحیح مسلم شریف میں کسی جگہ یہ نہیں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو ایسا کہا۔ بلکہ یہ الفاظ تو خود حضرت عمرؓ نے اس وقت

کیے جب کہ اس سے پہلے جناب عمرؓ نے فئ کی زمین حضرت علیؓ و حضرت عباسؓ کے سپرد کر دی تھی اور ان کا آپس میں کچھ جھگڑا ہو گیا تو حضرت عباسؓ جناب علیؓ کو دوسری دفعہ پھر حضرت عمرؓ کے دربار میں لائے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے ان دونوں حضرات کو مخاطب کر کے حضرت عباسؓ کو تنبیہ کرنے کے لیے فرمایا کہ تم جو اس وقت دوسری دفعہ میرے پاس آئے ہو حالانکہ اس فئ کا فیصلہ پہلے جناب ابوبکر صدیقؓ بھی کر چکے ہیں اور میں بھی کر چکا ہوں۔ کیا تم نے ہمارے فیصلوں کو غلط سمجھا ہے کہ اب پھر تیسری بار آ گئے ہو۔ کیا تمہارے نزدیک ابوبکر صدیقؓ کا فیصلہ اور میرا پہلا فیصلہ بے انصافی اور خیانت اور گناہ پر مبنی تھا، اور تم ہم کو کاذب، آثم، غادر و خائن سمجھتے ہو؟ تو حضرت عمرؓ کا یہ کلام یا تو بطور استفہام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے کہ انہوں نے رات کے وقت ستارہ کو دیکھ کر فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ کیا یہ میرا رب ہے؟ تو جس طرح اس کلام میں استفہام ہے مگر حرفِ استفہام مذکور نہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے ان الفاظ میں بھی استفہام مقصود ہے اگرچہ حرف استفہام مذکور نہیں۔ اور یا حضرت عمرؓ کا کلام بطور تنبیہ ہے کہ بار بار جو تم ہمارے پاس فئ کے فیصلہ کے واسطے آتے ہو تو تم ہم کو گویا کاذب، غادر، آثم، خائن سمجھتے ہو۔ جس میں صرف حضرت عباسؓ کو تنبیہ کر دینا مقصود تھا جو کہ حضرت علیؓ کو مجبور کر کے لائے تھے اس

روایتِ مسلم میں کسی جگہ یہ ثابت نہیں کہ حضرت علیؓ نے کبھی کسی وقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کاذب و آثم یا غادر و خائن کہا ہو۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف اپنے متعلق کاذب، آثم، غادر، خائن کے الفاظ کی نسبت اُسی طرح دی ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق ان کی ظاہری حالت کو مدِنظر رکھ کر فرمایا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ، تو یونس علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) اس پر ہرگز قادر نہیں ہیں۔ تو غور کیجیے نبی بھی کبھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ خدا اس پر قادر نہیں ہے۔

اگر ایک عام شخص بھی اس قسم کا خیال کرے کہ خدا اس پر قادر نہیں ہے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک نبی ایسا خیال کرے۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد یہ نہیں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام فی الواقع اللہ تعالیٰ کو قادر نہ سمجھتے تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ظاہری عمل اور عملی اقدام کو مدِنظر رکھ کر تنبیہ فرما رہے ہیں کہ گویا انہوں نے جو یہ عمل کیا۔ اس قسم کا خیال جیسے کسی کے دل میں آگیا ہو، ورنہ حقیقتاً ان کے دل میں یہ خیال تو ہرگز نہ آسکتا تھا۔ تو حضرت عمرؓ بھی اسی طرح حضرت عباسؓ و علیؓ کو فرما رہے ہیں کہ گویا تمہارا بار بار فئے کے لیے آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ صدیق اکبرؓ اور میں نے جو پہلے

فیصلے دیے ہیں اُن میں ہم کاذب، آثم، غادر و خائن تھے۔ ورنہ فی الواقع نہ حضرت علیؓ و عباسؓ نے ایسا کہا اور نہ ایسا سمجھا۔ یہ صرف ان دونوں حضرات خصوصًا حضرت عباس کو تنبیہ تھی جو کہ واضح فیصلوں کے بعد پھر فیصلہ کے لیے حضرت علیؓ کو دربار میں لائے تھے ورنہ اگر حضرت علیؓ جناب صدیق اکبرؓ کو کاذب و خائن سمجھتے تو کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے اور نہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور نہ حضرت عمرؓ کے متعلق اپنا یہ عندیہ اور عقیدہ ظاہر فرماتے جو کہ شیعہ کی کتاب نہج البلاغہ جلد دوم ص۲۴ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جب کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے غزوہ روم میں خود بنفسِ نفیس شریک ہونے کے لیے مشورہ طلب کیا تو جناب علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

وقد توکل اللہ لاھل ھذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ والذی نصرھم وھم قلیل لا ینتصرون ومنعھم وھم قلیل لا یمتنعون حیٌّ لا یموت۔ انک متی تسر الی ھذا العدو بنفسک فتلقھم۔ فتنکب لا تکن للمسلمین کانفۃٌ دون اقصی بلادھم فلیس بعدک مرجع یرجعون الیہ فابعث الیھم رجلاً مجربًا واحفز معہ اھل البلاء والنصیحۃ فان اظھرہ اللہ فذاک ما تحبُ و ان تکن الاخری کنت ردأً للناس ومثابۃ للمسلمین۔

ترجمہ :- بہ تحقیق اللہ اس دین والوں کے لیے ذمہ دار ہے ان کی جماعت کو عزت دینے اور ان کی کمزوریوں کو چھپانے کا۔ اور جس نے ان کو اس حال میں مدد دی جب کہ وہ کم تھے فتح نہیں پا سکتے تھے اور اس حال میں ان کو محفوظ رکھا کہ وہ کم تھے اور محفوظ نہیں رہ سکتے تھے وہ اللہ اب بھی زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ بہ تحقیق جس وقت آپ اس دشمن کے سامنے جائیں گے اور خود ان سے مقابلہ کریں گے تو اگر کہیں آپ شہید ہو گئے تو پھر مسلمانوں کو کوئی جائے پناہ ان کے آخری شہروں تک کہیں نہ ملے گی۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کی طرف مسلمان رجوع کریں۔ لہذا آپ کسی شخص تجربہ کار کو ان کی طرف روانہ کیجیے اور اس کے ساتھ آزمودہ کار اور خیر خواہ لوگوں کو بھیجیے تاکہ اگر ان کو اللہ تعالیٰ غلبہ دے تو یہی آپ کا مقصود ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی دوسری صورت ہوئی تو آپ مسلمانوں کے لیے جائے پناہ اور ان کے مرجع موجود رہیں گے۔

حضرات! غور کیجیے، حضرت علیؓ اگر حضرت عمرؓ کو کاذب، غادر اور خائن سمجھتے تو روکنے کی بجائے میدانِ جنگ میں جانے کی ترغیب دیتے اور ان کی شہادت کو مسلمانوں کے لیے راحت سمجھتے۔ مگر اس کے برعکس حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو (۱) مسلمانوں کا مرجع اور ملجأ و ماوٰی بتایا۔

(ب) نیز حضرت عمرؓ کو بے مثل و بے نظیر خلیفہ جانتے تھے اور

ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت عمرؓ کے بعد مسلمانوں کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

۲۔ عقد الفرید اور الفاروق سے جو کہانی بی بی فاطمہؓ کے گھر جلانے کی مولوی اسمٰعیل نے بیان کی ہے یہ سراپا موضوع اور غلط روایت ہے۔ اہل سنت کی کسی معتبر و مستند کتاب میں یہ روایت صحیح نہیں ملتی، جہاں بھی یہ لکھی ہوئی ہے شیعہ کی روایت لکھی ہوئی ہے۔ اور خود شیعوں نے بھی اس روایت کو کمزور و ضعیف لکھا ہے۔ علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد دوم جزو بستم صہ ۲۶۶ پر لکھتے ہیں:۔

واما ما ذکرہ من الھجوم علی دار فاطمۃ وجمع الحطب لتحریقھا فھو خبر واحد غیر موثوق بہ ولا معول علیہ فی حق الصحابۃ بل ولا فی حق احد من المسلمین ممن ظھرت عدالتہ۔

"بہر حال یہ جو روایت ذکر کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے گھر پر انبوہ کر کے حملہ کیا اور لکڑیاں جمع کی گئیں تاکہ اس گھر کو جلایا جائے تو یہ خبرِ واحد ہے جو معتبر نہیں ہے اور نہ اس خبر پر کوئی اعتماد و اعتبار ہے صحابہ کرامؓ کے حق میں بلکہ کسی عام مسلمان کے حق میں بھی ایسی روایت قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتی جس کی عدالت اور نیکی ظاہر ہو۔"

نیز الفاروق کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں:۔ "اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت میں ہم اپنا اعتبار ظاہر نہیں کر سکتے۔" صہ ۵۴

الفاروق کے یہ الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہیں اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ روایت بالکل غیر معتبر ہے اس کی سند کا کوئی اعتبار نہیں۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض والمحال یہ روایت مان لی جائے تو اس روایت میں نہ بی بی فاطمہ رض کا جلانا مقصود ہے اور نہ اُس مکان کا جلانا مقصود ہے جس میں جناب سیدہ رض رہتی تھیں ، بلکہ ایک دوسرے مکان کو جلانے کی دھمکی دی گئی تھی جو کہ حضرت سیدہ رض کا تھا اور اس میں بعض لوگ جمع ہو کر ایسے مشورے کرتے تھے جو اسلامی مفاد اور وحدتِ قومی اور تنظیمِ ملّی کے خلاف تھے۔ اور خاتونِ جنت رض نے خود بھی اُن لوگوں کو وہاں جمع ہونے سے منع کر دیا تھا، جیسا کہ حق الیقین جلد اول کے صفحہ ۱۴۷ پر ہے کہ خاتونِ جنت رض نے ان لوگوں کو فرمایا کہ "شما دیگر بایں خانہ میائید" تم لوگ پھر اس مکان میں مت آنا۔

دیکھیے اگر حضرت عمر رض کا فرمان غلط تھا تو جناب سیدہ رض نے ان کی تائید کر کے ان لوگوں کو منع کیوں کیا؟ جناب خاتونِ جنت رض کیوں نہ تائید فرمائیں جب کہ ایک دینی مفاد تھا۔ اور حضرت عمر رض کو جناب خاتونِ جنت سے نہایت احترام و عقیدت مندی تھی جیسا کہ اسی حق الیقین کے صفحہ ۱۴۷ پر موجود ہے کہ حضرت عمر رض نے جناب سیدہ رض کو کہا :-

اے دخترِ رسولِ خدا! احدے نزدِ ما از خلق محبوب تر نیست از پدرِ تو، و بعد از پدرِ تو احدے نزد ما محبوب تر نیست از تو۔ بخدا سوگند کہ ایں مانع من نیست ازاں کہ اگر ایں جماعت در خانہ تو جمعیت کنند آتش بزنم و خانہ ات را بر ایشاں بسوزانم۔

ترجمہ :۔ اے رسولِ خدا کی بیٹی! کوئی شخص ہمارے نزدیک آپ کے والد سے زیادہ محبوب نہیں اور آپ کے والد بزرگوار کے بعد کوئی شخص آپ سے زیادہ محبوب ہم کو نہیں ہے۔ اور خدا کی قسم تمہارا یہ احترام و محبت مجھ کو اس بات سے نہیں روک سکتا کہ اگر یہ لوگ تمہارے گھر میں جمع ہوتے رہے تو ان لوگوں پر تمہارے گھر کو جلا دوں گا۔

تو دیکھیے یہ روایت خود شیعہ کی ہے۔ اس میں حضرت عمرؓ نے حضرت خاتون جنت کے ساتھ کس قدر عقیدت و احترام کا اظہار و اقرار کیا ہے اور اس میں الفاظ بھی یہی ہیں کہ اُن لوگوں پر گھر کو جلا دوں گا آخر وہ سب لوگ جناب سیدہؓ کے محرم تو نہ تھے کہ حضرت سیدہ ان کے ساتھ ہوتی تھیں، بلکہ جناب سیدہؓ دوسرے مکان اور کمرے میں ہوتی تھیں۔ تو نہ حضرت سیدہؓ کے جلانے کا کوئی لفظ ہے اور نہ حضرت سیدہؓ کے رہنے کے مکان کو جلانے کا کوئی لفظ ہے بلکہ دوسرے لوگوں کے جمع ہونے والے مکان و کمرے کو جلا دینے کی دھمکی ہے جس کی خود جناب سیدہؓ نے تائید فرما کر ان لوگوں کو وہاں جمع ہونے سے روک دیا۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو صحیح مسلم سے روایت ۔ بکر کے جواب دیا ہے کہ امراء وائمہ جب تک نمازیں پڑھتے رہیں اور علانیہ کفر نہ کریں ان سے نہ لڑو اس لیے حضرت علی المرتضٰی نے اصحاب ۔ نہ سے تعلقات رکھے اور جنگ نہ کی۔

تو صحیح مسلم اہل سنت کی کتاب ہے۔ تو گویا مولوی اسمٰعیل کے نزدیک جناب علی المرتضٰیؓ اہل سنت کا مذہب رکھتے تھے اور اہل سنت کے مذہب کے مطابق جو احادیث و روایات ہیں انہی پر عمل فرمایا کرتے تھے۔ مگر میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ شیعہ عقائد کے لحاظ سے جب ابو بکرؓ و عمرؓ بلکہ تمام صحابہ مرتد و منافق تھے تو جناب علیؓ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا اور ان سے تعلقات کیوں رکھے اور ان سے بیعت و نمازیں ان کے ساتھ کیوں ادا کیں؟

دیکھیے شیعہ مذہب کی معتبر کتاب تفسیر صافی کے ص ۲۳۲ پر ہے:۔ جاھدَ علیؑ المنافقین کہ جناب علی نے منافقین سے جہاد کیا۔ تو اگر حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ منافق و ظالم ہوتے تو جناب علیؓ ان سے بھی جہاد کرتے۔

## مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب روایت احراق خانۂ

فاطمہؓ کے متعلق کہتے ہیں کہ سیدہ دوسرے گھر میں تھیں اور سیدہ اس گھر میں نہ تھیں جہاں کہ وہ لوگ جمع ہوتے تھے۔

۱۔ مومنین کرام! مولوی عبدالستار کی یہ بات غلط ہے کیونکہ وہ کوئی بے گانے لوگ تو نہ جمع ہوتے تھے بلکہ وہ تو جناب علیؓ اور عباسؓ زبیرؓ تھے جن سے سیدہؓ کا پردہ نہ تھا۔ لہذا یہ لوگ اسی مکان میں جمع ہوتے تھے جہاں سیدہ رہتی تھیں اور اسی کے جلانے کو کہا گیا تھا۔

۲۔ درمنثور جلد پنجم کے ص۲۰۱ پر موجود ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے منبر پر بندر ناچیں گے۔ مولوی عبدالستار صاحب بتائیں کہ اس روایت کا مصداق کون ہیں؟

۳۔ اہل سنت کی کتاب فتح الباری شرح صحیح کے ص۵۵ پر ہے کہ عبداللہ بن عمر نے یزید سے ایک لاکھ درہم لیا۔ لہذا یزید اہل سنت والجماعۃ کا امام ہے۔

مولوی اسمٰعیل کے ان الفاظ پر مہر حق نواز صاحب سرپرست شیعہ اور مہر حاجی شوق محمد صاحب سرپرست اہل سنت دونوں نے مولوی اسمٰعیل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بحث تو اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت پر ہو رہی ہے۔ تم نے یزید کی امامت کی بحث کس لیے چھیڑ دی ہے۔ یہ بات خلاف موضوع ہے اور شرائط مناظرہ کے بھی قطعی خلاف ہے۔ اور الحاج مہر شوق محمد نے فرمایا کہ تمہارے

پاس اصحاب ثلاثہ رضؓ کی خلافت کو رد کرنے کے لیے تو کوئی دلیل ہے نہیں اس لیے یزید کے امام ہونے کی بحث شروع کر دی۔

اس وقت علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا کہ یہ اصل موضوع سے بھاگتا ہے تو اس کو بھاگنے دو۔ جس طرف یہ جائے گا میں اس کا پیچھا کروں گا۔

چوں کہ مولوی اسمٰعیل بے چارے کو اور تو کچھ آتا نہیں تھا، پھر شروع کر دیا کہ یزید نے اہل بیت علیہم السلام کے بچوں کے دُر اتار لیے اور ان کا پانی بند کر دیا۔ ایسا ظالم اہل سنت کا امام ہے۔ یہی مولوی اسمٰعیل کے آخری الفاظ تھے۔

## مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمٰعیل بے چارہ کہتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضؓ کے گھر میں کوئی بے گانہ لوگ جمع نہ ہوتے تھے بلکہ وہ تو حضرت علی، عباس و زبیر تھے جن سے پردہ نہ تھا۔

۱۔ مولوی اسمٰعیل کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ صرف یہی تین حضرات جناب سیدہؓ کے گھر جمع ہوتے تھے، کیونکہ ان کی معتبر کتاب حق الیقین کے صفحہ ۱۸۱ پر ہے کہ زبیر۔ مقداد اور صحابہ کی ایک جماعت وہاں آکر مشورہ کرتے تھے۔ تو ہم مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ تمام حضرات زبیر و مقداد وغیرہ صحابہؓ کی جماعت

سب کے سب حضرت سیدہؓ کے محارم تھے ۔ جن سے جناب سیدہ کا پردہ نہ تھا اور یہ سب اسی کمرہ میں ہوتے تھے جس میں جناب سیدہؓ ہوتی تھیں ۔

ب ۔ حق الیقین ص۱۴۷ پر جناب سیدہ کے یہ الفاظ موجود ہیں :۔

شما دیگر بایں خانہ میائید ۔ ایشاں رفتند و با ابوبکر بیعت کردند ۔

ترجمہ ۔ تم پھر اس گھر میں نہ آنا ۔ تو جناب سیدہؓ کے فرمان پر یہ سب لوگ چلے گئے اور ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔

حضرات ! سوچنے کی چیز ہے کہ جناب سیدہؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو بھی ان لوگوں کے ساتھ فرما دیا کہ پھر اس گھر میں نہ آنا کیا اس میں حضرت علی کو روکا گیا تھا کہ اس گھر میں نہ آنا ۔ کیسی مہمل باتیں مولوی اسمٰعیل بیان کرتا ہے ۔ اس روایت سے صاف ظاہر و ثابت ہے کہ وہ لوگ غیر محرم اور بے گانہ تھے ، جو کسی دوسرے مکان میں جو کہ جناب سیدہ کی ملکیت تھا جمع ہوتے تھے ۔ خاتون جنت نے اپنی اس جگہ آنے سے روک دیا جس کے بعد وہ چلے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۔

اگر ہماری یہ بات مولوی اسمٰعیل یا کوئی دوسرا مجتہد شیعہ غلط سمجھے تو ہم اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بیان کرے کہ وہ کون لوگ تھے جن کو خاتونِ جنت نے روک دیا اور انہوں نے صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر جا کر بیعت کر لی ۔

۲- مولوی اسمٰعیل صاحب نے درمنثور کی روایت پیش کی ہے۔
اوّلاً تو میں یہ کہتا ہوں کہ درمنثور جیسی ضعیف کتاب کی روایات کس طرح معتبر اور قابلِ قبول ہوسکتی ہیں؟ ثانیاً اگر بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہو کہ میرے منبر پر بندر ناچیں گے تو اس سے یہ کیسے یقین ہو کہ اس میں فلاں فلاں اشخاص مراد ہیں۔ بہرحال یہ ایک مجاز ہے جس کی کوئی تاویلِ موزوں کرنی ہوگی۔ تو وہ اہلِ سنت کے نزدیک امراءِ جور یزید و حجاج وغیرہ جیسے اشخاص مراد ہوں گے۔ یا ممکن ہے کہ مولوی اسمٰعیل جیسے لوگوں کے اسٹیج پر ناچنے کودنے کی طرف اشارہ ہو۔ یہ تو کسی طرح بھی اس روایت کا مطلب نہیں ہوسکتا کہ شیعہ اس سے خلفاءِ راشدینؓ مراد لے لیں اور خارجی اس سے حضرت علیؓ اور ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام مراد لے لیں العیاذ باللہ۔

۳- حضرات! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءِ راشدین کے عہدِ مبارک سے صحابۂ کرام اور اہلِ بیت علیہم السلام کے وظائف مقرر تھے اور تمام اہلِ بیت علیہم السلام اور اہلِ بدر و اہلِ اُحد و اہلِ بیعتِ اُولیٰ وغیرہ وغیرہ جناب ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ تمام خلفاءِ راشدین کے زمانے میں اپنے وظائفِ مقررہ لیتے رہے۔ حتیٰ کہ امام حسنؓ و امام حسینؓ، عبداللہ بن جعفر طیارؓ حضرت امیر معاویہؓ سے بھی عطایا و وظائف لیتے رہے جو کہ ہر ماہ کی پہلی

تاریخ کو ان کو مل جاتے تھے۔

جیسا کہ خود شیعہ کی معتبر کتاب جلاء العیون کے صـ۱۱۵ پر ہے:۔

از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ روزے حضرت امام حسن با حضرت امام حسین و عبداللہ بن جعفر فرمود کہ جائزہ ہائے معاویہ در روز اول ماہ بشما خواہد رسید۔ چوں روزِ اول ماہ شد چنانکہ فرمودہ بود اموالِ معاویہ رسید۔ جناب امام حسن قرض بسیارے داشت ازانچہ او فرستادہ بود برائے آں حضرت، قرض ہائے خود را ادا کرد و باقی را میانِ اہل بیت و شیعانِ خود قسمت نمود۔ و جناب امام حسین قرضِ خود را ادا کرد و آنچہ ماند بسہ قسمت کرد یک حصہ را با اہل بیت و شیعانِ خود داد و دو حصہ را برائے عیالِ خود فرستاد۔

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ ایک روز امام حسن نے امام حسین اور عبداللہ بن جعفر کو فرمایا کہ امیر معاویہ کا مقرر کردہ عطیہ و وظیفہ تمہارے پاس مہینہ کی پہلی تاریخ کو پہنچے گا۔ جب مہینہ کی پہلی تاریخ آئی جس طرح کہ امام حسن نے فرمایا تھا، امیر معاویہ کا مال (عطیہ) پہنچا۔ جناب امام حسن رضؓ پر بہت قرضے تھے۔ جو کچھ امیر معاویہ نے حضرت امام حسن کے لیے بھیجا تھا، اس میں سے قرضے ادا کیے اور باقی ماندہ مال اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں میں بانٹ دیا اور جناب امام حسین نے بھی اپنے

قرضے ادا کیے اور جو باقی بچا . . . . اس کو تین حصہ کیا۔ ایک تہائی حصہ اہل بیت اور اپنے شیعوں کو دیا اور دو تہائی حصہ اپنے گھر والوں اہل و عیال کے واسطے بھیجا۔

نیز اسی جلاء العیون کے ص۲۱۶ پر کہ یزید نے امام زین العابدین کو دو سو دینار سنہری دیے تو حضرت امام زین العابدین نے یزید سے لے لیے۔

دو صد دینار طلا باں حضرت داد، حضرت آں زر را گرفت۔

دو سو سنہری دینار یزید نے حضرت امام زین العابدین کو دیے اور امام نے وہ زر لے لیا۔

حضرات! غور کیجیے خود ان روایاتِ شیعہ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ نے جناب امیر معاویہؓ سے بے اندازہ مال لے کر اپنے اہل و عیال اور شیعوں پر خرچ فرمایا اور اسی طرح امام زین العابدین نے یزید سے دو سو دینار لے کر خرچ کیے پس اگر انہی وظائفِ مقررہ سابقہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت معاویہؓ سے کچھ مال لیا تو کون سا جرم کیا؟ اگر یہ جرم ہے تو اس میں اہلِ بیت کے ائمہ بھی شریک ہیں نعوذ باللہ۔

باقی رہا شیعہ مناظر کا حضرت ابن عمرؓ پر یہ الزام کہ انہوں نے یزید سے ایک لاکھ درہم لیے سراسر بہتان ہے۔ کتاب فتح الباری

صفحہ ۵۵ میں تو امیر معاویہؓ سے لینا مذکور ہے لیکن مناظرِ شیعہ یزید کا نام لے رہے ہیں، یہ غلط ہے۔ باقی اگر کسی سے مال لینے سے اس کا امام مان لینا لازم آتا ہے تو شیعہ کتب سے میں ابھی ثابت کر چکا ہوں کہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ نے امیر معاویہؓ سے اور جناب امام زین العابدینؒ نے یزید سے مال لیا۔ پھر اس سے تو امیر معاویہؓ اور یزید کا شیعوں کا امام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرات! مولوی اسمٰعیل اصحابِ ثلاثہؓ کی خلافتِ راشدہ کے دلائل سے لاجواب و مبہوت ہو کر اب یزید کو اہل سنت کا امام بنانے اور بتانے لگا ہے گویا کہ مولوی اسمٰعیل اصحابِ ثلاثہؓ کی خلافتِ راشدہ کو حق مان چکا ہے۔ اور کیوں نہ مانتا جب کہ جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی کے جزو ۱۰ ص ۳۱ پر مرقوم ہے:-

ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما لجرح فی الاسلام لشدید یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا۔

ترجمہ:- اور قسم مجھے اپنی جان کی کہ بہ تحقیق ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا مقام اسلام میں بڑا ہے اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور ان کو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! حسب فرمان جناب علی المرتضیٰ حضرات خلفاء ثلاثہ رض کو مان لیں اور یزید کے متعلق یہ خوف نہ کھائیں کہ یہ اہل سنت کا امام و پیشوا ہے۔ یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ دیکھیے اہل سنت کی عقائد کی کتاب نبراس (شرح عقائد نسفی) کے ص۵۵۲ پر لکھا ہے:۔

واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ واجازہ ورضی بہ۔

ترجمہ:۔ اور ہمارے علماء ان لوگوں پر لعنت کرنے کے جواز پر متفق ہیں جنہوں نے امام حسین رض کو قتل کیا یا امام حسین رض کے قتل کا حکم دیا، یا امام حسین رض کے قتل کی اجازت دی اور ان کے قتل پر راضی و خوش ہوئے۔

اور اس کے بعد اسی نبراس کے ص ۵۵۴ پر ہے:۔

لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے معاونین اور مددگاروں پر جنہوں نے امام حسین رض کو شہید کرنے میں اس کی امداد کی۔

دیکھیے مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر یزید اہل سنت کا امام ہوتا تو ہم اس کے متعلق یوں کیوں لکھتے۔ جہاں اہل سنت کی کسی کتاب میں یزید کے متعلق کچھ لکھا ہوا ہے وہاں اس کے بادشاہ وقت

ہونے کے متعلق لکھا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہیں ہے کہ یزید اہل سنت کا امام و پیشوا اور مقتدا تھا۔ اگر خدا ایک بار یزید پر لعنت کرے تو ہم اہل سنت اس پر لاکھ بار لعنت کریں گے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ اپنے شیعہ مذہب کا فکر کیجیے اور آئیے ہم شیعہ مذہب کی کتابوں سے پوچھیں کہ یزید کس کا امام ہے؟ دیکھیے فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۰ پر ہے کہ امام زین العابدینؒ نے یزید سے کہا:۔

قد اقررت لك بما سئلت انا عبد مكره لك

ترجمہ:۔ تحقیق میں تیری ہر اس بات کو مانتا ہوں جو تو چاہے اور سوال کرے۔ میں تو تیرا مجبور و ماتحت غلام ہوں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! بتائیے کہ امام زین العابدین کو یزید کا غلام اور یزید کی ہر بات ماننے والا خواہ وہ یزید اپنی امامت منوائے یا حکومت و خلافت، تم شیعوں نے بنایا ہے یا اہل سنت نے؟

اور شیعوں کی معتبر کتاب تلخیص الشافی ص ۱۷۱ پر ہے جناب امام حسینؓ نے عمرو بن سعد کو فرمایا:۔

اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منه او ان اضع یدی علی ید یزید فهو ابن عمی لیری فی رایه۔

تم میری طرف سے جو چیز چاہو اختیار کرو۔ یا تو مجھے اس مکان کی

طرف واپس جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں۔ یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا کیونکہ وہ یزید میرا چچازاد بھائی ہے تاکہ وہ میرے حق میں اپنی رائے دے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! دیکھیے امام حسینؓ کے ہاتھ کو یزید کے ہاتھ پر تم رکھوا رہے ہو اور امام حسینؓ سے یزید کی بیعت تم تسلیم کروا رہے ہو یا کہ اہل سنت کروا رہے ہیں؟

جب حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے یہ حوالہ پیش کیا تو شیعہ علماء اور عوام میں صفِ ماتم بچھ گئی اور اس میں اپنی سخت شکست فاش سمجھ کر نہایت ہی حواس باختہ اور سرنگوں ہو گئے کہ یا اللہ یہ کیا قیامت برپا ہو گئی کہ ہمارے مناظر مولوی اسمٰعیل نے یزید کی بحث چھیڑ کر شیعہ مذہب کو رسوا اور ذلیل کر دیا۔ ادھر علامہ محمد عبدالستار صاحب مناظر اہل سنت شیر کی مانند گرج کر فرما رہے تھے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب! اب فرمائیے کہ یزید ہمارا امام ہے یا کہ تمہارا؟ جس پر تمام شیعہ حضرات مولوی اسمٰعیل کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے کہ ہم نے مولوی اسمٰعیل کو حضرت علامہ تونسوی کے مقابلے میں بلوا کر متواتر تینوں دن اپنے مذہب کو رسوا کیا۔ اور اب آخری وقت میں تو ذلت و خواری کی کوئی انتہا ہی نہ رہی۔

مناظر اعظم اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہٗ سے مطالبہ کیا گیا کہ

کتاب تلخیص شافی کا حوالہ دکھاؤ۔ علامہ تونسوی نے فرمایا کہ میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں، یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری پر وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے۔ مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ حوالہ کو اِدھر اُدھر سے تو پڑھتا تھا مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ اِدھر علامہ تونسوی مدظلہ فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سنبھال کر درمیان سے پڑھو۔ مولوی اسمٰعیل بے چارے کا چہرہ خوف زدہ تھا اور حواس باختہ تھے۔ اور اس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے، مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی، اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جمگھٹا ہو گیا تو علامہ تونسوی کو خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے اس لیے آپ نے فوراً اپنی کتاب ان سے واپس منگالی۔ اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے شیعہ مولوی سید گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی مدظلہ نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حلف دے کر حوالہ اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے۔ اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور

مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یہ حوالہ پڑھوایا گیا۔

جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس اور مبہوت تھے کہ لاجواب اور شرمندہ ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے۔

## مناظر اعظم اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہٗ

## کا

ابھی تک تین منٹ وقت باقی تھا کہ سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی مدظلہٗ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا

## کہ

## اب آپ اپنی تقریر ختم کیجیے

اور

ہم کو زیادہ رُسوا نہ کیجیے۔ شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سنت نے حضرت علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے دعاء خیر فرما کر ختم کیجیے

دعائے خیر کے بعد

مناظرِ اعظم اہل سنت

کی

خدمت میں جہاں اور حضرات نے فتح و کامیابی پر

مبارک باد اور ہدایا و تحائف پیش کیے

وہاں

مولانا محمد حسین صاحب نے

مناظرِ اعظم تنظیم اہل سنت

علامہ تونسوی مدظلہ

کے سر پر

سبز رنگ کی دستار بندھوائی،

اور

مناظرِ اعظم زندہ باد کے نعرے لگ گئے

تنظیم اہل سنت ——— مجلس تحفظ ختم نبوت

زندہ باد ——— زندہ باد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حلفیہ بیان سرگانہ برادری

۱۔ ہم بانیانِ مناظرہ باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ مناظرہ کی جو شرائط طے پائی تھیں، ان میں یہ بھی طے پایا تھا کہ جو فریق ان شرائطِ مناظرہ سے گریز کرے گا اس کی شکست تصور ہو گی۔

۲۔ مناظر اہل سنت حضرت علامہ عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے فراخ دلی سے شیعہ مناظر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو اجازت دے دی جب کہ اُس نے اصل شرائطِ مناظرہ سے گریز کی راہ اختیار کی، (کہ تم اپنا موضوع بدل کر جو چاہو رکھ لو، مجھے منظور ہے۔ اس کے بعد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے کہنے پر مسئلہ فدک کی بجائے مسئلہ تحریفِ قرآن اہل سنت کے نزدیک عین دورانِ مناظرہ مقرر ہوا جس سے پبلک پر یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ شیعہ مناظر اہل سنت کے مناظر کے مقابلہ میں بوجہ لاجواب ہونے کے فرار کی راہ اختیار کر رہا ہے۔

۳۔ مناظرہ کے دوران میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مناظرِ شیعہ بار بار کہتے تھے مجھے شادی پر جانا ہے۔ اور مناظرِ اہل سنت حضرت تونسوی صاحب مدظلہ العالی بار بار فرماتے تھے کہ شادی وادی کی کوئی بات نہیں، جب تک فیصلہ نہ ہو مجھے اور تجھے یہاں رہنا پڑے گا اور فیصلہ کر کے جانا ہو گا۔

۴۔ آخر میں خلافتِ اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے موضوع پر مناظرہ ہو رہا تھا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب مناظرِ شیعہ نے خلافتِ یزید کی بحث چھیڑ دی جو کہ خلافِ شرائطِ مناظرہ تھی۔

مناظر اہل سنت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے جب حوالہ تلخیص شافی (شیعوں کی معتبر کتاب ص۱۷۴) پیش کیا جو عربی میں ہے کہ امام حسینؓ نے عمر و بن سعد کو فرمایا تم میری طرف سے جو چیز چاہو اختیار کرو۔ یا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں، یا مجھے یزید کی طرف لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا وہ میرا چچازاد بھائی ہے۔" تو شیعہ پریشان ہو گئے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے حوالہ خود دیکھنے کے لیے کتاب طلب کی، کتاب دی گئی تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے سرسری نگاہ ڈال کر اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا تو قصداً ان اضع یدی علی ید یزید کو نہ پڑھا، تو فوراً حضرت مولانا تونسوی نے ٹوکا اور کہا ان اضع یدی الخ کو کیوں کھا گیا ہے؟

اس پر میاں طالب حسین خاں صاحب بانی مناظرہ از طرف شیعہ حضرات نے فرمایا کہ یہاں سب پڑھے لکھے بیٹھے ہیں سچ جھوٹ نکل آتا ہے۔ چنانچہ حاجی محمد قاسم سرگانہ مرحوم نے بڑھ کر کتاب مولوی اسمٰعیل صاحب سے لے کر سرپرستانِ مناظرہ کے سامنے رکھی، ابھی ہم دیکھ بھی نہ پائے تھے کہ خدا جانے مولوی اسمٰعیل شیعہ کو کیا سوجھی کہ جھٹ سٹیج پر سے جو ۲۔۱/۲ فٹ بلند تھا اتر کر ہمارے سامنے کھلی ہوئی کتاب پر زور کا تھپڑ مارا۔ کتاب پھٹنے سے تو بچ گئی لیکن شکن سے پڑ گئے تو فوراً ہم نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو کتاب سے ہٹا کر سٹیج پر جانے کے لیے مجبور کیا کہ آپ کو یہاں آنے کا کوئی مطلب نہیں۔

مولوی اسمٰعیل کی اس حرکت کو سب حاضرین نے نفرت سے دیکھا، تو حضرت مولانا تونسوی صاحب مدظلہ نے کتاب واپس لے لی تا کہ کتاب

نہ پھاڑ دی جائے۔ مولوی امیر محمد صاحب شیعہ جو کہ منجانب شیعہ صدر مناظرہ مقرر تھے، نے خود کتاب مذکور کا حوالہ پڑھا۔ دوسرے بعض شیعہ مجتہدوں کے اس حوالہ کو پڑھنے پر چند حضرات نے نعرہ لگا دیا جس پر ناراض ہو کر ہم نے ان کو روکا کہ ہم نے یہ مناظرہ حق سمجھنے سمجھانے کیلیے کیا ہے اور بس۔ مولوی اسمٰعیل صاحب شیعہ کا ایک رنگ آتا تھا ایک رنگ جاتا تھا۔ آغا مہر حق نواز صاحب سکنہ دندی سرپرست شیعہ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کے اشارہ پر مولانا عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ کے دو تین منٹ باقی رہنے کے باوجود مناظرہ بند کرنے کو کہا اور ہم نے بھی تونسوی صاحب کو مناظرہ ختم کرنے کی سفارش پیش کی کہ حق واضح ہو گیا ہے لہذا اب ختم کریں۔

شیعہ حضرات مولوی اسمٰعیل صاحب پر بہت ناراض تھے کہ خلافت یزید کی بحث چھیڑ کر ہمیں رسوا کر دیا۔ چونکہ شیعہ علماء اور شیعہ برادری سب ہمارے مہمان تھے ہم نے بخیر و خوبی سب کو رخصت کر دیا۔

تیسرے روز ایک اشتہار مولوی اسمٰعیل صاحب کی طرف سے نظر سے گزرا جس میں جھوٹ کے انبار تھے۔ ایک مولوی کی من گھڑت (شیعہ ہو جانے کی) جھوٹی کہانی نیز مولوی عبد الستار صاحب کے متعلق کہ ½ گھنٹہ پہلے مناظرہ سے بھاگنا وغیرہ لکھا تھا۔ ہم نے سمجھا کہ تقیہ کا مسئلہ اسی لیے شیعہ حضرات نے اپنایا ہوا ہے کہ وقتِ ضرورت کام آئے۔

دستخط :- بانی و سرپرستِ مناظرہ منجانب اہل سنت :-

شوق محمد بقلم خود سیال سرگانہ

محمود الحسن سیال سرگانہ بقلم خود۔ محمد ظفر سرگانہ بقلم خود۔